منصب ہدایت اور قرآن

حجۃ الاسلام علامہ طالب جوہری مدظلہ

مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰۰۶ء

مرتبہ

اے ایچ رضوی

ناشران

پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

۲۷۹- بریٹو روڈ۔ کراچی فون: ۷۲۳۲۳۵۴

محفوظ بک ایجنسی
مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

محفوظ
MBA

نام کتاب	:	منصب ہدایت اور قرآن
مقرر	:	حجتہ الاسلام علامہ طالب جوہری مدظلہ
مرتبہ	:	اے ایچ رضوی
ترتیب وتدوین	:	سید فیضیاب علی
کمپوزنگ	:	احمد گرافکس، کراچی۔فون:۶۸۰۱۷۲۱
سرورق	:	رضا گرافکس۔فون:۳۲۰۶۵۴۱۔۰۳۳۳
اشاعت اوّل	:	جنوری ۲۰۰۷ء
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	مجلد =/۱۰۰ روپے

ناشران

پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

۲۷۹ - بریٹو روڈ - کراچی فون: ۴۲۳۲۳۵۴

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

MBA

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

علامہ طالب جوہری کا پیغام
پاک محرم ایسوسی ایشن کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ کون نہیں جانتا کہ سیدالشہداعلیہ السلام کی عزاداری ہمارا ملّی تشخص ہے۔ اس عزاداری کی بُنیاد خود آلِ محمّد نے رکھی ہے اور ائمہ علیہم السلام اس کی بقار کے لئے کوشاں رہے ہیں۔ اور اپنے آثار و کردار سے اسکی اہمیت کو اُجاگر کرتے رہے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ عزا کی یہ میراث نسلاً بعد نسلٍ ہم تک منتقل ہوتی رہی ہے۔ جس کیلئے ہم خدائے قدوس کے شکرگزار ہیں۔

پاک محرم ایسوسی ایشن نے عزاداریٔ سیدالشہدا کے سلسلے میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اس کے علاوہ تعلیم، تبلیغ اور نشرواشاعت کے سلسلے میں بھی اس کی خدمات گراں قدر اور قابلِ توجہ ہیں۔ اس ادارے کے افق پر پچاس سال کے عرصہ میں دیانتدار، معتبر اور روشن شخصیتوں کے شمس و قمر جگمگاتے رہے ہیں جن میں سے کچھ ہم میں نہ رہے اور آج جو چمک رہے ہیں خدا انہیں تادیر سلامت رکھے۔ ان میں خصوصیت سے غلام نقی رضوی صاحب وہ بزرگ ہیں جن کی کم و بیش پوری زندگی اس ادارے کے انصرام و استحکام میں صرف ہو رہی ہے۔

اس ادارے نے بحمداللہ اب کے برس اپنے پچاسؔ سال انتہائی کامیابی کے ساتھ پورے کئے ہیں۔ اسکے تشکر کے طور پر یہ ادارہ یوم تکمیلِ دین کے نام سے ایک مقدس تقریب منعقد کر رہا ہے۔ میں اراکینِ گزشتہ کے بلندیٔ درجات کی دُعا کے ساتھ ساتھ موجودہ اراکین کی توفیقاتِ دینی و دُنیوی کے لئے دُعاگو ہوں کہ انہوں نے عزاداری سے متعلق ادارے کی تقریب کو تکمیلِ دین کے حوالے سے منعقد کرنا چاہا ہے۔ عزاداری کا تکمیلِ دین سے جو رابطہ محکم ہے وہ معصومؑ کے ایک جملہ سے نمایاں ہے۔ جب امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آپ محرّم کو اتنی زیادہ اہمیت کیوں دیتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: لِئلا تنسونہ کما نسیتم الغدیر۔ ہم اس لئے اہمیت دیتے ہیں کہ کہیں تم غدیر کی طرح محرّم کو بھی نہ بھول جاؤ۔

مجھے اُمید ہے کہ یہ ادارہ ترقّی کے مراحل طے کرتا رہے گا اور اپنے موجود مشاغل کے ساتھ ساتھ دیگر علمی اور تحقیقی مرحلوں میں بھی اپنے مخصوص انداز سے ملک و ملّت کی خدمت انجام دیتا رہے گا۔

طالب جوہری
۱۵ اپریل

پیش لفظ

از الحاج سید غلام نقی رضوی

صدر پاک محرم ایسوسی ایشن (رجسٹرڈ) و

مینجنگ ٹرسٹی پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین۔ اما بعد۔

مومنینِ کرام، السلام علیکم

علامہ طالب جوہری مدظلہ العالی دامت برکاتہم کی ذات و الاصفات ملت اسلامیہ کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں وہ اتحاد بین المسلمین کے داعی قران کے عارف اور اقلیم خطابت کے تاجدار ہیں ان کی استدلالی تقریر اور طریقۂ استنباط منفرد ہے جس سے ذی علم اور کم علم دونوں ہی استفادہ کرتے ہیں چونکہ علامہ موصوف ایک علمی شخصیت ہیں لہٰذا بالعموم انکے عشرہ کی تمہیدی و تعارفی تقاریر سطحِ عمومی سے بلند ہو جاتی ہے لیکن ایک دو تقاریر کے بعد یہ مشکل مرحلہ بھی آسان معلوم ہونے لگتا ہے چونکہ سرکار علامہ کی تقاریر کے عنوانات علمی ہوتے ہیں لہٰذا ان علمی عنوانات کی تفسیر بھی علمی ہوتی ہے انسان معاصر اور قران، تہذیب نفس اور تہذیب حاضر، عالمی معاشرہ اور قران حکیم، حیات و کائنات کا الوہی تصور، انسانیت کا الوہی منشور، اساس آدمیت اور قران، میزان ہدایت اور قران، میراث عقل اور وحی الٰہی یہ تمام عنوانات Topics خود انسانی Wisdom کے لیے چونکا دینے والے ہیں۔

سرکار علامہ طالب جوہری نہ صرف منفرد لب و لہجے کے خطیب ہیں بلکہ منفرد لب و لہجے کے شاعر بھی ہیں جو اپنے اسلوب سے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ فقیہ بھی ہیں اور مفسر قران بھی، تاریخ کے شناور بھی ہیں اور جادۂ فلسفہ کے معتبر مسافر بھی، بہترین انشا پرداز بھی

ہیں اور علم الکلام کے عالم بھی ہیں لہٰذا آپ کی تقاریر میں ان تمام علوم کے دھنک رنگ پائے جاتے ہیں لہٰذا ان تمام علوم سے تعلق رکھنے والوں کو تا حد بصیرت اپنی سماعت کے لوازمات مل جاتے ہیں اور ان بہت سے سوالوں کے جوابات بھی مل جاتے ہیں جو مدتوں اس کے ذہن میں گردش کرتے رہتے ہیں یا دیگر مسلک کے لوگ مکتب اہلبیت پر جو اعتراضات گاہ بگاہ کرتے ہیں ان کے شافی جوابات بھی انتہائی غیر محسوس طریقے سے سرکار علامہ کی تقاریر میں مل جاتے ہیں جبکہ سرکار علامہ کی تقریر میں کوئی نزاعی پہلو یا اختلافی مباحث نہیں ہوتے نہ کسی کی دلآزاری ہوتی ہے بلکہ مکتب اہلبیت کے بارے میں عقلی و فکری استدلال اس خوبصورتی سے بیان فرماتے ہیں کہ سامع کے دل میں اتر جاتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ علامہ صاحب ایک بہترین شاعر ہیں آپ کا منفرد لب ولہجہ واسلوب آپ کی شاعری کی پہچان ہے لیکن آپ اپنی تقاریر میں کبھی شاعری کا سہارا نہیں لیتے کبھی کبھار موقع کی مناسبت سے اپنی خوبصورت نثر کو سہارا دینے کے لیے یا مزید وضاحت کے لیے کوئی شعر پڑھ دیتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ شاعر نے شاید اسی موقع کے لیے یہ شعر کہا تھا کیوں کہ شعروں کا انتخاب بھی ہنر ہے اور اس ہنر کو سرکار علامہ سے زیادہ کون جان سکتا ہے جبکہ وہ خود اس میدان کے شہسوار ہیں، شاعری کی طرح خطابت بھی ایک فن ہے اور اس میدان میں بھی آپ نے عالم اسلام سے اپنا لوہا منوالیا ہے ورنہ وہ قرآن و فقہ کے اسکالر تھے عموماً معتمم لوگ کم ہی خطابت میں اپنی جگہ بنا پاتے ہیں مگر سرکار علامہ نے پورے عالم اسلام سے اپنی علمیت، اپنی شخصیت اور اپنی خطابت کا کلمہ پڑھوالیا۔

آپ کی شخصیت مکتب اہلبیتؑ کے لیے ایسی نعمت ہے جس پر جتنا بھی خدا کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ علامہ موصوف گلستان علم کی بہار اور اس قحط بیابان میں شجر سایہ دار ہیں، جن کی خطابت کے ثمرات کو مکتب اہلبیتؑ کا ہر شخص محسوس کر رہا ہے علامہ موصوف کی خطابت کی مہک پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے جو موالیان حیدرؑ کرار کے مشام قلب و ذہن کو مسلسل معطر کر رہی ہے ذات واجب ان کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

سرکار علامہ طالب جوہری کی ۱۴۲۷ ہجری کی نشتر پارک کی مجالس کا عنوان تھا ''منصب ہدایت اور قرآن'' آپ کی ان گراں بہا تقاریر کو ہم حسب سابق کتابی صورت میں شائع کرنے کی سعادت وشرف حاصل کرر ہے ہیں جیسا کہ علامہ صاحب نے فرمایا ''۱۴۲۷ ہجری کے پہلے دن ہمارا اور آپ کا اجتماع حسینؑ اور ان کے مقصد سے وفاداری کا اعلان ہے'' اسی طرح اس کتاب کی اشاعت بھی مقصد حسینؑ سے وفاداری کا اعلان ہے۔

سرکار علامہ نے اپنی دوسری تقریر موالیان حیدرؑ کرار کی سماعت کے لیے ہدیہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ''انسان کا نفس بھی امر کرتا ہے لیکن وہ برائی کا امر کرتا ہے۔ تو ایک امر ہے اچھائی اور ایک امر ہے برائی اور جب یہ دونوں امر ٹکرائیں گے تو معاشرہ فاسد ہو جائے گا تو جب یہ ٹکرائیں گے تو فساد پیدا ہوگا، اس ٹکراؤ سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ نفس کو امر الٰہی کے تابع کردو، اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں۔''

سرکار علامہ کے سمجھانے کا انداز بڑا فطری ہے۔ ذات واجب نے انہیں اس کا ملکہ عطا کیا ہے وہ ابلاغ کا سلیقہ جانتے ہیں خواہ سامعین کی سنگلاخ سماعتیں ہوں یا حسین سماعت وہ ہر طرح کی سماعتوں کو پیغام پہنچانے کا ہنر جانتے ہیں۔ ان کی تقریر میں کوثر کی روانی اور سلسبیل کا بہاؤ ہے۔ علوم اسلامی وانسانی کی جتنی قسمیں ہیں ان علوم کا تذکرہ کسی نہ کسی حوالے سے آپ کی تقریر میں ضرور آ جاتا ہے۔ وہ فلسفہ کے خشک سے خشک موضوع کو اتنی مہارت اور سہل انگاری سے پیش کرتے ہیں کہ سامع حیران رہ جاتا ہے خصوصاً حلقہ اہل نظر جس موضوع کو سمجھ نہیں پا رہا تھا سرکار علامہ نے اتنے سہل طریقے سے سمجھا دیا کہ سطح عمومی تو ایک طرف حلقہ ارباب دانش بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پروردگار عالم حضرت علامہ کے فیض سے ملت اسلامیہ کو بہرہ مند کرے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

خاکپائے اہل بیتؑ
(الحاج) سیّد غلام نقی رضوی
مینجنگ ٹرسٹی، پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِنَّ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَہۡدِیۡ لِلَّتِیۡ ھِیَ اَقۡوَمُ وَ یُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا کَبِیۡرًا ﴿۹﴾ وَّ اَنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ اَعۡتَدۡنَا لَہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۱۰﴾

(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹ـ۱۰)

اس میں شک نہیں کہ یہ قران اس راہ کی ہدایت کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھی ہے اور جو ایماندار اچھے اچھے کام کرتے ہیں ان کو یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر اور ثواب (موجود) ہے۔ اور یہ بھی کہ بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے لیے ہم نے بہت بڑا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مجلس اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمدللہ الملک الحق المبین۔ المتساغر لعظمتہٖ جبابرۃ الطاغین المتضاضع لکبریانہ و طاعت المتمردین المتعرف سائر الخلق اجمعین۔ والصلوٰۃ و السلام و التحیۃو الاکرام علی اشرف النبیین و خاتم المرسلین سیدنا و مولانا ابی القاسم محمد و اھل بیتہ الطبین الطاھرین امابعد فقد قال اللہ سبحان و تعالیٰ فی کتابہ المبین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ يَهۡدِىۡ لِلَّتِىۡ هِىَ اَقۡوَمُ وَيُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَبِيۡرًا ۙ‏ ۝ وَّاَنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا۔ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹۔۱۰)

عزیزانِ محترم! ۱۴۲۷ھ کے پہلے دن ہمارا اور آپ کا اجتماع حسینؑ اور ان کے مقصد سے وفاداری کا اعلان ہے۔ دیکھو اس مقصد کے ساتھ بڑی دشمنیاں کی گئیں۔ عزاداری کے ساتھ بڑی دشمنیاں کی گئیں۔ اگر کوئی قوم حکومت چھیننا چاہے تو حق ہے حاکم کو کہ اس سے دشمنی کرے۔ اگر کوئی قوم اقتدار کو اپنے ہاتھوں میں لینا چاہے تو یہ حق ہے حاکم کو کہ وہ اس قوم کے ساتھ دشمنی کرے۔ لیکن اگر کوئی قوم اپنے سینے پر ماتم کرنا چاہے تو اس نے کسی کا کیا بگاڑا ہے جو دشمنیاں کی جارہی ہیں؟ تو حق یہ ہے کہ جب تک روتے رہو گے قاتل کے چہرے سے نقابیں ہٹتی رہیں گی۔ بچاؤ اس گریہ کو۔ بڑی حفاظت کرو اس رونے کی۔ جب تک روتے رہو گے قاتل بدنام ہوتا رہے گا۔

حسینؑ نے اپنے مقصد کا اعلان اس وصیت نامہ میں کیا جو اپنے بھائی محمد حنفیہ کے

نام لکھا۔ پورا وصیت نامہ نہیں دہراؤں گا۔ تحریر فرماتے یہ لکھا:

انی لم اخرج...... اشراً ولا قتلاً ولا مفسداً ولا ظالماً۔ میں جو مدینہ سے نکل رہا ہوں تو یہ خروج ملک گیری کے لیے نہیں کر رہا ہوں، ظلم کے لیے نہیں کر رہا ہوں، میں معاشرہ میں فساد پھیلانا نہیں چاہتا۔

بل خرجت لطلب الاسلام لامت جدّی۔ میں تو اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لیے اٹھا ہوں۔ اس کے بعد آواز دی:

انی اریدان امر بالمعروف والنھی عن المنکر۔

میرا اس کربلا کے واقعہ میں منشور فقط اتنا ہے کہ میں اچھائیوں کا حکم دوں گا برائیوں سے روکوں گا۔ میرا مقصد کربلا میں اور کربلا کے واقعہ میں فقط اتنا ہے کہ اچھائیوں کی طرف بڑھاؤں، برائیوں سے روکوں۔

مجھے معاف کر دینا میں کتابیں پڑھ کے بولنے کا عادی ہوں۔

اس مقصد کے لیے حسینؑ نے جو مصائب برداشت کیے، حسینؑ نے جو شدائد برداشت کیے، حسینؑ نے جو اذیتیں برداشت کیں۔ کسی نبی نے اور کسی وصی نے ایک وقت میں وہ مصیبتیں برداشت نہیں کیں۔

کڑیل جوان کا لاشہ اٹھانا، برابر کے بھائی کے شانوں کا قلم ہونا، بھتیجے کی لاش کے ٹکڑے لانا، ششماہے کے لیے پانی مانگنا، خدا کی قسم اگر میرے جملوں کو محفوظ رکھ سکتے ہو تو محفوظ رکھو، ارباب مقاتل نے اور اربابِ مجالس نے یہ لکھا ہے کہ ایک دن پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں جبرئیل نے محضر شہادت پیش کیا۔

بڑا معتبر واقعہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ مختصراً میرے سننے والوں کے ذہن میں محفوظ ہو جائے:

محضر پیش کیا گیا۔ کہا: میرے بیٹے حسینؑ کو بلاؤ۔

حسینؑ آئے۔ چھوٹا بچہ۔ آ کے بیٹھ گئے۔

کہا: بیٹے! تمہاری شہادت پر میرے دین کی بقا ہے منظور ہے؟

کہا: نانا! اگر میری شہادت سے آپ کا دین بچتا ہے تو مجھے منظور ہے۔

کہا: بیٹے! اس راہ میں تیرے جوان بھائی کے شانے جائیں گے۔

کہا: نانا! منظور۔

کہا: اس راستے میں تیرا کڑیل جوان بیٹا برچھی کھائے گا۔

کہا: نانا! منظور۔

کہا: بیٹے! تجھے اس راستے میں اپنے بھائی کے بیٹے کے لاشے کے ٹکڑوں کو اٹھانا ہوگا۔

کہا: نانا! منظور۔

کہا: بیٹے! تجھے اپنے چھ ماہ کے بچے کو موت کا پیالہ دینا ہوگا۔

کہا: نانا! منظور۔ اگر آپ کا دین بچ سکتا ہے تو یہ سب منظور۔

کہا: بیٹے! تجھے اس راستے میں زینبؑ وامِ کلثومؑ کے پردے کی قربانی دینی ہوگی۔

حسینؑ چپ ہوگئے۔

دیکھو! جوان بیٹے کا لاشہ منظور، عباسؑ کے شانے منظور، ششماہے کا لاشہ منظور، قاسمؑ کے لاشے کے ٹکڑے منظور، جب کہا: بیٹے تجھے اس راہ میں اپنی بہنوں کی چادروں کی قربانی دینی ہوگی حسینؑ خاموش ہوگئے؟

کہا: لیکن بیٹے یہ کام تیری شہادت کے بعد ہوگا۔

کہا: اگر میری شہادت کے بعد تو منظور۔

شہادت سے پہلے منظور نہیں۔ شہادت کے بعد منظور۔ اب سیّد سجادؑ سمجھ میں آیا؟! وہ باحیاء امام، وہ غیرت والا امام۔ پہچانتے ہو سیّد سجادؑ کو! بڑا غیرت والا امام۔ اب میں کیسے اپنے سننے والوں کی خدمت میں عرض کروں کہ حسینؑ ابنِ علیؑ نے صبر کا کمال دکھلایا۔ مگر حسینؑ سیّد الصابرین نہیں ہیں۔ کیا پیغمبر اکرمؐ نے کم صبر دکھلایا ہے؟ —

دنیا کے سب سے بڑے صابر ہیں لیکن لقب سیّد الصابرین نہیں ہے۔ علیؑ کہتے ہیں

نہج البلاغہ میں۔ میں نے بڑا صبر کیا۔ لیکن لقب سیّد الصابرین نہیں ہے۔ شہزادی فاطمہؑ جن پر اتنی مصیبتیں ٹوٹیں کہ دن رات بن گئے۔ صابرہ ہیں لیکن صبر کرنے والوں کی سردار نہیں ہیں۔ یہ اکیلا امام ہے جو صبر کرنے والوں کا امام ہے۔

اب میں کیسے اپنے سننے والوں کی خدمت میں عرض کروں کہ ان سب نے صبر کیا۔ ان سب نے امتحان دیا بہادری کا۔ یہ اکیلا ہے جس نے امتحان دیا غیرت کا۔

مرحلۂ فکر ہے جہاں میں اپنے سننے والوں کو روکنا چاہ رہا ہوں۔

مسلمؑ ابن عقیل جانتے ہو بہت بڑے بہادر تھے۔ عقیلؑ کے بیٹے جو کربلا کی تمہید تھے۔ ان کے واقعے کے بغیر کربلا مکمل نہیں ہوتی۔ جب کھینچ کے لے جائے گئے دربار میں تو سر سے پاؤں تک زخمی تھے۔ ہونٹ کٹے ہوئے تھے۔ جکڑ کے رسیوں میں باندھا گیا تھا۔ پیاسے سے تھے، دو دندانِ مبارک مسلمؑ کے شہید ہو چکے تھے۔ انہیں کھینچتے ہوئے لے جا رہے تھے۔

لیکن راوی کہتا ہے کہ مسلمؑ کا سینہ تنا ہوا تھا۔ گردن بلند تھی، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہے تھے، کسی کو ڈانٹ رہے تھے، کسی کو ڈپٹ رہے تھے۔

جب ان سے کہا گیا: امیر کو سلام کرو۔

ڈانٹ دیا:

مالا امیر سواء حسینؑ۔ حسینؑ کے سوا میرا کوئی امیر نہیں ہے۔

تو مسلمؑ اس شان سے گئے۔ اور سیّد سجادؑ سر کو جھکائے ہوئے جا رہے تھے۔ جملہ سنو اسی جملے کے لیے تو زحمت دی تھی۔ رسولؐ کے ایک صحابی نے آگے بڑھ کے کہا:

فرزندِ رسولؐ ابھی کچھ ہفتے پہلے مسلمؑ بڑی شان سے دربار میں گئے تھے اور آپ اس حقارت سے جا رہے ہیں۔ تو سر اٹھایا اور کہا:

میرے نانا کے صحابی تو نے سچ کہا: مسلمؑ بڑی شان لے گئے تھے لیکن مسلمؑ کے سامنے ماں بہنوں کا کھلا، ننگا سر نہیں تھا، مسلمؑ کی چھوٹی بہن نے تماچے نہیں کھائے تھے اور منادی

آواز نہیں دے رہا تھا کہ تماشا دیکھنے والو! تماشہ دیکھو آلِ رسول کا۔

سجادؑ سمجھ میں آ گیا؟

قافلہ پہنچا۔ تین دِن شہر کی سجاوٹ ہوئی اور تین دن تک لٹا ہوا قافلہ شہر کے باہر کھڑا رہا۔ سنو گے میرے سجادؑ کا حوصلہ، کلیجہ!

تیسرے دِن شمر آیا۔ کہا: علیؑ کی بیٹی! چلو۔ اجازت آ گئی دربار سے۔

کہا: دو شرطیں۔ پہلی شرط تو یہ کہ چادر دے دے۔

کہا: یہ شرط منظور نہیں ہے۔

کہا: دوسری شرط ہمیں عام راستے سے نہ لے جا۔ کسی گمنام راستے سے لے جا تا کہ مجمعِ عام نہ ہو۔

کہا: یہ بھی منظور نہیں ہے۔

یہ سنتا تھا کہ علیؑ کی بیٹی کو جلال آ گیا۔ کہا: بیبیو! بال کھولو اب میں بددعا کروں گی۔ ایک مرتبہ حسینؑ کے سر پر نگاہ پڑی دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

کہا: بہن! جیسی ہو ویسے ہی جاؤ۔

یہ واقعہ علامہ مجلسی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے۔ میں ایک جملہ کہوں تاکہ سجادؑ سمجھ میں آ جائے اور پھر میں آگے بڑھ جاؤں۔ جاؤ دیکھو مقتل کی کتابیں۔ حسینؑ ابن علیؑ کا سر جب قلم ہوا ہے تو آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ جب سر دربار میں پیش کیا گیا تو آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن جب بازار شام میں سر برہنہ بیبیوں کے ساتھ وہ سر چلا ہے تو آنکھیں بند تھیں۔

اب سیّد سجادؑ کا حوصلہ سمجھ میں آیا!

سجادؑ یزید کے دربار میں آ گئے۔ یہ کون ہے؟— حسینؑ کا وارث، بولتا ہوا خون۔ حسینؑ کو یزید نے کس بات پر قتل کیا؟ —بیعت نہیں کی تھی—

تو اب تو قیدی ہو کر آ گیا ہے حسینؑ کا بیٹا۔ مانگ لے بیعت!

تو دور سے خط لکھا بیعت مانگنے کے لیے لیکن جب امام سامنے آ کے کھڑا ہو گیا تو ظالم بادشاہ میں ہمت نہیں تھی۔ یہی تو بتلانا تھا کہ یہ منصب امامت کا اہل ہے اور قران کا وارث ہے۔

میں اپنے موضوع سے متصل ہوا۔ ''منصبِ ہدایت اور قران۔''

اور اس موضوع کے لیے آپ کی خدمت میں سورۂ بنی اسرائیل کی دو مسلسل آیتوں کا شرف حاصل کیا گیا۔ سورۂ بنی اسرائیل قرآن مجید کا سترہواں سورہ ہے اور ان دونوں آیتوں کے نشان ۹ اور ۱۰ ہیں۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ اس قران کو کیا سمجھتے ہو؟

یہ قران ہدایت کرتا ہے اُن عقائد کی جو مضبوط ترین ہیں۔

هٰذَا الْقُرْاٰنَ۔ یہ قران اور قران کا آغاز۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ وہ کتاب۔ یہ قران وہ کتاب۔

عجیب مرحلہ فکر ہے یا نہیں؟۔۔۔ یعنی یہ بھی ہے وہ بھی ہے۔

قران کو قران سے ملاتے چلنا۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ۔ یہ قران۔ تو قران یہ ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ۔ کتاب وہ ہے۔ تو قران کیا ہے؟۔۔۔

قران وہی ہے جو تم پڑھتے ہو۔ تو اب کتاب کو تو سمجھنا ہوگا۔

بہت ہی سخت اور دشوار منزل ہے جہاں میں لے کے آ گیا۔ یہ قران۔ وہ کتاب۔

تو قران اور ہے کتاب اور ہے۔

چلو سورۂ واقعہ۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ۔

یہ قران کتاب میں ہے یعنی قران کتاب نہیں ہے۔ تو جہاں بھی قران ہے وہ جگہ کتاب ہے۔ قران نے کہا کہ قران کتاب میں ہے اور علیؑ نے کہا: قران میرے سینے میں ہے۔

اسے ذہن میں رکھنا کہ یہ منزلِ تمہید ہے۔ آگے کی تقریروں ان آیات سے کام لینا ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ۔

یہ قران ہدایت کرتا ہے۔ ان عقیدوں کی جو بہترین ہیں

وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اور یہ قرآن خوش خبری سناتا ہے۔ ان مومنوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ فقط مومنوں کو نہیں (بلکہ) ان مومنوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ کیا خوش خبری سناتا ہے؟

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ان کا قیامت میں بہت بڑا اجر ہوگا۔

وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔

اور جو لوگ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لیے قیامت میں دردناک عذاب رکھا ہے۔

بس اس مرحلہ پر رک جاؤ۔ یہ قرآن ہدایت کرتا ہے مضبوط چیزوں کی۔ بھئی! عجیب بات یہ ہے کہ جس متمدن دنیا میں تم زندگی گزار رہے ہو کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مسائل میں گرفتار نہ ہو۔ میں قرآن کی طرف جانا چاہ رہا ہوں لیکن قرآن تک جانے کے یہ جملے ناگزیر ہیں۔

یہ متمدن دنیا، یہ پڑھی لکھی دنیا، یہ مسائل کو حل کرنے والی دنیا، کوئی شخص ایسا نہیں ہے۔ کروڑوں افراد ہیں اور ہزاروں مسائل میں گرفتار ہیں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مسائل سے آزاد ہو۔ ہر ایک کی اپنی Problem ہے۔ ہر ایک کا اپنا مسئلہ ہے۔

جب ہم نے علما سے پوچھا (علما سے مراد یہ فتویٰ دینے والے علما نہیں) دنیا کے علما، ہر علم کے علما مسئلہ کیا ہے انسان کا؟— اہر نفسیات بولا: انسان کا مسئلہ نفسیات ہے۔ اگر اس کی نفسیات ٹھیک کردو۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

بیالوجی کا ماہر بولا کہ: انسان ایک حیاتی مخلوق ہے اس کی بیالوجی کو درست کردو سب مسئلے حل ہو جائیں گے۔

حیوانیات کے عالم نے کہا: انسان ایک حیوان ہے تو اگر حیوان کی جو ضروریات ہوتی ہیں وہ پوری کردی جائیں تو انسان اپنے مسائل سے آزاد ہو جائے گا۔

ہر ایک اپنے اعتبار سے کہہ رہا ہے۔

ماہر معاشیات کہنے لگا: انسان کا سب سے بڑا مسئلہ روٹی ہے۔ اگر پیٹ کو بھر دو تو

سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

ایک فلسفی نے کہا کہ: انسان کے پاس عقل ہے اس کا مسئلہ فلسفہ سے حل ہوگا۔

سماجیات کے ماہر نے کہا: کیونکہ انسان ایک سماجی مخلوق ہے اور بستیاں بسا کر رہتا ہے۔ اس لیے اس کے سماج کو درست کر دو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

تو جتنے منہ اتنی باتیں۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ انسان ایک وجود ہے اس لیے بیالوجی کا مسئلہ ہے۔ انسان ایک حیوان ہے اس لیے حیوانیات کا بھی مسئلہ ہے۔ انسان کیونکہ حیوان ہے اس لیے sexiology کا بھی مسئلہ ہے۔ انسان کیونکہ حیوان ہے اس لیے اس کی غذا کا بھی مسئلہ ہے انسان میں کیونکہ نفس ہے اس لیے نفسیات کا بھی مسئلہ ہے۔ انسان میں کیونکہ عقل ہے اس لیے عقلیات کا بھی مسئلہ ہے۔

انسان کا ایک مسئلہ نہیں ہے مسائل کی آماجگاہ ہے۔ تو چونکہ ہر ایک نے اپنی عینک سے دیکھا اس لیے مسئلہ حل نہیں کر سکا۔ مسئلہ وہی حل کرے گا جو ان کا خالق ہو۔

اب اسلام نے کیا آواز دی؟ اس نے کہا: تم نے سینکڑوں راستے بنائے ہیں انسان کے مسائل کے حل کے لیے راستے کل دو ہیں۔ سورۃ بلد۔ (آیات ۸ تا ۱۰)

أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ۝

کیا ہم نے دو آنکھیں نہیں دیں اور زبان نہیں دی اور بولنے کے لیے دو ہونٹ نہیں دیئے اور ہم نے تمہیں دونوں راستے دکھلا دیئے کہ خیر کا راستہ کیا ہے اور برائی کا راستہ کیا ہے۔

یہ وہ باریک منزلِ ہے فکر ہے جہاں میں سطح عمومی سے بات کو بلند کر رہا ہوں۔

راستے دو ہیں۔ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا۔ (سورۂ دہر آیت ۳)

یا شکر کرو یا کفر کرو۔ راستے دو ہیں۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (سورۂ شمس آیت ۸)

تم میں فجور بھی رکھ دیا تم میں تقویٰ بھی رکھ دیا۔ راستے دو ہیں۔ جبکہ پوری کائنات کے لیے راستہ ایک ہے۔

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ (بنی اسرائیل آیت ۴۴)۔

کیا کمال کی آیت ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔ تم سمجھتے ہو سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا تسبیح ہے۔ نہیں۔ اپنے وجود سے خالق کی بے عیبی کا اعلان۔ تو کائنات کا ذرہ ذرہ خالق کی تسبیح کر رہا ہے لیکن لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ تم ان کی تسبیح کو سن اور سمجھ نہیں سکتے۔

تم مجھے بہت عجیب وغریب طریقے سے سننے کے عادی ہو گئے ہونا! تو آج پہلی اور ابتدائی تقریر میں جملہ سنتے جاؤ۔

کائنات کا ایک ایک ذرّہ، ایک ایک کنکر، ایک ایک پتھر اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ۔ لیکن تم نہ ان کی تسبیح کو سنتے ہو نہ سمجھتے ہو۔

دیکھو اگر سو سال پہلے یہ بات کہی جاتی تو کوئی یقین نہ کرتا لیکن آج کہہ رہا ہوں سب مانیں گے۔ اس وقت فضا میں لاکھوں، کروڑوں آوازیں گھوم رہی ہیں اور اس وقت فضا میں لاکھوں، کروڑوں تصویریں گھوم رہی ہیں۔ ان کی دیکھ رہے ہو؟ ان آوازوں کو سن رہے ہو؟

ایک ریڈیو آن کردو۔ ابھی لاکھوں کروڑوں آوازیں سنائی دینے لگ جائیں گی۔ ایک ٹی وی آن کرلو تو لاکھوں تصویریں دیکھنے میں آجائیں گی۔ تو اس فضا میں لاکھوں تصویریں ہیں، کروڑوں آوازیں ہیں لیکن تم دیکھ نہیں رہے ہو اس لیے کہ ٹی وی سامنے نہیں ہے۔ تم آوازوں کو نہیں سن رہے ہو، اس لیے کہ ریڈیو سامنے نہیں ہے۔ تو مادّی پیغام بغیر کسی وسیلے کے نہیں ملتا تو روحانی پیغام کیسے مل جائے گا۔

مثال دے دوں۔ ضروری ہے وسیلہ۔ ریڈیو ہو۔ آوازیں سُن لو۔ ٹی وی ہو تصویریں دیکھ لو۔ مادی وسیلے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ہر چیز تسبیح کر رہی ہے لیکن تم نہیں سن رہے ہو۔ لیکن دستِ رسولؐ پر اگر کنکر آجائے!۔۔۔

اچھا تو ساری کائنات ایک راستے پر ہے اور انسان ایک سے زیادہ راستے پر ہے۔

وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ہم نے اسے دونوں راستے دکھلا دیئے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (سورۂ نحل آیت ۹۰) اللہ امر کرتا ہے عدل کا، احسان کا۔ لیکن ایک اور امر کرنے والا ہے

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ (سورۂ یوسف آیت ۵۳)

انسان کا نفس برائی کا امر کرتا ہے۔تو امر کرنے والے دو ہیں ایک اللہ اور ایک تمہارا نفس۔ یہ امر کا لفظ سمجھ میں آ جائے تو میری آج کی محنت سوارت ہو جائے۔ دیکھو امر کے لفظ کو سمجھانا ممکن نہیں لیکن ایک بات تم سے کہہ رہا ہوں۔ سورۂ جاثیہ ۴۵واں سورہ قران مجید کا اس کی اٹھارویں آیت کا ایک ٹکڑا۔ ثُمَّ جَعَلۡنٰکَ عَلٰی شَرِیۡعَةٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ

ہم نے اس شریعت کو اپنے امر پر بنایا ہے۔شریعت اسلام امرِ الٰہی پر بنی ہے۔

شریعت کیا ہے؟—امر ہے اور سورۂ بنی اسرائیل میں کہنے لگا۔

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ (آیت ۸۵) روح بھی امر ہے۔

تو اب جو امرِ الٰہی کو ماننے والی روح ہوگی وہ شریعت پر ہوگی یا نہیں؟ بہت دقیق مرحلہِ فکر ہے جسے آئندہ تقریروں میں واضح کروں گا۔

اب دو امروں میں ٹکراؤ—ایک نفس کا امر ہے ایک خدا کا امر ہے۔تو اللہ نے تمہیں مختار اس لیے بنایا کہ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم اپنے نفس کی اطاعت کرتے ہو یا اللہ کے امر کی اطاعت کرتے ہو۔

اب وہ آیت تمہیں ہدیہ کردوں جو تم نے کئی ہزار مرتبہ سنی ہوگی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ۔

اے ایمان لانے والو! اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول کی اور اطاعت کرو ان صاحبانِ امر کی جو تم ہی میں سے ہیں۔

کہنے لگے جب ہم میں سے ہیں تو ہم ہی بنالیں گے۔ کہا جاتا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا۔اب ذرا انہیں آیت سنا دینا۔

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ۔ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

جو رسولؐ بھیجا ہے وہ انہی میں سے ہے۔تو انہیں حق ہے تو وہ بنالیں!

چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ اطاعت کرو اللہ کی اس کے بعد کس کی اطاعت کرو۔ رسولؐ

کی۔ اس کے بعد کس کی اطاعت کرو۔ صاحبِ امر کی۔

سب سے پہلی اطاعت ہے اللہ کی۔ تو یہ بتاؤ کہ اللہ کس کی اطاعت کرے؟ بہت عجیب وغریب سوال کیا ہے میں نے۔ جو ظاہر ہے مہمل ہے کہ اللہ سے پہلے تو کوئی ہے ہی نہیں۔ وہ کس کی اطاعت کرے گا؟ وہ کسی کی اطاعت نہیں کرے گا۔ اس کی اطاعت کرو۔

رسولؐ فقط اللہ کی اطاعت کرے گا کیونکہ اس سے پہلے فقط اللہ ہے۔ تو رسولؐ اطاعت کرے فقط اللہ کی وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اللہ اور رسولؐ کے بعد صاحبانِ امر ہیں۔

تو صاحبان امر اطاعت کریں گے فقط دو کی۔ اللہ کی اور رسولؐ کی۔ اگر کسی اور کی اطاعت کرے تو وہ صاحبِ امر نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے فقط دو ہیں اللہ اور رسولؐ۔

اگر صاحب امر استاد کے ساتھ بیٹھ جائے تو اس نے استاد کی اطاعت کی اور آگے بڑھ جاؤ اگر صاحب امر کسی معالج سے علاج کروالے تو اس نے معالج کی اطاعت کی۔ اب چیلنج دے رہا ہوں اگر غلط ثابت ہو جائے تو کل منبر پر آنے نہ دینا۔ آلِ محمدؐ کے کسی امام نے نہ استاد کے آگے گھٹنا ٹیکا نہ حکیم سے نسخہ لکھوایا۔

صاحبانِ امر اگر اب بھی سمجھ میں نہ آئے تو ایک جملہ سنتے جاؤ۔ سورۂ مریمؑ کی یہ آیتیں تم نے ہزاروں مرتبہ سنی ہوگی۔

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا (آیات ۲۰۔۲۱)

کہنے لگیں مجھ سے کیسے بچہ پیدا ہوگا جبکہ مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا اور میں باغی نہیں ہو۔

کہا: ایسا ہی ہوگا اور وہ بچہ ہمارا امر ہے۔ امری مخلوق۔ میں نے آیت پڑھی ہے حدیث نہیں پڑھی۔ عیسٰی امر ہیں۔

اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (سورۂ یٰسین ۔ آیت ۸۲)

عیسٰی امر ہیں آج تک زندہ رکھا ہے۔ امر زندہ رہے تا کہ جب صاحبِ الامر آئے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ کے گواہی دے دے۔

تو میرے دوستو! رسولؐ فقط مرضی الٰہی کی اطاعت کرے گا۔

خدا کی قسم جس میڈیا سے بھی یہ کہا جائے کہ رسولؐ غلطی کرسکتا ہے وہ پورا میڈیا غلط ہے۔ اس کے پروگرام غلط ہیں، اس کے بولنے والے غلط ہیں۔

رسولؐ غلطی نہیں کرسکتا۔ رسولؐ فقط مرضی الٰہی کی اطاعت کرتا ہے۔

سورۂ تحریم ٦٦ واں سورہ قرآن مجید اس سورہ کی پہلی آیت اور اسے Controversial بنایا گیا کہ رسولؐ سے غلطی ہوئی۔ مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَاغَوٰی (سورۂ نجم آیت ٣)

تمہارا رسولؐ کبھی گمراہ نہیں رہا۔ کبھی تمہارا رسولؐ راہِ راست سے بھٹکا نہیں۔ اس آیت کے بعد مسلمان عقیدہ رکھتا ہے کہ غلطی ہوسکتی ہے!! آیت پیش کردی جس کو دلیل بنایا گیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ۔

میرے نبیؐ اس چیز کو تم نے اپنے اوپر کیوں حرام کرلیا ہے جسے اللہ نے حلال کیا تھا۔ اپنی کسی زوجہ کی مرضی کے مطابق کام کرنا چاہتے ہو۔ خبردار مرضی میری۔

واقعہ کیا ہوا تھا۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ پیغمبر اکرمؐ نے کسی موقع پر شہد کھالیا اور کسی زوجہ کو اس کی بو ناگوار گزری۔ رسولؐ نے اس دن طے کیا کہ یہ مباح چیز اب استعمال نہ ہوگی۔ ان کو حق ہے۔ ہر ایک کو حق ہے کہ کوئی مباح چیز استعمال نہیں کروں گا کوئی (بھی) مباح چیز۔ لیکن اللہ نے اس حق کو اپنے رسولؐ کے لیے جائز قرار نہ دیا۔ مرضی میری پھر زوجہ کی مرضی پر عمل کیسے؟!

حبیب مرضی میری۔ پھر کسی زوجہ کی مرضی پر عمل کیسے۔ شہد کھلوا کر رہوں گا۔ اور اللہ نے رسولؐ کو شہد کھلوا دی۔ میری مرضی کے بغیر عمل نہ ہو۔ وہ بھی مرضی تھی کہ منصوبہ سامنے آجائے۔ اور یہ بھی مرضی ہے کہ اب شہد کھاؤ۔ تو اگر مباح چیز رسول کرنا چاہے اور اللہ کی مرضی نہ ہو تو وہ نہیں کرسکتا اور اگر رسول کوئی کام کرلے تو یقیناً اللہ کی مرضی شامل ہے۔

کہا: نانا! ہمارے پاس ناقہ نہیں ہے۔

کہا: آؤ میں ناقہ بن جاؤں۔

اللہ کی مرضی ہے یا نہیں کہ رسولؐ ناقہ بن جائے؟! اگر مرضی نہ ہوتی تو آیت آجاتی۔

''آؤ میرے بیٹو آؤ میں تمہارے لیے ناقہ بن جاؤں۔'' یہی تو ہے نا! سب نے لکھا ہے۔ Controversial واقعات میں نہیں پڑھا کرتا۔

''میرے بیٹو آؤ میں تمہارے لیے ناقہ بنتا ہوں۔'' رسولؐ ناقہ بن گئے۔ آیت کوئی نہیں آئی۔ یعنی اللہ بھی وہی چاہ رہا ہے جو بچے چاہ رہے ہیں۔

(محض) سمجھانے کے لیے کہہ رہا ہوں۔ کیا رسولؐ واقعی ناقہ بن گئے؟ رسولؐ واقعاً ناقہ تو نہیں بنے۔ رسولؐ ناقہ کی شبیہ بنے۔ ناقہ جانور۔ جانور سے بلند انسان، انسان سے بلند نبی۔ نبی سے بلند رسولؐ، رسولؐ سے بلند اولوالعزم، الوالعزم سے بلند خاتم النبیینؐ اور وہ شبیہ بن گیا اور سارے ساتھی اس شبیہ کو دیکھ رہے ہیں۔ شبیہ بن کے بتلایا کہ شبیہ بننا اور بنانا جائز ہے۔

بھئی ثابت ہوگیا کہ شبیہ بننا بھی جائز ہے شبیہ بنانا بھی جائز ہے اور اگر بنانا جائز ہے تو دیکھنا بھی جائز ہے۔ اگر دیکھنا جائز نہ ہوتا تو اس زمانے کے بہت سوں کے نکاح ٹوٹ گئے ہوتے۔

کسی نے کہا: نعم المرکب، کیا اچھی سواری ہے۔

کہنے لگے: یہ کیوں نہیں کہتے ''نعم الراکب'' کیا اچھے سوار ہیں۔

رسولؐ نے بتلا دیا کہ میرے دوش کا سوار ہے اسے گھوڑے سے گرا نہ دینا۔ ایک جملے سے کربلا کے واقعے تک میں آیا ہوں۔

''بھیّا! عباسؑ اب مدینہ رہنے کے قابل نہیں رہا۔ سامانِ سفر کی تیاری کرو۔''

جب ۲۸ رجب کہا جاتا ہے تو نوجوان دوست یہ ذہن میں رکھیں کہ ۲۷ رجب گزر کر ۲۸ ویں شب۔ عباسؑ سامانِ سفر میں مشغول۔ حسینؑ رات بھر نانا کی قبرِ مطہر، ماں کی لحد اور بھائی کے مزار سے لپٹ کر روتے رہے۔

میں نے کبھی پڑھا تھا۔ جی چاہتا ہے کہ اسی مقام پر بات تمام کروں۔ راوی دیکھ رہا تھا۔ کہتا ہے کہ میں نے روضۂ رسولؐ کی طرف جاتے ہوئے، بھائی کی قبر کی طرف جاتے ہوئے حسینؑ کو دیکھا۔ جب دیکھا کہ حسینؑ رسولؐ کی قبر کی طرف جا رہے ہیں تو ایسا جما جما کے پاؤں رکھتے تھے جیسے کوئی دین و دنیا کا بادشاہ جا رہا ہو۔ وہاں سے رخصت ہو کر جب بھائی کی قبرِ مطہر پر آئے تو اس شان سے آئے جیسے لگ رہا تھا کہ کوئی امام جا رہا ہو بڑی

شان سے اور جب ان سے رخصت ہو کر ماں کی قبر کی طرف چلے ہیں تو ایسے دوڑے جیسے چھوٹا بچہ اپنی ماں کی طرف دوڑتا ہے۔ یہ کہتے جاتے تھے: اماں! میں آ گیا، اماں! میں آ گیا۔ اماں مجھے اپنی قبر میں لے لو۔ اماں! تم پر سلام ہو۔

جیسے ہی حسینؑ نے دونوں ہاتھ قبر مطہر پر رکھے اور کہا: السلام علیك یا اماہ۔ اماں تم پر میرا اسلام ہو۔ قبر مطہر سے آواز آئی:

وعلیك السلام یا غریب الام۔ وعلیك السلام یا اعطش الام۔

اے ماں کے پردیسی بچے اسے ماں کے پیاسے بچے تجھے بھی سلام پہنچے۔

حسینؑ واپس آئے، سامان سفر کی تیاری ہوئی۔ ساری بیبیاں سوار ہوگئیں۔ ایک جملہ سنو! میں ذاتی طور پر گواہ ہوں کہ جن لوگوں کے پاس کربلا کی اصل خاک ہے۔ خاک شفا اصل وہ عاشور کے دِن سُرخ ہو جاتی ہے۔ صدیاں بیت گئی ہیں۔ چودہ سو سال بیت گئے لیکن مٹی نے سرخ ہونا نہیں چھوڑا تو ہم رونا کیسے چھوڑ دیں؟

سامانِ سفر تیار ہوا بیبیاں محمل میں بیٹھیں۔ کہا: بھیّا عباس! قافلے کو روانہ کرو۔

عباسؑ قریب آئے کہا: مولا بنی ہاشم کی بوڑھی عورتیں چاہتی ہیں کہ آپ سے ایک جُملہ کہیں۔ مولا اُتر آئے۔ بنی ہاشم کی بوڑھی عورتوں نے حسینؑ کو گھیر لیا۔

بوڑھی عورتوں کا مطالبہ سنو۔ حسینؑ کا جواب سنو۔

بوڑھی عورتوں نے کہا: حسینؑ تم نے یہ طے کرلیا ہے کہ جاؤ گے تو ہم تمہیں روکیں گے نہیں اور تم نے یہ بھی طے کرلیا ہے کہ تمہارے ساتھ زینبؑ وامِ کلثومؑ جائیں گی تو ہم انہیں بھی نہیں روکیں گے لیکن بس ہماری ایک خواہش ہے کہ ہم دو رویہ قطار لگا کے کھڑی ہو جائیں اور شہزادی زینبؑ کی سواری ہمارے درمیان سے گزر جائے۔

میں ہاتھ جوڑ کے کہوں گا کہ بنی ہاشم کی عورتوں مت گھبراؤ ابھی اسی شان سے کوفہ اور شام کے بازاروں سے زینبؑ کی سواری گزرے گی اور منادی آواز دے گا: تماشہ دیکھو اولادِ رسولؐ کا!

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

مجلس دوم

ارشاد ہوا کہ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ ۔ یہ قران دنیا کی محکم ترین باتوں کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ان مومنین کو خوشخبری سُناتا ہے جو

یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اعمال صالحہ کرتے ہیں۔ کیا خوشخبری سناتا ہے؟ کہ

اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا۔ انہیں قیامت میں ایک بڑا اور عظیم اجر ملنے والا ہے

وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔

اور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔

''منصب ہدایت اور قران'' کے عنوان سے ہمارا سلسلہ گفتگو اپنے دوسرے مرحلے میں داخل ہو رہا ہے۔ کل گفتگو جہاں رکی تھی وہ مقام یہ تھا کہ قران نے دو مقام پر فرمایا۔

ایک مقام

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ اللہ حکم دیتا ہے کہ عدل کرو۔ (میں نے مختصر سا ٹکڑا پڑھا)

اللہ امر کرتا ہے کہ عدل کرو اور اس قران میں سورۂ یوسف میں ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ۔ انسان کا نفس بھی امر کرتا ہے لیکن وہ برائی کا امر کرتا ہے۔

تو ایک امر ہے اچھائی کا اور ایک امر ہے برائی کا اور جب یہ دونوں امر ٹکرائیں گے تو معاشرہ فاسد ہو جائے گا۔ تو جب یہ ٹکرا جائیں اور فساد پیدا ہو تو اس ٹکراؤ سے بچنے کا طریقہ کیا ہے۔ صرف ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ نفس کو امرِ الٰہی کے تابع کر دو۔ اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

اور یہ امر الٰہی ہے کیا اور اسے کہاں تلاش کریں؟ سورۂ اعراف میں آواز دی:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ۔ (۵۴ ویں آیت) آگاہ ہو جاؤ کہ خلق کا کنٹرول اسی کے پاس ہے، امر کا کنٹرول بھی اسی کے پاس ہے۔ خلق کا مالک بھی وہی ہے، امر کا مالک بھی وہی ہے۔

اور سورۂ سجدہ میں آواز دی ۳۲ واں سورہ اور پانچویں آیت اس سورہ کی: يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔

مشکل ترین آیات میں سے ہے۔ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ۔ اللہ امر کی تدبیر کرتا ہے اب اس کے لیے میرے پاس ترجمے میں کوئی دوسرا لفظ نہیں ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ اللہ امر کی تدبیر کرتا ہے

مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ آسمان سے لے کر زمین تک

ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ پھر اس کا امر اس کی طرف اٹھ جاتا ہے فی یوم ایک دن میں۔

كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ وہ ایک دن تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ہم نے اس قران کو ایک مبارک رات میں نازل کیا اور یہ مبارک رات ایسی ہے کہ ہم اس میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ کرتے ہیں۔

سورۂ رعد میں آواز دی (تیرہواں سورہ قران مجید کا) اس سورہ میں خدا نے قران پر بات پر کرتے ہوئے کہا: وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا (آیت ۳۱) سارا امر سمیٹ کے قران میں رکھ دیا۔

تو قران امر ہے اور اس کے لیے آواز دی:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔ یہ قران مضبوط ترین باتوں کی ہدایت کرتا ہے۔

میں اگر فلسفہ پہ ایک کتاب (۱) لکھوں جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں تو مجھے توقع ہوگی کہ لوگ اسے سمجھیں گے، عام نہ سمجھیں جو پڑھے لکھے ہوں گے اسے سمجھیں گے۔ معاشیات کی کتاب اگر لکھ دوں تو مجھے توقع ہوگی کہ معاشیات کا طالب علم اسے سمجھے گا۔ اب قران

۱۔ عقلیات معاصر

کے مخاطب اگر دنیا کے سب سے عقلمند ہیں تو سب سے احمق مخاطب ہیں تو، اب ایسی بات کہیں جو دونوں سمجھیں۔

کتنے مشکل مرحلہ پر میں تمہیں لے آیا۔ یعنی میں کہنے یہ چاہ رہا ہوں کہ یہ جو ٹھیلا چلا رہا ہے وہ محنت کر کے کما رہا ہے، میرا بھائی ہے۔ اس کی توہین نہیں کرنا چاہ رہا ہوں لیکن اس کے پاس علم نہیں ہے۔ اگر علم ہوتا تو توانا ہوتا۔ تو قران کا مخاطب رسول بھی ہے اور ٹھیلا چلانے والا بھی ہے اور دونوں کو سمجھانا ہے تو اس طریقہ سے بات کریں کہ ہر ایک اپنے ذہن کے مطابق سمجھے۔

اب توحید کو دیکھنا: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (سورۂ آل عمران آیت ۱۹۰) آسمان مخلوق ہے، زمین مخلوق ہے، دن آتا جاتا ہے، رات آتی جاتی اور ان کا یہ آنا جانا اور یہ ان کی خلقت ان میں ہم نے نشانی رکھی ہے اپنے وجود کی۔

خلقت سے گفتگو کی تا کہ سب سمجھ لیں۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (سورۂ اعراف آیت ۵۴) اب فکر کی سطح کو بلند کر دیا۔ تمہارے رب نے آسمان و زمین کو چھ دنوں میں بنایا۔ دیکھو کیسے قران مجید توحید کا پرچار کر رہا ہے۔

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ (سورہ انبیا آیت ۱۶) آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں ہم نے ان کو کھیل تماشے کے لیے نہیں بنایا۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (سورۂ مومنون آیت ۱۱۵)

کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے مقصد خلق کر دیا اور تم ہماری اس بارگاہ میں پلٹ کر نہیں آؤ گے؟

اپنی خالقیت بتلاتا چلا اور ایک مرتبہ سورۂ نحل میں آواز دی۔ اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ (آیت ۴۸)

یہ دیکھتے کیوں نہیں کہ ہم نے جو بھی چیز کسی شے سے بنائی اس میں سایہ رکھا۔ اب

وہ سایہ کبھی داہنے گرتا ہے کبھی بائیں گرتا ہے۔ یہ سائے جھک جھک کر اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ تمہیں سجدے کی توفیق نہیں ہوگی؟

سایے کو اللہ اپنی نشانی قرار دیتا ہے۔ سایہ دائیں بھی گرتا ہے بائیں بھی گرتا ہے۔ سائے کے گرنے کی کوئی جگہ معین نہیں ہے جدھر سورج ہوگا اس کے مخالف گرے گا۔

کبھی سورج اور سایہ ایک راستے پر نہیں ہوں گے۔ سورج نور ہے سایہ تاریکی ہے۔ یہ تو دن رات کا مشاہدہ ہے کہ سورج سامنے ہے سایہ پیچھے ہے۔ سورج پیچھے ہے سایہ سامنے ہے۔ ایک کمال تو سایہ کا یہ ہے اور سایہ کا دوسرا کمال بتاؤں۔ چلو سائے کو پکڑنے کے لیے وہ آگے آگے بھاگے گا اور تم منہ موڑ کے چلو پیچھے پیچھے آئے گا۔

علیؑ نے کہا: الدُنیا ظِل الزائل۔ دنیا سائے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس کے پیچھے جاؤ گے آگے بھاگے گی، منہ موڑ لو پیچھے آئے گی۔ علیؑ منہ موڑ کے بیٹھ گئے۔ ۲۳ برس بعد پیچھے آئی یا نہیں! آیت کو پھر دہرا رہا ہوں۔ اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ کیا تم نے نہیں دیکھا، کیا پوری انسانیت نے نہیں دیکھا کہ ہم نے جو چیز کسی شے سے بنائی ہے اس کا سایہ ہوتا ہے تو جو چیز شے سے بنے گی اس کا سایہ ہوگا۔ تو اگر محمدؐ کا سایہ نہ ہو تو وہ کسی شے سے نہیں بنا۔

قرآن کا اصول گفتگو سمجھ میں آ گیا کہ بڑے پہلے بڑا فلسفی بھی سمجھے، جاہل سے جاہل انسان بھی سمجھے۔ قرآن کا ایک Style ہے، قرآن کا ایک اسلوب گفتگو ہے۔ قرآن کا ایک انداز ہے اور اس میں ہر ایک کے لیے اپنی سطح فہم کی گنجائش ہے۔

اب وہ آیت پیش کر رہا ہوں جو ہزاروں مرتبہ پیش کی گئی، ہزاروں مرتبہ سنائی گئی۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ ہَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّہۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡئًا مَّذۡکُوۡرًا ۝ اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ۔ انسان پر ایک ایسا زمانہ گزرا جب وہ نہیں تھا۔ ہم نے انسان کو خلق کیا۔

اب ایک ایک انسان سے پوچھوں گا۔ جو یہاں بیٹھے ہیں ان سے بھی پوچھوں گا اور جو یہاں نہیں بیٹھے ہیں ان کے وسیلے سے ان سے بھی پوچھو گا۔ اور جو قیامت تک آئیں

گے ان سے بھی پوچھ رہا ہوں۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا۔

ایک زمانہ ایسا آیا جب انسان نہیں تھا، میں بھی نہیں تھا، تم بھی نہیں تھے، کل نہیں تھے، آج ہیں۔ کل نہیں ہوں گے۔ فرداً فرداً ہر ایک کی سرنوشت یہی ہے۔ اللہ تم سب کو زندہ رکھے، اللہ تم سب کو سلامت رکھے۔ لیکن تقدیر یہی ہے، سرنوشت یہی ہے کہ کل نہیں تھے، آج ہیں، کل نہیں ہوں گے۔

اچھا بھئی جب کل نہیں تھے تو ہمیں لایا کون؟ یہی تو سوال ہے اور اگر اس سوال کا جواب دیدو تو میں خطِ غلامی لکھ کے دیدوں۔

لایا کون؟...... بڑا آسان جواب ہے اور اس جواب پر خطِ غلامی نہیں دوں گا۔

بھئی! جب تم نہیں تھے تو لایا کون؟...... میرا باپ لایا۔ اچھا انہیں کون لایا؟......

ان کا باپ لایا......

اچھا انہیں کون لایا؟...... ان کا باپ لایا......

اچھا بھئی! انہیں کون لایا؟...... ان کا باپ لایا......

جواب دیتے چلے جاؤ گے یہاں تک کہ انہیں کون لایا؟...... ان کے باپ آدمؑ لائے تو۔ اس سوال کو میں روکوں گا نہیں۔ آدمؑ کو کون لایا؟

میں اپنے باپ سے، وہ اپنے باپ سے وہ اپنے باپ سے...... سلسلہ آدمؑ پر رکا۔ آدمؑ کس سے؟ مٹی سے۔ اچھا مٹی کس سے؟...... زمین سے، زمین کس سے؟...... سورج سے...... سورج کس سے؟...... مادہ سے۔ سوال ختم نہیں ہوا۔ مادہ کس سے؟ تو اگر سوال کو روکنا ہے تو ایک خالق کو تسلیم کرلو۔

سوال رک نہیں سکتا اگر کسی خالق تک جا کے نہ رکو۔ تو اب خالق نے یہ آواز دی:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ

نہیں میں ذرا جملہ بدل دوں تا کہ نوجوان دوستوں تک بات پہنچ جائے۔ سوال تو دو

ہیں صرف ایک تھوڑی ہے۔ ہم آئے کہاں سے؟ دوسرا سوال بتلاؤں!...... جائیں گے کہاں؟...... اسے کیوں بھول گئے ہو۔ سوال دو ہیں اور دونوں برابر کے سوال ہیں۔

آئے کہاں سے؟...... توحید سے۔ جاؤ گے کہاں؟ قیامت تک۔

تو تمہارا سفر توحید سے قیامت تک ہے۔ کتنا لمبا سفر ہے تو کیا یہ لمبا سفر اپنی عقل سے طے کر لو گے؟...... نہیں قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (سورۂ مائدہ آیت ۱۵)

اللہ نے تمہارے پاس دو چیزیں بھیجی ہیں ایک نور بھیجا محمدؐ کی شکل میں اور ایک کتاب مبین بھیجی، کھلی ہوئی کتاب۔

قران نے بہت کہا: ہم نے انبیاء بھیجے ہم نے مرسلین بھیجے، قران بولتا رہا۔ لیکن ہم تک پہنچے یا نہیں؟...... اس سوال کو اس آیت نے حل کیا۔

قَدْ جَآءَ کُمْ تمہارے پاس پہنچ گئے۔

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس دو پہنچے ایک محمدؐ پہنچا ایک قران پہنچا۔

اللہ نے تنہا محمدؐ کو نہیں بھیجا۔ اللہ نے تنہا قران کو نہیں بھیجا۔ اگر اللہ کے نزدیک تنہا کتاب کافی ہوتی تو قران کو بھیج دیتا، محمدؐ کی ضرورت کیا تھی؟

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔ بڑی مشہور آیت میں نے پڑھی ہے۔ اور اس کے بعد بڑی ہی مشہور روایت پڑھنے جا رہا ہوں مگر استدلال تو دیکھتے جاؤ نا۔

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔ ہم نے تمہارے پاس تنہا کتاب نہیں بھیجی۔ ہم نہیں سمجھتے کہ تنہا کتاب کافی ہوگی نہیں محمدؐ ساتھ جائے گا۔

تو پروردگار تو نے کتاب کے ساتھ محمدؐ کو بھیجا۔ محمدؐ چلے جائیں گے کتاب رہ جائے گی۔ تو اب کیا ہوگا۔

کہا: محمدؐ کو حکم دیا کہہ کے جاؤ۔ انی تارك فیکم الثقلین۔

حوالے نہیں دوں گا، بڑی مشہور روایت ہے اور کسی نے اسے چیلنج نہیں کیا۔

انی تارك فی کم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اهلبیتی۔

میرے محترم سننے والوں میں مختلف مسالک کے لوگ ہوتے ہیں اور وہ میری نگاہوں میں بھی ہیں ان کی خدمت میں ایک جملہ ہدیہ کرنے جارہا ہوں۔

انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اهلبیتی۔ میں تم میں دوگراں قدر چیزیں چھوڑ کے جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسرے میری اولاد۔

روایت اس طریقہ سے بھی آئی ہے کہ انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وسنتی میں تم میں دو برابر کی چیزیں چھوڑ کے جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسرے اپنی سنت۔

اب اگر تمہیں علم الحدیث سے شوق ہو تو جا کے دیکھنا کہ ایک راوی نے سنتی کی روایت بیان کی ہے اور بارہ راویوں نے عترتی اهل بیتی کہا ہے۔

تو میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ جب اکثریت کا مزاج ہے، اجماع کی بات کو مانتے ہو تو بارہ کی بات کو کیوں نہیں مانتے جو ایک نے کہا اسے کیوں مانتے ہو؟

لیکن میرے نزدیک دونوں صحیح ہیں۔ میرے نبی نے ''کتاب الله وعترتی'' بھی کہا، میرے نبیؐ نے ''کتاب الله وسنتی'' بھی کہا۔ پریشان وہ ہو جس کے نزدیک سنت وعترت میں فرق ہو، میرے نزدیک سنت وہی ہے جو عترت ہے۔ عترت وہی ہے جو سنت ہے۔

اس کے بعد میرے نبیؐ نے کیا کہا؟...... ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی۔ جب تک ان دونوں کے دامن کو تھامے رہو گے گمراہی سے بچے رہو گے۔

جن سے بھی کہہ رہے تھے رسول گمراہی کا اندیشہ تو تھا! گمراہی کو روکنے کے لیے کہا:

ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی وان هما لن یفترقا حتی یرد الی الحوض

یہ دونوں ایک ساتھ رہیں گے ان میں جدائی نہیں ہوگی، ان میں تفرقہ نہیں ہوگا یہاں تک کہ قیامت کے دن حوض تک ساتھ آئیں گے۔

قرآن عترت کے ساتھ، عترت قرآن کے ساتھ، اگر قرآن باقی ہے تو عترت کے ایک فرد کا وجود ضروری ہے۔ اب کل کی گفتگو سے میں Relate ہوا کہ اطاعت کو صرف رسولؐ پہ نہیں روکا۔ اَطِیْعُوااللّٰہَ وَ اَطِیْعُواالرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔

صاحبانِ امر کی اطاعت کرو۔

جاؤ دیکھو فخر الدین رازی عالمِ اسلام کے ایک بہت بڑے مفسر ہیں۔ ان کی تفسیر دنیا کی مشہور ترین تفسیر ہے۔ ''تفسیر کبیر''۔ انہوں نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ کہا گیا کہ اولی الامر کی اطاعت کرو تو یہ اطاعت کسی گنہگار کی نہیں ہوسکتی۔ یہ ویسا معصوم ہوگا جیسا رسولؐ ہے۔

اب جاؤ ایک چیلنج کر رہا ہوں تمہارے شہر میں رہتا ہوں، تم سے روزانہ کا واسطہ پڑتا ہے اگر اس چیلنج کو توڑ سکو تو کل آ جانا۔

کسی مسلمان بادشاہ نے، کسی خلیفۃ المسلمین نے، کسی ولی نے، کسی پیر نے، کسی مرشد نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اولی الامر ہم ہیں۔ بڑے سے بڑے گزر گئے۔ کسی نے نہیں کہا کہ قران والے اولی الامر ہم ہیں اور اگر کہا تو آلِ محمدؐ نے کہا۔

روایت سناؤں!...... اصولِ کافی پہلا حوالہ، تفسیر نور الثقلین دوسرا حوالہ، تفسیرِ صافی تیسرا حوالہ، ان کتابوں کا میں نے نام لیا جو بہت آسانی سے Available ہو جاتی ہیں ورنہ حوالے تو میرے پاس بہت ہیں۔ امامِ جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ فرزندِ رسول من اولی الامر؟ یہ اولی الامر کون ہیں۔ جن کی اطاعت کا حکم ہمیں دیا گیا؟

سوال ختم ہوا کہا: نحن اولی الامر۔ اولنا علی واخرنا مھدی۔

میں نے اپنی کتابوں سے حوالے دیے ہیں اب تمہیں حق ہے کہ کہو کہ آپ تو عالمِ اسلام کے لٹریچر کو دیکھ کے بولنے کے عادی ہیں۔ تو دیکھو روضۃ الاحباب فی احوال النبی و آلِ والاصحاب تیسری جلد۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔

تو جابر بن عبداللہ انصاری نے کھڑے ہو کر پیغمبر اکرمؐ سے سوال کیا (اب اس کتاب کا تعلق میرے مسلک سے نہیں ہے) کہ یا رسولؐ اللہ ہمیں اللہ معلوم ہے اس کی اطاعت کریں گے، ہمیں رسول معلوم ہے اس کی اطاعت کریں گے، یہ اولی الامر کون ہیں؟

کہنے لگے: پہلا علیؑ ہے، دوسرا حسنؑ ہے، تیسرا حسینؑ ہے، چوتھا زین العابدینؑ ہے، پانچواں محمد باقرؑ ہے۔ بارہ تک گنائے۔

اب جو اولی الامر مانتے ہیں تو نہ پونے بارہ ماننے ہوں گے نہ ساڑھے بارہ ماننے ہوں گے۔

اب یہ بحث چھڑ گئی ہے اور اس پر میں آگے گفتگو کروں گا۔

یہ بارہ ہیں کون؟ یہاں اس بحث کو چھیڑنا نہیں ہے۔

تو رسولؐ نے کہا: میرے بارہ ہیں۔ نام بھی گنوائے۔

اور قرآن نے سورۂ نساء میں آواز دی: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (آیت ۶۵)

یہ زبانی کلمے کا دعویٰ کرنے والے اس وقت تک مسلمان نہیں ہوں گے جب تک تیرے فیصلے پر ایمان نہ لائیں۔ رسول نے فیصلہ کر دیا کہ بارہ ہیں۔ سورۂ مزمل:

إِنَّآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْكُمْ رَسُولًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُولًا (آیت ۱۵)

دیکھو وہ رسول کہتا ہے کہ اولی الامر بارہ ہیں اور اب قرآن کا فیصلہ ہم نے تمہارے پاس ویسا ہی رسولؐ بھیجا ہے جیسا فرعون کے پاس بھیجا تھا۔

قرآن نے کہا: محمدؐ موسیٰؑ جیسے تو اب جو کردار موسیٰؑ کا وہ کردار محمدؐ کا۔ جو تاریخ موسیٰ کی وہ تاریخ محمدؐ کی۔

سورۂ اعراف میں کہا: وَمِنْ قَوْمِ مُوسٰىٓ أُمَّةٌ يَّهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُونَ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا (آیات ۱۵۹۔۱۶۰)

ہم نے موسیٰؑ کی قوم میں ایک گروہ رکھا ہے جو عدل پر قائم رہیں گے اور ہم نے ان کی تعداد بارہ رکھی ہے۔

پھیلیں تو بارہ، سمٹیں تو پانچ۔ بہت کہتے ہو نا پنجتن پاک۔ اور اعتراض بھی بہت کیا جاتا کہ یہ اصطلاح کہاں سے آ گئی پنجتن پاک کی۔ یہ کس قرآن میں لکھا ہے؟ پنج فارسی، تن فارسی، پاک فارسی تو یہ تینوں لفظ فارسی ہیں تو اس کا تعلق اسلام سے کیا ہے؟

بہت اعتراض کیا جاتا ہے اور ہم اعتراض سنتے بھی ہیں اور اگر اعتراض میں دم ہو تو اسے قبول بھی کرتے ہیں۔ میں نے اس منبر سے بہت پہلے ایک روایت پیش کی تھی اور اس روایت کو ایک آیت کے ساتھ جوڑ کے تمہیں ہدیہ کروں گا۔

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۳۷) آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے۔ وہ کلمات دہرائے اللہ کی بارگاہ میں۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی وہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے ہی۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں: میں موجود تھا اور نبی اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ وہ کلمات کیا تھے جن کے دہرانے سے آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔

آپؐ نے فرمایا وہ کلمات یہ تھے۔ اللهم انی اسئلك بحق محمدٍ وعليٍ و فاطمه والحسنِ والحسينِ اِلا تتوی فانك تواب الرحيم۔ مالک تجھے واسطہ محمدؐ کا، تجھے واسطہ علیؑ کا، تجھے واسطہ فاطمہؑ کا، تجھے واسطہ حسنؑ کا، تجھے واسطہ حسینؑ کا میری توبہ کو قبول فرما تو توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔

کلمات سکھلائے تھے۔ اور کلمات کیا ہیں۔ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ۔

محمد کلمہ ہے، علیؑ کلمہ ہے، فاطمہؑ کلمہ ہے، جو خود کلمہ ہو اگر اس کا نام کلمہ میں آجائے تو اعتراض کیا ہے؟ کبھی تو انصاف کی بات کرلیا کرو۔

آدم علیہ السلام مصطفیٰ بندے ہیں خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں۔

ہم سب کے باپ ہیں۔ پہلے نبی ہیں۔ جنت سے نکلے تھے۔ (یہ گستاخی تو نہیں کروں گا کہ نکالے گئے تھے) اور جنت میں واپس جانے کی شرط کیا ہے؟...... پنجتن کا وسیلہ اختیار کرو۔ جب تمہارا باپ اس وسیلہ کے بغیر جنت میں نہ جاسکا تو تمہاری حیثیت کیا ہے!

پنجتن۔ پنج پانچ۔ تن۔ افراد۔ پاک، پاکیزہ یہ بات تو صحیح ہے کہ یہ تینوں لفظ فارسی ہیں اور فارسی کی دین میں گنجائش کہاں ہے؟...... دین میں تو فقط عربی ہوتی ہے اور جب سے تیل نکل آیا عربی اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔

اچھا تو اب جاؤ ابو عبداللہ حاکم نیشاپوریؒ۔ ان کا تعلق میرے مسلک سے نہیں ہے۔ اور عالمِ اسلام کے بہت ہی بڑے محدث ہیں۔ اتنے بڑے ہیں کہ نام سے لوگ کانپ جاتے ہیں۔ ان کی کتاب ''المستدرک'' اس کو دیکھنا۔

مستدرکِ حاکم میں اس روایت کو دیکھنا اور ابن کثیر بہت ہی بڑے مفکر ہیں ان کے نام سے بھی لوگ گھبراتے ہیں۔ ان کی تفسیر میں دیکھنا۔

جب یہ آیت نازل ہوگئی: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ تو حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت ام سلمہؓ ام المومنین۔ ان دونوں نے کہا کہ انھا نزلت فی الخمسۃ

تطہیر کی آیت پانچ کے لیے آئی۔ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ۔

تطہیر کی آیت پانچ کے لیے آئی۔ میں پھر دہرا رہا ہوں۔ تطہیر کی آیت پانچ کے لیے آئی۔

توجہ رہے تطہیر کو کہتے ہیں پاک اور پانچ کو کہتے ہیں پنجتن۔ پنجتن پاک ثابت ہوا یا نہیں۔ اب جملہ سنو۔ پنجتن پاک۔ یہ ہماری بنائی ہوئی اصطلاح نہیں ہے۔ صحابہ کرام، امہات المومنین کی بنائی ہوئی اصطلاح ہے۔

انہوں نے کہا: ان پانچ کے لیے طہارت کا اعلان ہوا۔ تو طہارت بھی آگئی۔ پانچ بھی آگئی اسی کو کہتے ہیں پنجتن پاک۔ لیکن جمہوریت کا زمانہ ہے اور ہر ایک کو حق ہے اپنے پنجتن بنائے جیسا کہ بنائے گئے اور نشریاتی وسیلے سے اعلان کیا گیا۔ ہوگا نا تمہیں علم اس بات کا؟ اس دنیا میں سانس لے رہے ہو، اس زمین پر چل رہے ہو، یہاں کے نشریاتی وسیلوں پر تمہاری نگاہیں ہیں۔ کسی نے کہا پنجتن پاک فلاں بن فلاں۔

بھئی ٹھیک ہے میں ابھی پڑھ کے گیا ہوں کہ جب خدا اور رسولؐ فیصلہ کردیں تو ان کے فیصلے پر سر تسلیم خم کردو۔ اب اگر کوئی مفسر قرآن بھی ہو اور قرآن کے فیصلے پر خم نہ ہونا چاہے تو میں اور آپ کیا کر سکتے ہیں؟

تو کہا کہ پنجتن پاک یہ کون سی اصطلاح ہے اور پنجتن پاک تو فلاں بھی ہو سکتے ہیں

اور فلاں بھی ہو سکتے ہیں۔ تو جمہوریت کا زمانہ جو چاہے اپنے لیے نئے پنجتن معین کر لے۔ لیکن ہمیں بھی تو حق ہے کہ ہم دعا کریں کہ یا رب تو اسے اس کے پنجتن کے ساتھ اٹھا ہمیں ہمارے پنجتن کے ساتھ اٹھا۔

سمتیں تو پانچ ہیں۔ پسلیں تو بارہ ہیں۔ کیا روایت بھول گئے۔

من مات ولم یعرف امام زمانہ Controvrsial نہیں ہے۔ عقائد نفسی میں دیکھ لینا۔ اب اور حوالے کیا دوں۔ بڑی مشہور کتاب ہے جو عقیدوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس عقیدے کی کتاب کی روایت سنتے جاؤ۔

من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاھلیہ۔ جو مر جائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے۔ یہ تو نہیں ہے نا کہ جو مر جائے اور اپنے زمانے میں امام نہ بنائے۔ یعنی آپ پر پہچاننے کو فرض کیا گیا ہے بنانے کو فرض نہیں کیا گیا۔

بھئی میں کیا عرض کروں۔ ابھی تو روایت پڑھ کے گیا ہوں۔ انی تارك فیکم الثقلین میں تم میں اپنی اولاد کو چھوڑ کے جا رہا ہوں بنا کے نہیں۔ تو جب نبی کو بنانے کا حق نہ تھا تو آپ کو کس نے دیدیا؟

یہ مجلسیں اسی امامت کے تعارف کے لیے ہیں۔ اسی توحید کے تعارف کے لیے ہیں، اسی نبوت کے تعارف کے لیے ہیں۔ جن کا تعارف پنجتن کرا کے گئے۔

ان مجلسوں میں حسینؑ کا تعارف ہوتا ہے کہ اگر حسینؑ سمجھ میں آ گیا تو سلسلہ کے سارے لوگ سمجھ میں آ جائیں گے۔

میرا مولا دوسری محرم کو اپنے ذوالجناح پر سوار چل رہا تھا۔ پیچھے پیچھے اہل حرم کے ناقے تھے۔ دائیں بائیں بنو ہاشم کے جوان تھے۔ ایک مرتبہ چلتے چلتے گھوڑے نے چلنے سے انکار کیا۔ کہا: دوسری سواری لاؤ۔ وہ گھوڑا بھی نہیں چلا۔ کہا: تیسری سواری لاؤ۔ سواری بدلی وہ گھوڑا بھی نہ چلا۔ سات سواریاں بدلی ہیں۔ سب سواریوں نے چلنے سے انکار کیا۔

کہا: ابوالفضل یہ جو گاؤں نظر آ رہا ہے اس کے لوگوں کو تو بلاؤ۔

گاؤں والے آئے کہا: اہل قریہ بتلاؤ اس بستی کا نام کیا ہے؟

کسی نے کہا: غاضریہ ہے۔

کہا: کوئی اور نام؟

کہا: فرزندِ رسول ماریہ ہے۔

امام پوچھتے گئے، اور نام، اور نام۔

کہا: کوئی اور نام۔

ایک بوڑھا پیچھے سے بولا۔ یقال لھا کربلا۔ اس بستی کا نام کربلا ہے۔

بس یہ سننا تھا کہ حسینؑ ابن علیؑ نے آواز دی: واللہ ھذہٖ کربِ و بلاء۔

یہ کرب و ابتلا کی منزل ہے (اور اس کے بعد جو جملے فرمائے وہ آج تک تاریخوں میں محفوظ ہیں۔) یہاں ہماری سواریاں بیٹھ جائیں گی، ہمارے ناقے رک جائیں گے۔ ہمارے چھوٹے بچے اس زمین پہ ذبح کئے جائیں گے۔

ہمارے اہل حرم کو اس سرزمین پر اسیر کرلیا جائے گا۔ عباسؑ خیمے لگاؤ۔

خیمے لگے۔ شہزادی زینبؑ سکینہ کو گود میں لے کر اس خیمے میں تشریف لے گئیں جو ان کے لیے معین تھا جیسے ہی زمین پر بیٹھیں ایک گرد وغبار اڑا اور بچی کے بالوں پر بیٹھ گیا کہا: فضہ ذرا حسینؑ کو بلا لے۔

حسینؑ آئے کہا: بھیا! یہ کیسی زمین ہے کہ جس کی مٹی میری بیٹی کے بالوں کو گرد آلود کررہی ہے؟ یہ کہہ کر حسینؑ کے سامنے شہزادی زینبؑ نے ایک مٹھی خاک اٹھائی اسے سونگھا اور سونگھ کے پھینک دیا۔ کہا: بھیا! ایک بات کہوں؟

کہا: کہو!

کہا: بھیا اس مٹی سے تمہارے خون کی خوشبو آرہی ہے۔ کہیں دور نکل چلو۔

کہا: بہن اب تو قیامت تک یہیں رہنا ہے۔

یہ کہہ کر باہر آئے۔ اور کہا: اہلِ قریہ کو بلاؤ۔

اہلِ قریہ آئے کہا: اس زمین کا مالک کون ہے؟

زمین کا مالک سامنے آیا۔ ساٹھ ہزار درہم میں وہ زمین خریدی۔

کیا حسینؑ زمین خریدے بغیر نہیں رک سکتے تھے؟ رک سکتے تھے۔ چاہتے تھے کہ میری ملکیت بن جائے تاکہ جب حملہ ہو تو جارح وہ کہلائے۔

جارحیت کے اعلان کے لیے ساٹھ ہزار درہم میں زمین خریدی اور خریدنے کے بعد اسے واپس کردی کہ لے اب یہ زمین تیری ملکیت ہے میں نے خریدی تھی لیکن تجھے ہبہ کر رہا ہوں۔ لیکن ایک شرط ہے کہ میری قبر کے چاروں طرف زراعت نہ کرنا۔ دوسری شرط یہ کہ اگر کوئی میری قبر کا پتہ پوچھتے ہوئے آجائے تو اسے نشانِ قبر بتلا دینا۔ تیسری شرط میرے زائر کو تین دن اپنا مہمان رکھنا۔ چوتھی شرط جب یزید کے فوجی اپنے کشتوں کو دفن کر کے چلے جائیں تو تم ہمیں بھی دفن کر دینا۔

بنی اسد نے قبول کیا۔ جب جا رہے تھے تو پکار کے کہا: اپنی عورتوں کو بلانا۔

بنی اسد کی عورتیں آئیں کہا: بنی اسد کی عورتو! میں تمہاری شہزادی فاطمہؑ زہرا کا بیٹا ہوں، میں زینبؑ کا بھائی ہوں۔ تمہارے مرد اگر ہمیں دفن کرنے سے اجتناب کریں تو تم پانی بھرنے کے بہانے آنا اور ہمیں دفن کر دینا۔

جب عورتیں روتی ہوئی جا رہی تھیں تو کہا: اپنے بچوں کو بھیج دینا۔

جب بچے آئے تو کہا: بچوں مجھے پہچانتے ہو۔ میں سکینہ کا باپ ہوں۔ میں علی اصغرؑ کا باپ ہوں۔ اگر تمہارے ماں باپ ہمیں دفن نہ کریں تو تم کھیلنے کے بہانے سے آنا اور ایک ایک مٹھی خاک اٹھا کر ہماری لاش پر ڈال دینا۔

حسینؑ کو دفن ہونے کی کتنی خواہش تھی۔ مگر میں کیا کروں۔ جب سر نوکِ نیزہ پر آ گیا تو عمرِ سعد نے آواز دی: اب جوان گھوڑوں کی نعل بندی کریں۔

جب گھوڑوں کی نعل بندی ہوگئی تو ایک مرتبہ شمر نے آگے بڑھ کے عباسؑ کے لاشے کو ہٹا دیا۔ حُر کے قبیلے والوں نے حُرؑ کے لاشے کو ہٹا دیا۔ بنی امیہ نے اکبرؑ کے لاشے کو ہٹا دیا۔ ہر ایک قبیلہ آیا اپنے قبیلے والے کے لاشے کو اٹھا کر لے گیا۔ اب اکیلا حسینؑ کا لاشہ تھا، گھوڑے دوڑ رہے تھے اور ایک بی بی چیخ رہی تھی: نانا! آپ کے جنازے پر فرشتوں نے نماز پڑھی تھی یہ آپ کے نواسے کا جنازہ ہے۔

مجلس سوم

عزیزانِ محترم ''منصب ہدایت اور قرآن'' کے عنوان سے یہ ہمارا تیسرا سلسلۂ گفتگو ہے وہ دو آیات جو سرنامۂ کلام ہیں اور جن کی ایک ہی آیت کی تلاوت کا شرف حاصل کر رہا ہوں اس آیت کا آغاز ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ تم کیا سمجھتے ہو یہ قرآن کیا ہے؟ یہ قرآن ہدایت کرتا ہے ان ساری حقیقتوں کی طرف جو مضبوط ترین ہیں۔ مضبوط ترین حقائق اور مضبوط ترین عقائد کی ہدایت قرآن کرتا ہے۔ یہ آیۂ مبارکہ سورۂ بنی اسرائیل کی ہے۔

سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (آیت ۱۸۵)۔ یہ رمضان کا مہینہ اس میں ہم نے قرآن کو نازل کیا اور یہ قرآن: هُدًى لِّلنَّاسِ۔ ہدایت ہے پوری انسانیت کے لیے۔

ذرا سا قرآن کو سمجھتے چلو کہ خود قرآن نے اپنے بارے میں کیا کہا۔ وہ سورۂ بنی اسرائیل اور یہ سورۂ بقر اور اب سورۂ حجر کے آغاز میں ارشاد فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ۔

یہ آیتیں ہیں اور قرآنِ مبین ہے۔ اور اسی سورہ میں آگے چل کر خداوند عالم نے ارشاد فرمایا:

(پوری پوری آیتیں نہیں پڑھ رہا) اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِىْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ۔
یہ قرآن عظیم ہے۔

دیکھ رہے ہو قران کے لیے کیسی کیسی صفتیں بیان کر رہا ہے پروردگار۔ یہ قران مبین ہے یہ قران عظیم ہے۔ اس قران میں ہدایت ہے۔ پندرھواں سورہ۔ سولہواں سورہ۔

هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ یہ قران ہدایت ہے، یہ قران رحمت ہے ان لوگوں کے لے جو صاحبان ایمان ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ يٰسٓ ۞ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ۔ یہ قران حکمت والا قران۔ دیکھو کیسے کیسے قران مجید پر گفتگو ہو رہی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ۔ ق یہ قران مجد و بزرگی والا قران ہے۔

سورۂ واقعہ میں آواز دی ۷۷ویں آیت۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ یہ باکرامت قران ہے۔ کریم باکرامت۔ ہم نے اسے کتابِ مکنون میں رکھا ہے اور اسے چھو نہیں سکتے مگر صرف وہ لوگ جو پاک ہوں۔

ہم نے تاریخ میں پڑھا مہاتما گاندھی چھوتے تھے، ہم نے تاریخ میں پڑھا جارج برنارڈ شاہ چھوتا تھا۔ اور آیت کہہ رہی ہے کہ چھو نہیں سکتے مگر وہ لوگ جو پاک ہوں۔ تو مطلب قران کا کاغذ نہیں ہے۔ اس کے معنی کو چھو نہیں سکتے۔ لفظوں کو جو چاہے چھوئے مگر معنی کو سوائے پاک کے کوئی چھو نہیں سکتا۔ اب یہ عجیب مشکل ہے کہ قران کہے کہ معانی بیان کریں گے پاک لوگ اور ہر نجس ٹی وی پر بیٹھ جائے۔ بھئ! کوئی تو پاک ایریا رکھو۔ کوئی تو معیار رکھو تفسیر قران کا۔ جو صحیح پڑھ نہ سکے وہ تفسیر کرے!!

یہ قران کریم ہے، یہ قران حکیم ہے۔ یہ قران مجید ہے۔ یہ قران بصائر ہے۔

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۲) اس قران میں شفا ہے۔

اس قران میں رحمت ہے صاحبان ایمان کے لیے

وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا یہ قران مومنوں کے لیے شفا ہے، ظالموں کے لیے نقصان ہے۔ اور اتنا بڑا قران کہ:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ۔ جس رات میں اترا وہ رات ساری راتوں سے افضل۔ اور جس انسان پر اترا وہ ہم جیسا؟

قران کو سمجھتے ہو۔ قران کتابِ ہدایت ہے۔

اب میں ان پڑھے لکھے نوجوانوں کو مخاطب کر رہا ہوں (بزرگوں کو نہیں) جن کا تعلق کالجوں اور یونیورسٹیوں سے ہے۔ مجھے بتلاؤ کہ کتاب بڑی ہوتی ہے یا موضوع بڑا ہوتا ہے۔ ایک سوال۔

موضوع بڑا ہوتا ہے۔ اچھا بھئی سچی بات بھی یہی ہے۔ موضوع۔ سیاسیات، سماجیات، معاشیات، تاریخ، جغرافیہ، علم الحیوان، علم الانسان، منطق، فلسفہ، موضوع گنتے جاؤ اور ہر موضوع پر ہزاروں کتابیں لکھی گئیں۔ اگر ایک کتاب سے موضوع کا حق ادا ہو جاتا تو ضرورت نہیں دوسری کتاب کی۔

کتابیں آ رہی ہیں اور یہ دلیل ہے کہ موضوع بڑا ہے۔ کتابیں چھوٹی ہیں۔ اگر قران کوئی موضوع معین کر دیتا تو قران چھوٹا ہو جاتا موضوع بڑا ہو جاتا۔

یہ جملہ میں ان نوجوانوں کو ہدیہ کر رہا ہوں جو بار بار پوچھتے ہیں کہ قران کا کوئی موضوع ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ کبھی ادھر کی باتیں۔ کبھی ادھر کی باتیں، کبھی موسیٰؑ کا تذکرہ ہے، پھر دریا کا تذکرہ آیا، پھر درخت کا تذکرہ آ گیا، پھر پہاڑ کا تذکرہ آ گیا، کوئی ربط تو ہے نہیں۔

تو بھئی آپ کو ستاروں میں ربط نظر آیا؟ درختوں میں ربط نظر آیا؟...... کائنات میں اللہ کا ایک الگ منصوبہ ہے۔ جو منصوبہ تکوین میں ہے وہی منصوبہ قران میں ہے۔

ابھی درختوں کی قطار چل رہی تھی کہ پہاڑ آ گیا۔ ابھی پہاڑ ختم نہں ہوا تھا کہ دریا شروع ہو گیا۔ تو کبھی تم نے کہا کہ درخت ہی درخت ہوتے یہ بیچ میں پہاڑ کہاں سے آ گیا۔ پہاڑوں کو ایک طرف رکھ دیتا۔ درختوں کو ایک طرف رکھ دیتا۔ سارے دریا ایک

طرف رکھ دیتا...... نہیں! جہاں جس کی ضرورت ہے وہاں رکھا۔

لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۹) اور اس کو ذرا سی لفظ کی تبدیلی کے ساتھ بھی فرمایا ہے۔

لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ (سورۂ کہف آیت ۵۴) دونوں طرح سے یہ آیت آئی ہے۔ہم نے اس قران میں سب کچھ بیان کردیا۔

اچھا تو جب قران میں سب کچھ بیان کردیا تو اس قران کی جلالت دیکھو اور پھر صاحبِ قران کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ بہت عجیب وغریب آیتیں ہدیہ کروں گا اور اگر یہ آیتیں پہنچ گئیں تو میری آج کی محنت سوارت ہے۔ سب کچھ ہے قران میں اور لانے والا ایک ہے۔ اللہ نہیں آیا تھا کہنے کے لیے کہ یہ میری کتاب ہے اسے مانو۔

جبرئیلؑ براہ راست میرے پاس نہیں آئے تھے۔ میرے نبیؐ نے کہا یہ اللہ کی کتاب ہے۔ میں نے مانا۔

تو اگر نبی کچھ کہہ دے تو اسے مانو۔ دلیل بتلاؤں۔ سورۂ حاقہ ۶۹ واں سورہ قران مجید کا۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔ یہ قران رسولِ کریم کا قول ہے(عجیب وغریب بات ہے) کیا عزت دی ہے اللہ نے اپنے محمدؐ کو۔

آف دی ریکارڈ ایک جملہ سنتے جاؤ، اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔ محمدؐ کون؟...... کریم

کیا سورۂ انفطار کی وہ آیت بھول گئے۔ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ۔ انسان سمجھتا کیوں نہیں۔ تیرا رب کریم ہے۔ رب کریم، محمد کریم۔

مقام محمدؐ عربی کو پہچانو۔ رب کریم۔ محمدؐ کریم۔ اور سورۂ واقعہ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔ اللہ کریم۔ اللہ کی کتاب کریم۔ اللہ کا محمد کریمؐ۔ اب ان تینوں کی نمائندگی کون کرے؟......

مجھ سے نہ پوچھنا ان سے پوچھنا جو کہتے ہیں: کرم اللہ وجہہ۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔ یہ قران کریم رسول کا قول ہے۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یہ میں نے درمیان میں پڑھ دی تا کہ کوئی شبہ نہ ہونے پائے) یہ رب العالمین کی تنزیل

ہے۔ وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (سورۂ حاقہ آیات ۴۱ تا ۴۳)

یہ قران کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔ یہ قران کسی جادوگر کا قول نہیں ہے۔

کہتے تھے کہ یہ شاعر ہے، غیر سنجیدہ باتیں کرتا ہے۔ آج کے شاعر کی بات نہیں کر رہا ہوں لیکن اس زمانے کا شاعر وہ جو ادھر ادھر کی اڑائے اور غیر سنجیدہ باتیں کرے۔

مشرکوں کے تین ہی تو الزام تھے۔ اور وہ تینوں الزام آج کے سترہ سال پہلے میں نے بیان کئے تھے۔

کسی نے کہا: یہ شاعر ہے۔ اس کی باتیں نہ سنو۔ غیر ضروری باتیں کرتا ہے۔

کسی نے کہا: یہ جادوگر ہے اس کی بات نہ سنو۔ جادوگر ہے جادو کردے گا۔

ایک جگہ پہ ہے کہ تمہارا نبیؐ مجنوں نہیں ہے۔ یعنی تین ہی الزام لگے۔ شاعر ہے، جادوگر ہے، مجنون ہے۔ پروردگار نے سورۂ نون والقلم میں کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ ۙ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔

حبیب تو مجنوں نہیں ہے۔ جو تجھ پر تہمت جنون لگائے وہ مجنون ہے۔

تو سورۂ نون والقلم میں تہمت جنون کو رفع کیا اور سورہ حاقہ کی دو آیتوں میں کہا:

یہ میرا نبیؐ یہ رسول کریم شاعر نہیں ہے۔ یہ شاعر کا قول نہیں ہے جو تم سن رہے ہو۔

یہ شاعر کا قول نہیں ہے، یہ جادوگر کا قول نہیں ہے، یہ رب العالمین کی تنزیل ہے۔

اب سنو گے اس کے بعد کی آیت؟...... اگر بعد کی آیت سنو تو تمہیں قران کے معجزہ ہونے کا بھی یقین آجائے گا اور پروردگار کا جلال بھی سمجھ میں آجائے گا۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۙ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۔ (سورہ حاقہ آیات ۴۴ تا ۴۶) اگر میرا محمدؐ ایک لفظ بھی جھوٹ میری طرف منسوب کردے تو ہم اس کا ہاتھ پکڑ کے اس کی گردن کاٹ دیں گے۔

تیور دیکھ رہے ہو!

کیا حفاظت ہے زبان رسول کی! یہی سبب ہے کہ سورہ یٰس میں آواز دی۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (آیات ۶۸،۶۹)۔ہم نے اپنے حبیب کوشعر کہنا نہیں سکھایا۔

اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے۔ ہوگی شاعری بڑے کمال کی چیز

لیکن مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ۔ ہم نے اپنے حبیب کوشعر کہنا نہیں سکھلایا۔

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اور اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے کہ وہ شعر کہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ۔ وہ جو کہتا ہے وہ ذکر ہے یا قران ہے۔

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا اس لیے کہ اسے ہدایت کرنی ہے۔ جب ہدایت کرنی ہے تو یا قران دے گا یا ذکر کردے گا۔

ہم نے اسے شعر کہنا نہیں سکھایا اس لیے کہ اس کا کام ہے ہدایت کرنا۔ تو اب یا قران کہے گا یا ذکر کہے گا۔

اب ذرا ان دانشوروں سے مخاطب ہو جاؤں جو شاعر بھی نہیں ہیں اور شعر کو پسند بھی کرتے ہیں۔ اور اتفاقِ وقت یہ ہے کہ غلطی سے میں بھی شعر کہتا ہوں۔ شعر کی بنیاد ہے مبالغہ اب وہ اچھا ہو یا برا۔ مبالغہ کے معنی جانتے ہو؟ ضرورت سے زیادہ بڑھ کے بیان کر دینا۔

ناز کی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

میر تقی میرؔ کا شعر ہے۔ کیا واقعی لب کی نازکی گلاب کی پنکھڑی جیسی ہے؟ شاعر نے کہہ دیا کہ اس کے ذہن میں ایک تصور پیدا ہوا اس نے کہہ دیا۔ تو شاعر کا ایک کام ہے مبالغہ۔ شاعر رائی کو پربت بناتا ہے۔ اور پربت کو رائی بناتا ہے۔ حقائق ملحوظ نہیں رکھے جاتے۔ شعر میں حقائق محفوظ نہیں ہوتے۔ شعر میں مبالغہ ہے۔ شعر میں تشبیہ ہے، شعر میں مجاز ہے، استعارہ ہے اور ان کا تعلق حقیقت سے نہیں ہے تو اگر پیغمبر شعر کہتے تو پتہ نہ چلتا کہاں حقیقت ہے کہاں مجاز ہے۔

بہت دقیق مرحلوں سے گزار رہا ہوں۔ تمہارے کام کی بات کہنے جا رہا ہوں۔ اگر رسول شعر فرماتے! شعر بھی ایک حسن ہے دنیا کا۔ ایک خوبصورتی ہے دنیا کی شعر۔

لیکن مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ۔ ہم نے اپنے حبیب کو شعر کہنا نہیں سکھلایا

وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اور اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ بھئی ہم کبھی جھوٹ بولیں، کبھی سچ بولیں، کبھی طنز کریں، کبھی گالی دیں، کبھی تقیہ کریں، کبھی توریہ کریں، ہماری بات کی کتنی ہی قسمیں مگر محمدؐ کی بات کی فقط دو قسمیں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ۔ محمدؐ یا قران کہے گا یا ذکر کہے گا۔ اس کے علاوہ کوئی تیسری قسم نہیں ہے تو میرا محمدؐ جو بھی بولے گا وہ ذکر ہے یا قران ہے۔ تو اگر بھائی کے لیے کہہ دے من کنت مولاہ فھذا علی مولا۔

اب قولِ رسولؐ کا وزن سمجھ میں آ گیا۔ وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ جو بولے وہ ذکر ہے یا قران ہے۔

یہ تو قول کی بات ہو رہی تھی اور عمل۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ہم نے رسولؐ اللہ میں تمہارے لیے پیروی رکھی ہے۔ تمہارے لیے اسوہ رکھا ہے۔ وہ جو کرتا جائے تم کرتے جاتے جاؤ، وہ جو بتاتا جائے کرتے جاؤ، جو کرتا جائے کرتے جاؤ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ اللہ کے رسولؐ میں قیامت تک کے لیے (یہ لفظ میں نے بڑھایا ہے اور گرامر کی روشنی میں بڑھایا ہے)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ تمہارے نبیؐ میں، ہمارے رسولؐ میں تمہارے لیے پیروی کا بہترین نمونہ ہے۔ اب نبیؐ پر واجب ہے کہ وہ دکھلاتا جائے ہم کرتے جائیں۔ اس نے نماز پڑھ کے دکھلائی ہم نے عمل کیا۔ ہمارے نبیؐ پر واجب ہے کہ وہ دکھلاتا جائے ہم نے عمل کیا۔ ہمارے نبیؐ نے روزہ رکھ کر دکھلایا ہم نے عمل کیا۔ ہمارے نبیؐ نے جہاد کر کے دکھلایا ہم نے عمل کیا۔ ہمارے نبیؐ نے حج کر کے دکھلایا ہم نے حج کیا تو اگر ہمارا

نبی کسی کو ہاتھوں پر اٹھا کر دکھلائے تو کیا اس کو مولا جاننا ضروری نہیں ہوگا؟

مولیٰ، ولی ایک ہی چیز ہے، ولایت اللہ سے قریب ہونا۔ ولی کے معنی اللہ سے قریب۔

ایک بزرگ ہیں شیخ احمد سرہندی۔ بہت بڑے عالم گزرے ہیں اپنے زمانے کے۔ عارف باللہ اپنے زمانے کے جنہیں دنیا مجدد الفِ ثانی کے نام سے یاد کرتی ہے۔ الف کے معنی ہزار۔ یہ جو دوسرا ہزار ہوا ہے ہجری سن کا۔ تو کتنی بڑی شخصیت ہوگی۔ ان کی کتاب ہے ''مکتوبات'' اور اب اتفاقات وقت سے تمہاری خوش قسمتی سے وہ اردو میں موجود ہے۔ اور اس کتاب سے تمہیں ایک چھوٹا سا Qutation دے کے آگے بڑھ جانا چاہ رہا ہوں۔ انہوں نے یہ لکھا کہ اللہ سے قریب ہونے کے صرف دو راستے ہیں۔ یا نبی سے قریب ہو جاؤ یا ولی سے قریب ہو جاؤ۔ اس کے بعد انہوں نے لکھا کہ نبوت تو ختم ہوگئی اب تم ولی ہی سے قریب ہو سکتے ہو اور ولایت کا مرکز ہیں علیؑ ابن ابی طالبؑ۔ اس کے بعد انہوں نے جملہ لکھا۔ ''اور اس ولایت میں، علیؑ کی ولایت کی سرداری میں کوئی ان کا شریک نہیں ہے۔ کوئی نہیں۔ کوئی نہیں۔

اب علیؑ ہیں ولایت کا مرکز۔ ولایت کا مطلب ہے قریب ہو جانا۔

میں پہلی تقریر میں یہ جملہ کہہ کے گیا تھا کہ کسی امام کو کسی طبیب سے نسخہ لکھواتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ آج کسی بزرگ نے، کسی جوان نے، کسی شخص نے یہ پوچھ لیا کہ جب ضربت لگی تھی تو جراح بلایا گیا تھا۔ لکھنے والے نے جواب خود دیدیا۔ کہ جب ضربت لگی تھی تو جراح بلایا گیا تھا علیؑ نے نہیں بلایا تھا۔ بلایا گیا تھا۔ اس لیے کہ علیؑ تو رمضان کی ابتداء سے کہہ رہے تھے کہ اس مہینے میں، میں اس دنیا سے جانے والا ہوں۔

تو علیؑ نے تو نہیں بلایا کسی چاہنے والے نے بلا دیا اور یاد رکھو کہ آلِ محمدؐ کے مرد کسی دوا سے ٹھیک نہیں ہوتے۔ رسولؐ بیمار تھے، چادرِ سیدہؑ نے ٹھیک کر دیا۔ علیؑ کو آشوبِ چشم ہوا، لعابِ دہن رسولؐ سے ٹھیک ہو گئے۔ حسینؑ بیمار ہوئے منت سے ٹھیک ہو گئے، تو عوام

اور ہیں عوام کے امام اور ہیں۔

مجھے محمدؐ و آلِ محمدؑ کی بشریت سے انکار نہیں ہے۔ بشر ہیں اور تھوڑا بہت کھانا پینا، سونا جاگنا بشری تقاضے تو پورے ہوں گے اس سے انکار نہیں ہے لیکن انہیں صرف بشر نہیں سمجھنا اس لیے کہ پچھلی قوموں کا Problem یہی تھا۔ نوحؑ آئے کہا: یہ ہم جیسا ہے۔

ابراہیمؑ آئے مشرک نے کہا: یہ ہم جیسا ہے۔ انبیاء آتے رہے اور مشرک کہتا رہا: یہ ہم جیسا ہے۔ اور آج مشرک تو نہیں لیکن کلمہ پڑھنے والے خدا معلوم آبائی عقائد کس حد تک رائج ہو گئے ہیں کہ آج بھی میرے نبی کو اپنا جیسا سمجھا جاتا ہے۔

یہ جملہ میں نے اپنی پہلی تقریر میں کہا تھا آج پھر کہہ رہا ہوں کہ کوئی امام اپنی طبعی موت سے نہیں مرا۔ بارھواں تو زندہ ہے نا! گیارہ کے گیارہ امام کوئی اپنی طبعی موت سے نہیں مرا۔ طبعی موت سے وہ مرے جس کے اعضاء میں انحطاط پیدا ہو جائے۔ اور اعضاء میں انحطاط اس لیے ہو کہ مرض آ جائے اور مرض اس لیے وہ کہ وہ بد پرہیزی کرے اور جو کمالِ طہارت پہ ہو یہ بد پرہیزی کر نہیں سکتا۔

تو ہر ایک شہید ہوا پہلے سے لے کر گیارہویں تک تو اب اللہ کو کوئی نیا کام تو نہیں کرنا ہے نا! اس کو بچانے کے لیے! بس صرف دشمنوں سے ہٹا لینا ہے۔

یہ جملہ یاد رکھنا اور کبھی اس جملے کی تشریح کروں گا کہ بارھویں کے لیے اللہ کو کوئی نیا کام نہیں کرنا ہے۔ بھئی! لوگ مار دیتے ہیں تو یہ مر جاتے ہیں۔ اس لیے اسے دشمنوں سے محفوظ کر دو تو یہ زندہ رہے گا۔

اب پھر واپس چلو مجدد الف ثانی کی طرف۔ انہوں نے کہا: اللہ سے قریب ہونے کے دو راستے ہیں ایک نبوت جو ختم ہو گئی اور ایک ولایت جس کا قطب علیؑ ہے۔ اور اس کے بعد وہ جملہ لکھتے ہیں کتاب میں نہ ملے تو مجھے چیلنج کر دینا۔ کہنے لگے اس ولایت میں علیؑ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ سوائے فاطمہؑ کے، حسنؑ کے، حسینؑ کے۔

میں Conclude کر رہا ہوں۔ مجدد الف ثانی نے کہا کہ اگر اللہ سے قریب ہونا

ہے تو محمدؐ سے قریب ہو جاؤ۔ علیؑ سے قریب سے ہو جاؤ۔ فاطمہؑ سے قریب ہو جاؤ۔ حسنؑ سے قریب ہو جاؤ۔ حسینؑ سے قریب ہو جاؤ۔

بھئی! انہی پانچوں کو تو ہم پنجتن کہتے ہیں۔ میں لمبے لمبے Quotation دینے کا عادی نہیں ہوں لیکن میں نے کہا کہ تمہارے کام کی بات ہے تو میں تم تک پہنچا دوں۔

اب یہاں تک پہنچ گئے نا کہ قربِ خدا کا ایک راستہ محمدؐ ایک راستہ ولایت، ولایت کے سردار علیؑ اور ان کے ساتھ ولایت میں شریک فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، اس کے بعد کا جملہ سنو گے؟ کہنے لگے کہ ماضی میں کوئی ولی نہیں بنا جب تک علی کی مدد شامل نہ ہوئی ہو۔

اب علیؑ کہاں سے چلا ہے کہاں تک جائے گا! کوئی ولی نہیں بنا جب تک علیؑ کی مدد شامل نہ ہوئی ہو۔ اس کوئی میں وہ بھی شامل ہے جو مریمؑ کی گود میں کہہ رہا تھا:

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ۛ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا مجھے بچپنے میں اللہ نے کتاب دیدی۔

اب یہ الگ مسئلہ ہے کہ عیسیٰ مریم کی گود میں اعلان کریں کہ مجھے گود سے کتاب مل گئی اور کوئی گود میں آ کر کتاب کی تلاوت شروع کر دے۔

اب ہم آئے ہیں منقولات کی طرف یعنی احادیث کی طرف۔ ابھی تمہارے سامنے ایک عارف کا قول پیش کیا اس سے پہلے آیات پیش کر رہا تھا۔ اب اگر حوالے دینے شروع کروں اور روایات میں اختلاف کتنے ہیں وہ بیان کرنا شروع کروں تو الحمد للہ میرے ذہن میں تو ہے لیکن اگر ان کو بیان کروں تو وقت میں گنجائش نہیں ہے۔ کئی گھنٹے درکار ہیں۔ لیکن جو روایت پیش کروں گا ریاض النظرہ میں ملے گی، شفائے قاضی عیاض میں ملے گی۔

بڑے محدثوں کے نام لے رہا ہوں میں سبط ابن جوزی کی تذکرۃ الخواص میں ملے گی۔

علامہ سطینی کی فرائد السمطین میں ملے گی۔ سید علی ہمدانی کی مودۃ القربیٰ میں ملے گی۔

شیخ حنفی قندوزی کی کتاب ینابیع المودۃ میں بھی مل جائے گی۔ الفاظ مختلف ہیں اگر سب بیان کروں تو بڑی دیر لگ جائے گی۔

میرے نبیؐ نے کہا: جب میں نے جنت کی سیر کی تو رایت مکتوبا علی باب الجنۃ ۔

میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا:

لا اله الا الله، محمد رسول الله علی اخوه رسول الله۔ علیؑ رسول کا بھائی ہے، اب بھائی ہونے میں کون سی کرامت ہے؟ اگر یاد رہ جائے تو مجھ سے پوچھ لینا پھر بتلاؤں گا۔ یہ ایک روایت ہے۔

دوسری روایت۔ میرے نبیؐ نے کہا:

رایت مکتوباً علی باب الجنة لا اله الا الله محمد رسول الله ایدته بعلیٍ۔

پہلا نام اللہ کا دوسرا نام رسولؐ اللہ کا تیسرا نام علیؑ کا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله ایدته بعلی۔

میں نے اپنے رسولؐ کو مضبوط کیا علیؑ کے ساتھ۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ میں نے رسولؐ کو مضبوط کیا ہے علیؑ کی تلوار سے۔ نہیں علیؑ سے...... پورا علیؑ تائید ہے۔

دو روایتیں ہو گئیں۔ تیسری روایت۔ پیغمبر فرماتے ہیں کہ لکھا ہوا دیکھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله، علی ولی الله۔ جب علی ولی اللہ لکھ کر وہ بزرگ محدثین مسلمان رہے تو ہم پڑھنے سے کافر کیسے بن جائیں گے۔

کہنے لگے کہ قرآن میں تو نہیں ہے۔ علی ولی اللہ۔

کلمہ کیا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ...... یہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سورۂ فتح کی آیت ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا...... بڑی طویل آیت ہے۔

محمدؐ رسول اللہ فقط ایک مقام پر ہے۔ صرف سورۂ فتح میں سورۂ فتح کب نازل ہوئی؟ مدینہ میں۔ سن کیا تھا؟ سن چھ ہجری۔

تو اسلام کے انیس برس بعد یہ جملہ آیا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ تو اب ہم نے پوچھا کہ جملہ تو آیا نہیں تھا وہ بڑے بڑے جو مسلمان ہو رہے تھے وہ محمدؐ رسول اللہ کس آیت سے پڑھ رہے تھے۔ کہا: آیت نہیں حدیث سے پڑھ رہے تھے۔ تو تمہارا کلمہ تو حدیث پر رک

جائے اور ہم سے آیت کا مطالبہ کرتے رہو!!

کربلا کی جنگ ولایت اور شیطنت کی جنگ ہے۔ ایک جملے سے کربلا تک جارہا ہوں۔ میرا مولا سفر میں ہے۔ کسی ساتھی نے آواز دی: اللہ اکبر!

کہا: اللہ بڑا تو ہے لیکن یہ موقع کیا تھا۔

کہا: کھجور کے درخت نظر آرہے ہیں۔

کسی نے کہا: اس علاقے میں کھجور کے درخت نہیں ہیں۔

امام نے کہا: غور سے دیکھو۔

جب غور سے دیکھا گیا تو نیزوں کی انیاں نظر آئیں۔

حُر کا رسالہ قریب آیا۔ پیاسا رسالہ تھا۔ حسینؑ نے پانی پلایا۔ جب حُر کی پوری فوج نے پانی پی لیا تو کہا: بھیا عباسؑ! اب ذرا جانوروں کو بھی پلا دو۔ (یہ جانوروں کے حقوق کا خیال) اور دیکھو عباسؑ جانور اس وقت تک سیراب نہیں ہوتا جب تک تین مرتبہ پانی پر منہ نہ اٹھالے۔

جب سب پانی پی چکے تو ایک مرتبہ حسینؑ ابن علیؑ نے اپنے گھوڑے کا رخ موڑا۔ گھوڑے کا رخ موڑنا تھا کہ حُر بہت بڑا بہادر ہے اس نے آگے بڑھ کر حسینؑ کے گھوڑے کی لگام تھام لی۔ یہ جسارت ہے، یہ گستاخی ہے اور یہ چھوٹا آدمی کر نہیں سکتا۔ حُر نے گھوڑے کی لگام تھام لی۔ حسینؑ ابن علیؑ کو جلال آ گیا کہا: ثقلتك امك يا حُر۔ حُر تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ تیری یہ مجال کہ میرے گھوڑے کی لگام تھام لے۔

حُر نے لگام چھوڑ دی۔ کانپنے لگا کہا: فرزند رسولؐ آپ نے تو میری ماں کا نام لے لیا لیکن آپ کی والدہ ماجدہ کا نام میں وضو کے بغیر کیسے لے لوں۔

میں نے کبھی ایک جملہ کہا تھا اور جی چاہتا ہے کہ وہ جملہ بھی تم سے کہہ دوں جب حر نے کہا تھا کہ میں آپ کی والدہ ماجدہ کا نام وضو کے بغیر لے نہیں سکتا۔ عباسؑ قریب نہیں تھے۔ دور تھے۔ عباسؑ کے کانوں تک یہ جملہ پہنچ گیا۔ ایک مرتبہ وہیں سے تلوار کھینچی اور

گھوڑے کو بھگاتے ہوئے قریب آئے اور کہنے لگے: یہ کس کی ماں کا نام لے رہا تھا؟

نومحرم کی شام کو حر نے یزید کی فوج کے سرداروں کو یہ احسان یاد دلایا کہ ہم تو تمہاری فوج کے ہیں نا!...... حسینؑ نے ہم کو پانی پلایا تھا لیکن کسی نے اقرار نہیں کیا۔

صبح تک ٹہلتا رہا۔ اس کا بھائی معصب آیا۔ کہا: سوتے کیوں نہیں؟

جانتے ہوں حر نے کیا جواب دیا۔ اپنے بھائی کا ہاتھ تھاما اور خیامِ حسینی کے پیچھے پہنچا۔ کہا: بھائی کچھ آوازیں سن رہے ہو؟

کہا: ہاں کچھ چھوٹے بچے العطش العطش پکار رہے ہیں۔

حسینؑ کے بچے پیاس سے پوری رات سوئے نہیں۔

صبح ہوئی۔ پانچ حملے فوج یزید کی طرف سے ہوئے۔ جنہیں حملہ مغلوبہ کہا جاتا ہے اور اس کے بعد حسینؑ نے آواز بلند کی۔ ھل من ناصرٍ ینصرنا۔

یہ حسینؑ کی پہلی آواز ہے۔ حسینؑ نے سات مرتبہ استغاثہ کی آواز بلند کی ہے اس میں سے یہ پہلی آواز تھی۔

حُر کپکپانے لگا۔ آیا پسر سعد کے پاس۔ کہا: یہ جنگ ٹل نہیں سکتی۔

کہا: نہیں وقت گزر گیا۔

کہا: پھر حسینؑ سے جنگ کرے گا۔

کہا: ہاں ایسی جنگ ہوگی کہ ہاتھ کٹ کے گریں گے، سروں کی بارش ہوگی۔ اب جنگ ٹل نہیں سکتی۔

یہ سن کے پلٹا۔ اور پلٹنے کے بعد اپنے بیٹے کے کان میں کہنے لگا: میں جہنم میں جانا پسند نہیں کرتا۔ کیا تو میرے ساتھ جنت میں چلے گا؟

کہا: بابا میں تیار ہوں۔

حُر چلا، حر کا بیٹا علی چلا، حُر کا بھائی مصعب چلا، حُر کا غلام چلا۔ جب قریب پہنچا تو حُر نے اپنے عمامے کو زمین پر پھینک دیا، اپنی زرہ الٹ دی۔ تلوار میان میں رکھ لی اور اپنے

دونوں ہاتھ اپنے سر پہ رکھے اور کہا: اللھم انی جنیت۔ مالک گناہ ہوگیا۔ اگر بخش دے تو تیرا کرم ہوگا۔ یہ کہہ کر سرزمینِ کربلا کو چوما اور چومنے کے بعد دوڑتا ہوا گیا:

السلام علیك یا ابا عبداللہ۔ مولا بخشش ہے؟

کہا: آؤ حر تم ہمارے مہمان ہو۔

حُر آ گیا۔ حر نے کئی جنگیں لڑی ہیں۔

ایک منزل پر اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا: بیٹا تو جا میدان میں۔

بیٹا چلا حسینؑ کی خدمت میں آیا کہا: مولا میں جا تو رہا ہوں لیکن دل کو تسلی نہیں ہے ایک مرتبہ میرے سامنے کہہ دیں کہ آپ نے میرے باپ کی تقصیر کو معاف کر دیا ہے۔

کہا: میں نے معاف کیا، میرے نانا نے بھی معاف کیا، میری ماں فاطمہؑ زہرا نے بھی معاف کیا، میرے بابا علی مرتضیٰؑ نے بھی معاف کیا۔

حُر کا بیٹا میدان میں آیا۔ جنگ کرتا رہا ایک مرتبہ گھوڑے سے زمین پر آیا۔ حُر کا بیٹا پکار کر کہنے لگا۔ بابا مدد کو آؤ۔

حُر شیر کی طرح تلوار کو کھینچ کر مقتل کے اندر داخل ہوگیا اور پکار کے کہنے لگا:

میرے بیٹے تو کہاں ہے، میرے بیٹے تو کہاں ہے؟

اب حُر کے بیٹے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ ''میرے بیٹے تو کہاں ہے؟''

ایک مرتبہ حسینؑ کی آواز آئی: حُر میرے پاس آ جا تیرا بیٹا میرے پاس ہے۔

اب جو حُر پہنچا تو دیکھا کہ اس کے بیٹے کا سر حسینؑ کے زانو پر ہے۔ چہرے کی مٹی صاف کر رہے ہیں۔ اس نے کہا: مولا آپ نے یہ کیا غضب کیا۔ آپ میرے بیٹے کے لاشے پر آئے۔

کہا: حُر کسی باپ کے دل میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اپنے جوان بیٹے کا لاشہ اٹھائے۔

ارے میں حسینؑ سے کیسے کہوں کہ مولا کسی میں طاقت نہیں ہے لیکن آپ ابھی یا علیؑ کہہ کے علی اکبرؑ کا لاشہ اٹھائیں گے۔

مجلس چہارم

عزیزان محترم سورۂ بنی اسرائیل کی نویں اور دسویں آیت کے ذیل میں یہ ہمارا چوتھا سلسلۂ گفتگو ہے۔ اس سلسلہ گفتگو کا عنوان ہے ''منصب ہدایت اور قران'' ان آیات میں پروردگار عالم نے یہ ارشاد فرمایا کہ: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ۔

یہ قران جو تمہارے پاس ہے یہ ہدایت کرتا ہے بہترین عقیدوں کی۔

وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ اور یہ مومنین کو خوش خبری سناتا ہے۔

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ وہ مومنین جو اچھے عمل کرتے ہیں۔ صالح کی جمع مونث ہے صالحات۔

وہ مومنین جو اچھے عمل کرتے ہیں انہیں یہ قران خوش خبری سناتا ہے۔ کس بات کی؟ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا۔ کہ ہم انہیں قیامت میں کبیر اجر دیں گے۔ کبیر کے معنی بڑا۔

وَّ اَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اور وہ لوگ جو آخرت پہ ایمان نہیں رکھتے اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ ہم نے ان کے لیے انتہائی دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ گفتگو کا چوتھا مرحلہ ہے اور ہر مرحلہ میں موضوع کے تقاضوں کو پورے ہوتے جانا ہے۔

یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ۔ وہ مومنین جو صالحات کرتے ہیں، اچھے عمل کرتے ہیں ان کو اللہ اجر کی خوش خبری سناتا ہے۔ اللہ نے مومن کو بغیر عملِ صالح کے بہت کم تسلیم کیا ہے۔ جو لوگ قران فہمی کا ذوق رکھتے ہیں ان کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔

مومن جو عمل صالح کرے۔ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ۔ کیا بھول گئے سورۂ نحل میں آواز دی:
مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ (آیت ۹۷) جو بھی عملِ صالح کرے وہ مرد ہو یا عورت ہو شرط یہ ہے کہ مومن ہو۔ اس آیت کو ذہن میں رکھنا بلکہ میں ایسی آیتیں پڑھ دوں جو میرے سننے والوں سے بہت قریب ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ وَالتِّيۡنِ وَ الزَّيۡتُوۡنِ ۙ وَ طُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ ۙ وَ هٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ ۙ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ۙ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَ ۙ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

اور اب تیسرا سورہ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ وَالۡعَصۡرِ ۙ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

ایمان لاؤ عمل صالح کرو۔ ایمان لاؤ عمل صالح کرو۔ یعنی کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ تنہا ایمان کافی نہیں ہے۔ ایمان کی کچھ شرطیں ہیں ان شرطوں کو پورا ہونا ہے۔

تم مجھ سے تیس سال سے قران مجید کی آیات سننے کے عادی ہو گئے ہو اور یہ میری مجبوری بھی ہے اس لیے کہ لوگ قران کو کافی سمجھتے ہیں۔

ابھی مجھے قائم علی شاہ صاحب نظر آئے تھے اور اب نظر نہیں آرہے ہیں، بھئی یہ تو ہے کہ قائم قائم ہے۔ لیکن کراچی والا قائم تو موجود ہے نا! قائم علی شاہ صاحب، اقبال حیدر صاحب اور دوسرے بزرگ جو یہاں موجود ہیں تو کیا میں ان کا شکریہ ادا کروں؟

میاں سنو! یہ لوگ وزیر رہے ہیں اور ان شاء اللہ پھر ہوں گے لیکن اس بات کو یہ ذہن میں رکھ لیں کہ وزارت چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ کبھی اس کے سر پر کبھی اس کے پر۔ تو اگر وزارت سے سرخرو ہونا چاہو تو وزارت سرخروئی نہیں کرتی۔ تمہاری عزت میں اضافہ ہوگا خدمتِ خلق سے اور ذکرِ حسینؑ میں شرکت سے۔

تو ایمان لاؤ اور عمل صالح کرو۔ تنہا ایمان کافی نہیں ہے جب تک کچھ شرائط ساتھ میں نہ ہوں۔ سورۂ عنکبوت ۲۹واں سورہ۔ اور اس سورہ کا آغاز۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ۔

کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ کہیں گے کہ ہم مومن ہو گئے تو ہم ان کا ایمان مان لیں گے؟...... نہیں ہم ان کا امتحان لیں گے۔

زبانی دعویٰ (کافی) نہیں ہے۔ ہم ان کا امتحان لیں گے تو پروردگار امتحان ہے کیا؟ اگر ساری آیتیں سنانی شروع کردی تو بڑا وقت چاہیے ہوگا لیکن کچھ تو سنتے جاؤ (کہ) مومنین سے اللہ نے کسی طریقے سے بات کی۔ سورہ حج میں کہنے لگا:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ارۡکَعُوۡا وَ اسۡجُدُوۡا وَ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمۡ وَ افۡعَلُوا الۡخَیۡرَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۚ﴿ۛ۷۷﴾ وَ جَاہِدُوۡا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ ۔ (آیات ۷۷۔۷۸)

اے ایمان لانے والو! رکوع کرو، سجدہ کرو، خیر کے کام کرو، جہاد کرو۔

سورۂ بقرہ میں آواز دی۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ (آیت ۱۵۳)

اے ایمان لانے والو! صبر سے مدد مانگو۔ صلوۃ سے مدد سے مانگو۔

پھر سورۂ بقرہ میں آواز دی: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ (آیت ۱۸۳)

ایمان لانے والو! ہم نے روزے کو واجب کردیا، روزہ رکھو۔

پھر آواز دی سورۂ بقرہ میں: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِصَاصُ (آیت ۱۷۸)

ہم نے قصاص کو بھی واجب کردیا۔

آگے بڑھتی جارہی ہے بات اور خداوندِ عالم صاحبانِ ایمان کو خطاب کررہا ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا، یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا، یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا، اے ایمان لانے والو!

اے ایمان لانے والو! اے ایمان لانے والو۔ اے کافرو! پورے قران میں نہیں ہے۔

اے منافقو! پورے قران میں نہیں ہے۔ اے مسلمانو! پورے قران میں نہیں ہے۔

پڑھے لکھے لوگ تشریف فرما ہیں بہت پڑھے لکھے شہر کا پڑھا لکھا مجمع تشریف فرما ہے۔ کوئی تو اٹھ کے اعتراض کرے کہ کیا یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ نہیں ہے؟ اے کافر!

نہیں اللہ نے نہیں کہا، قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔

حبیب تم بات کرو۔ قُلْ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

حبیب کہہ اے یہودیو! تو (خدا) جس سے خوش نہ ہو اس سے براہِ راست بات ہی نہیں کرتا۔

قُلْ: حبیب تو بات کر۔

اب پھر واپس چلو۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً

(سورۂ بقرہ آیت ۲۰۸) اے ایمان لانے والو! امن کے دائرے میں آ جاؤ۔ ایک دوسرے کے ساتھ مار کاٹ نہ کرو۔

قران ہے جو تمہاری خدمت میں ہدیہ کر رہا ہوں۔ کہنے لگا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ۔ (مائدہ ۳۵)

اے ایمان لانے والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اسی تک پہنچنے کے لیے وسیلہ بناؤ۔

میں نے امتحان لے لیا ایک جملہ سے اپنے سننے والوں کا۔ یہ جو نوجوان بیٹھے ہوئے خوش ہو رہے ہیں نا ان کا امتحان لے لیا۔ میں نے کیا ترجمہ کیا؟...... اے ایمان لانے والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وسیلہ بناؤ۔ میں نے یہ جملہ کہا یہ تمہارا امتحان تھا۔

نہیں وسیلہ بناؤ نہیں وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ۔ اس تک پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔

تمہارا کام تلاش کرنا ہے بنانا نہیں ہے۔ اس تک وسیلے کے بغیر نہیں پہنچو گے۔ تمہارا کام وسیلہ بنانا نہیں ہے، وسیلے کو تلاش کرنا ہے تو گزارش یہی ہے۔ دست بستہ کہ یا اللہ مدد کے ہم بھی منکر نہیں ہیں لیکن کبھی کبھی اس آیت پر بھی تو نگاہ ڈال لیا کرو۔

اسی سورہ مائدہ میں کہا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (آیت ۵۴)

اے ایمان لانے والو! اگر تم میں سے کوئی مرتد ہوجائے تو ہوجائے ہمیں فکر نہیں ہے۔ (اگر قرآن نے کہا منافق ہے تو پھر ہے۔ اگر قرآن نے کہا کہ مومن ہے تو پھر ہے۔ اگر قرآن نے کہا کہ کوئی کافر ہے تو پھر ہے۔ قرآن مومنوں پہ بات نہیں کرتا۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ کوئی مرتد ہوجائے تو ہوجائے ہمیں پرواہ نہیں ہے تو کوئی نہ کوئی تو مرتد ہوا ہوگا نا!)

میں نے پوری آیت نہیں پڑھی لیکن اس آیت کے ترجمے پر ایک بار پھر غور کرلو۔ اے ایمان لانے والو! اگر کوئی مرتد ہوتا ہے یعنی دین سے باہر جاتا ہے، چلا جائے ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے اللہ کے پاس تو ایک قوم ہے اور اس قوم کی خصوصیت کیا ہے

يُحِبُّهُمْ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ وَيُحِبُّونَهٗ اور اللہ اور رسولؐ اسے دوست رکھتے ہیں۔ تو مرتد ہوجاؤ تو ہوجاؤ ہمارے پاس تو ایسا ہے۔

اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ (مرتد) کون ہے یہ میرا مسئلہ نہیں ہے کہ مرتد کون ہے لیکن ایک بات سمجھ میں آ گئی۔ اللہ کہتا ہے کہ مرتد ہوجاؤ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے ہمارے پاس ایک ایسا ہے جو ہمارا محب، ہمارا محبوب ہے۔ اب اگر یہ محبّ اور محبوب سمجھ میں آ گیا تو مرتد بھی سمجھ میں آ جائے گا۔

میرے نبیؐ نے کہا: کل اسے علم دوں گا جو خدا کو دوست رکھتا ہوگا خدا اسے دوست رکھتا ہے۔ سورۂ انفال آٹھواں سورہ قرآن مجید کا:

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (آیت ۲۴)

اے ایمان لانے والو! اگر رسولؐ پکارے فوراً لبیک کہو۔ اگر نماز کے لیے پکارے فوراً آؤ۔ اگر روزے کے لیے پکارے فوراً روزہ رکھو۔ اگر حج کے لیے پکارے فوراً حج کرو یعنی رسول جو کہتا جائے وہ کرتے جاؤ اور اگر کبھی جنگ میں پکارلے تو اسے لبیک کہنا۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا کی بہت آیتیں ہیں میرے پاس لیکن مجھے آگے جانا ہے۔ ایمان لانے والو! یہ کرو۔ ایمان لانے والو! یہ کرو۔ ایمان لانے والو! یہ کرو۔ یہی ہے نا ایمان لانے والوں سے خطاب: نتیجہ کیا ہے؟

نتیجہ یہ ہے کہ ہمیں چلنا ہے اس کی مرضی پر۔

یہ خلاصہ ہے پوری گفتگو کا۔ ہمیں چلنا ہے اس کی مرضی پر ہمیں عمل کرنا ہے اس کے قانون پر۔ دیکھو تم جس ملک میں ہو تمہیں اس کے قانون پر عمل کرنا ہے۔ اگر کوئی جرم کرے اور عدالت میں جا کر کہہ دے کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ جرم ہے تو بچے گا نہیں۔ معلوم کرنا ضروری ہے۔

تو اب اللہ کی مرضی معلوم کرو کہ ہے کیا۔

میں ذرا سا بات کو بدل دوں۔ دیکھو اس بات کو یاد رکھنا کہ تمہاری تخلیق کے سبب تمہارے والدین ہیں۔ والدین نے تمہیں خلق کیا۔ ظاہری خلقت، مجازی خلقت۔ وسیلہ بنے ہیں اس دنیا میں تمہاری اس خلقت کا تمہارے والدین۔ جب تم تھوڑے سے بڑے ہوئے تو اب ماں کو بھی فکر ہے کہ بچہ اچھی تعلیم حاصل کرلے، اچھی تربیت حاصل کرلے۔ باپ بھی یہی چاہتا ہے کہ اس کی تعلیم بہت اچھی ہو جائے، اس کی تربیت بہت اچھی ہو جائے۔

کس کی خواہش ہے؟...... باپ کی، ماں کی۔

یہ ہیں کون؟...... تمہارے مجازی خالق۔ تو کیا اس حقیقی خالق کی یہ خواہش نہیں ہوگی کہ بندہ پڑھ جائے اور اچھا ہو جائے...... بھئی! اسی پڑھانے کا نام تو ہدایت ہے۔

اور یہی کہا اس آیت میں: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ۔ میں موضوع سے متصل ہو گیا۔ تمہید اسی موضوع کے لیے تھی۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ۔

یہ کتاب ہم نے بھیجی ہی اس لیے ہے کہ یہ ہدایت کرے بہترین عقیدوں کی، یہ ہدایت کرے بہترین علوم کی، یہ ہدایت کرے بہترین فلسفوں کی۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا۔ اور یہ قران، یہ کتاب خوشخبری سناتی ہے ان لوگوں کو جو مومنین ہیں اور اچھا عمل کرتے ہیں۔

کیا خوش خبری سناتی ہے؟...... اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا۔ اور یہ قران خوش خبری سناتا ہے

ان مومنین کو جو صالحات پر عمل کرتے ہیں۔

مجھے اجازت دیتے ہو کہ ویسے بات کروں جیسے میرا دل چاہ رہا ہے۔ تو ایک آیت اور سنتے جاؤ۔ سورۂ توبہ نواں سورہ قران مجید کا اور اس سورہ کی بیسویں آیت۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں جان و مال سے ان کا درجہ بہت بڑا ہے۔ صرف مومن کا نہیں...... جو ہجرت کرے اور جہاد کرے۔ جہاں جہاد ہے وہیں ہجرت ہے، جہاں ہجرت ہے وہاں جہاد ہے۔ تو اگر ہجرت کر جاؤ اور جہاد نہ کرو۔

کس کے لیے جنت ہے؟ مومن ہو، مہاجر ہو، مجاہد ہو۔

ایمان ہے، ہجرت ان لوگوں نے کی تھی اور جہاد بھی ان لوگوں نے کیا تھا۔ تو میں اب تم سے پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ ہجرت تو ختم ہوگئی۔ اس لیے کہ نبیؐ نے جو بڑی ہجرت فرمائی تھی اس ہجرت کا بڑا ثواب تھا۔ جب بیشتر مسلمان ہجرت کر گئے (ہجرت کے معنی جانتے ہو؟...... چھوڑ کر چلا جانا)

جب ہجرت کر گئے تو اب میرے نبیؐ نے مدینہ میں اعلان کیا: لا هجرة بعد الهجرة۔ بس ہجرت ہوگئی اب کوئی ہجرت نہیں ہے۔ اور اب اس کا کوئی ثواب نہیں ہے۔

فتح مکہ کے بعد میرے نبیؐ نے ارشاد فرمایا اور صحیح کتابوں میں روایت لکھی ہوئی ہے۔ لا هجرة بعد الفتح۔ اب تو مکہ بھی فتح ہوگیا۔ اب کوئی ہجرت نہیں ہے۔

تو واقعہ وقتی تھا اور ہمیشہ رہنے والی کتاب میں رکھ دیا۔ ہجرت تو ختم ہوگئی اب اس آیت سے کیسے فائدہ اٹھائیں۔ جہاد ختم ہوگیا اب اس آیت سے کیسے فائدہ اٹھائیں تو اب ہجرت ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف جانا نہیں ہے۔ ہجرت جانا ہے بدی سے نیکی کی طرف۔

بڑا دقیق مرحلۂ فکر تھا اور میں چاہ رہا تھا کہ قران مجید کا یہ رخ میرے سننے والوں کے ذہن میں محفوظ ہوجائے کہ قران زمانی کتاب نہیں ہے۔ ہمیشہ رہنے والی کتاب ہے۔ جب

ہمیشہ رہنے والی کتاب ہے تو آیت کے Interpretation بدلتے رہیں گے۔ اب ہجرت ایک بستی سے نکل کر دوسری بستی میں جانا نہیں ہے۔ ہجرت سفر ہے برائی سے نیکی کی طرف، شر سے خیر کی طرف، جہالت سے علم کی طرف۔

یہاں تک آ گئے...... اب جہاد!...... اس لیے کہ شرطِ جہاد بھی ہے، ہجرت کرو، جہاد کرو۔ تو اب تلوار لے کے پیچھے گھومنا نہیں ہے، تخریب کاری کا نام جہاد نہیں ہے، دہشت گردی کا نام جہاد نہیں ہے۔ جہاد یہ ہے کہ اگر معاشرہ بگڑ جائے تو لڑ جاؤ معاشرے سے۔

ہجرت سمجھ میں آ گئی؟...... شر سے خیر کی طرف جانا۔

جہاد سمجھ میں آ گیا؟...... معاشرہ کی برائیوں سے ٹکرا جانا۔

اسی بات کو کہا۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا۔

ہم نے مومنین کے لیے اجرِ کبیر رکھا ہے۔ کبیر...... بڑا۔

اکبر سب سے بڑا ہے Superlative degree ہے۔

تو جنت ہے کبیر۔ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا۔

اور کوئی چیز ہے اکبر۔ بتلاؤں کہ کیا ہے۔ پھر آیت پڑھ رہا ہوں۔ پوری آیت نہیں پڑھوں گا۔ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ (سورہ توبہ آیت ۷۲) اللہ کی مرضی اکبر ہے۔

جنت کبیر ہے وہ اکبر ہے۔

مجھے بتلاؤ کہ یہ مشکل مسائل میں اگر تمہارے سامنے بیان نہ کروں تو پھر کس کے سامنے جا کے بیان کروں۔ یہ جملہ بھی واضح نہیں ہوا۔ تم بابِ مدینة العلم پہ بیٹھے ہو تو اگر یہ علمی گفتگو تم سے نہ ہو تو پھر کس سے ہو۔ جنت ہے کبیر اور کوئی شے ہے اکبر۔

وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ اللہ کی مرضی اکبر ہے۔ جنت کبیر ہے۔

جاؤ تاریخ میں میرے علیؑ کے جملے کو دیکھو: ۔ ایک نماز تیری جنت کے لیے نہیں پڑھی، ایک سجدہ تیری جنت کے لیے نہیں کیا، ایک روزہ تیری جنت کے لیے نہیں رکھا، ایک

حج تیری جنت کے لیے نہیں بل وجدتک عین العبادہ فاعبدتک۔

تجھے عبادت کا اہل پایا تو تیرے لیے نماز پڑھی، روزہ رکھا، حج کیا، جہاد کیا۔

علیؑ نے جنت کے لیے ایک عبادت بھی نہیں کی۔ تو جنت تو چاہیے ہی نہیں۔

جنت ہے کبیر۔ مرضی ہے اکبر، بڑی چیز۔ تو اسے دیدے۔

کہا: سو جاؤ تو مرضی بھی دے دوں گا۔

مذاق نہیں ہے رسولؐ کے بستر پر سو جانا۔

امِ حبیبہؓ ام المومنین ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ کی زوجۂ مکرمہ ہیں اور ان کے والد ابوسفیان سب واقف ہیں کہ وہ اسلام کے کتنے بڑے دشمن گزرے ہیں۔ اب آج انہیں مشرف بہ اسلام کر دیا جائے تو میں کیا کروں؟

باپ بیٹی سے ملنے کے لیے آئے۔ بستر بچھا ہوا تھا۔ جیسے ہی بیٹی کی نگاہ باپ پر پڑی بستر لپیٹ دیا۔ کہا: بیٹی لوگ تو باپ کے لیے اور مہمانوں کے لیے بستر بچھا دیتے تو نے یہ بستر لپیٹ کیوں دیا۔

کہا: یہ میرے رسولؐ کا بستر ہے اس پر کوئی گنہ گار بیٹھ نہیں سکتا۔ اور ہجرت کی رات بیٹھنا نہیں ہے سونا ہے۔ ایک جملہ میں اور کہہ دوں۔

یا رسول اللہؐ جبریلؑ پیغام لائے ہیں کہ ہجرت کر جائیے تو جبرئیلؑ کو ہی پکڑ کر سلا دیں اپنے بستر پر۔

اسے میرے محترم سننے والوں نے مزاح treet کیا۔ کیا بھول گئے:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (سورۂ مریم آیت ۱۷)

جبرئیل مریمؑ کے پاس آئے تھے تو مکمل مرد کی صورت میں آئے تھے۔ تو حکم دیجیے جبرئیلؑ کو کہ وہ آدمی بنیں اور آپ کے بستر پر سو جائیں (کبھی تفصیلی گفتگو ہوگی)۔

کہا: نہیں بھئی یہ ہے محمدؐ کا بستر۔ اس پر یا محمدؐ سوئے یا محمدؐ جیسا سوئے۔

واپس چلو: يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصّٰلِحٰتِ۔

خوش خبری ہے مومن کے لیے، عمل صالح کرنے والے کے لیے۔

عمل صالح کس کو کہتے ہیں؟ تقویٰ۔ تو اب دو کے لیے خوش خبری ہے۔ مومنین ہوں ان کے لیے خوش خبری ہے۔ متقین ہوں ان کے لیے خوش خبری ہے۔

خوش خبری کس کے لیے ہے؟ یا مومنین کے لیے ہے یا متقین کے لیے۔ تو خوش خبری مومنین کے لیے ہے تو کوئی امام المومنین ہے اور خوش خبری متقین کے لیے ہے تو کوئی امام المتقین ہے۔

امام المتقین پوری تاریخ میں میرے نبیؐ نے علیؑ کے علاوہ کسی اور کو نہیں کیا، علیؑ ہے متقین کا امام۔ اب میں آیت پڑھوں۔

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ ہم ہر ایک کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ تو متقین کسی اور کے ساتھ تو جا نہیں سکتے۔

علیؑ ہیں امام المتقین جانا ان ہی کے ساتھ ہے لیکن یہ جملہ اب میں کیسے کہوں اور کس طریقے سے اپنے سننے والوں تک پہنچاؤں۔ امام المتقین علیؑ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔

قران ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ علیؑ ہے امام المتقین۔ رسول جاتے وقت ان ہی دو کو تو چھوڑ گئے تھے۔

تو جہاں مرضی ہو وہاں امام المتقین ہے۔ علیؑ کے پاس پوری مرضی امام المتقین قران کے پاس پورا علم هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ اب مرضی کی اہمیت سمجھ میں آئی کہ اللہ کی مرضی کیا ہے؟ تم نے ابھی علیؑ کا کمال دیکھا کہ اللہ کی مرضی لے لی۔ اور اب تمہیں آیت سناؤں۔ دوسرے پارے کی آیت: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۴۴) ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم بار بار آسمان کی طرف دیکھ رہے ہو۔ اب ہم تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے تم راضی ہو۔

یہ ہے مقامِ محمدؐ عربی۔ نماز اللہ کی مرضی محمدؐ کی۔

سورۂ والضحیٰ میں آواز دی: وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔

حبیب تمہیں اتنی نعمتیں دیں گے کہ تم ہم سے راضی ہو جاؤ گے۔

بارہا یہ آیۂ مبارکہ میں نے یہاں Quote کی ہے۔تو مرضی علیؑ کے پاس، مرضی محمدؐ کے پاس۔

اور اب سورۂ نور چوبیسواں سورہ قران مجید کا: اس سورہ کی ۵۵ ویں آیت۔

بڑی مشہور آیت ہے اور اس آیت کا نام ہے آیۂ استخلاف۔ خلافت والی آیت۔

ہر ایک کو پسند ہے خلافت والی آیت۔ بڑے گھٹنے ٹیکے گئے ہیں اس آیت پر۔ اور علمائے کرام نے بڑا زور اپنے علم کا صرف کیا ہے اس آیۂ مبارکہ پر۔ کہتے ہیں خلافت! ...... یہ آیت دیکھ لو تو اب یہ آیت مجھ سے بھی دیکھ لو۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔

اللہ نے مومنین سے اور عملِ صالح کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں خلیفہ بنائے گا تم نہیں بناؤ گے۔

جاؤ اگر میں نے ترجمے میں ڈنڈی ماری ہے تو کل پھر آؤں گا دیکھ کے آنا ترجمے کو۔

ایک جملہ ہدیہ کر جاؤں ...... شاہ صاحب کا نام قائم ہے اور بڑا متبرک نام ہے۔ اور ہمارا بارہواں اس کا لقب ہے قائم ۔تو ایک جملہ اس قائم کے لیے میں کہنا چاہ رہا ہوں جو نائب ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔ اللہ نے وعدہ کیا تم میں سے۔ کن سے؟ جو پرانے ایمان لانے والے ہیں، پرانے مومن ہیں اور پرانے متقی ہیں۔ کیا وعدہ کیا ہے؟ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ کہ وہ انہیں خلیفہ بنائے گا۔

لوگ ہیں ماضی کے۔ بنائے گا مستقبل میں۔ اب ماضی کا انسان مستقبل میں اسی وقت خلیفہ ہو سکتا ہے جب عمر لمبی ہو جائے۔

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔

جیسا کہ اللہ پچھلی قوموں میں خلیفہ بناتا رہا ہے۔ امتیں نہیں بناتی رہیں۔ اللہ بناتا رہا

ہے ویسا ہی اللہ اس امت میں پچھلی سیرت کے مطابق خلیفہ بنائے گا۔

یہ آیۂ مبارکہ چاہ رہا ہوں کہ آسانی سے حل ہو جائے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ

(جب وہ خلیفہ بن جائے گا ماضی والا مستقبل میں) اس کے لیے میں دین کو اس زمین پہ مضبوط کروں گا۔ کون سا دین؟ مرتضیٰ۔ جسے اللہ پسند کرے۔

مرتضیٰ جس سے اللہ راضی ہو۔ اللہ اس دین کو قائم کرے گا جس سے اللہ راضی ہو، تو دین کی دو قسمیں تو خود بخود نکل آئیں ایک وہ جس سے اللہ راضی ہو اور وہ جس سے اللہ راضی نہ ہو۔

اب کیسے پتہ چلائیں کہ وہ کون سا دین ہے جس سے اللہ راضی ہے اور وہ کیا ہے جس سے اللہ راضی نہیں ہے۔ کچھ نہیں معلوم لیکن غدیر کی آیت نے کہا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

اسی منبر سے کئی سال پہلے میں نے ایک جملہ کہا تھا اور وہ جملہ تمہیں ہدیہ کردوں پھر آگے بڑھ جاؤں۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ اَلْيَوْمَ آج میں تمہارے دینِ اسلام سے راضی ہوگیا۔ کل تک؟!

اَلْيَوْمَ یہ لفظ لگا ہوا ہے۔ بڑا decisive لفظ ہے، بڑا فیصلہ کن لفظ ہے۔

آج میں تمہارے دین اسلام سے راضی ہوا۔ آج ہوا کل تک کی ذمہ داری نہیں ہے۔

اب یہ آج کون سے سرخاب کے پر لگ گئے کہ اللہ آج راضی ہوگیا؟ تو مجھے ایک جملہ کہنے کی اجازت دو کہ کل تک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تھا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تھا لیکن اللہ راضی نہیں تھا۔ علی ولی اللہ آیا اللہ راضی ہوگیا۔

مرتضیٰ جس سے اللہ راضی ہوجائے۔ دو ہی تو مرتضیٰ ہیں پوری تاریخ میں۔ یا دین مرتضیٰ ہے یا علیؑ مرتضیٰ ہے۔ کیا علیؑ مرتضیٰ نہیں کہا جاتا؟...... کیا سب نہیں کہتے؟ صرف ہم

تھوڑی کہتے ہیں۔ سب کہتے ہیں علیؑ مرتضیٰ۔ تو دین مرتضیٰ جس سے اللہ راضی ہے۔ علیؑ مرتضیٰ جس سے اللہ راضی ہے تو اگر علیؑ مرتضیٰ ہے اور اس سے اللہ راضی ہے تو اس کے لیے یہ دعا نہیں ہوگی کہ اللہ ان سے راضی ہو جائے۔

اور اب گفتگو کا خلاصہ۔ آغاز سے انجام کو ملا لو۔ میں نے سورۂ مائدہ کی آیت پڑھی۔ جہاں رضا ہوگی وہاں محبت ہوگی۔ لا عطين رايت غداً رجلا كراراً غير فرارٍ يحب الله ورسول ويحبه الله والرسول لا يرجع حتى يفتح الله بين يديه۔

ایک version پڑھا ہے۔ کئی ورژنوں سے آئی ہے روایت۔ خدا اور رسولؐ اس کے دوست ہیں وہ خدا اور رسول کا دوست ہے۔ علم کل اس کو دوں گا۔

یہ کس دن کی بات ہو رہی ہے۔ خیبر کے دن کی۔ اچھا تو خیبر کے دن کیا کہا۔ کہ علم اسے دوں گا جو رجل ہوگا، کرار ہوگا غیر فرار ہوگا۔ خدا و رسول کا دوست ہوگا۔ خدا و رسول اسے دوست رکھتے ہوں گے۔

جاؤ اب ایک روایت دیکھنا۔ یہ روایت سنو اور مجھے اجازت دیدو۔ آج میں نے آیتوں کی نسبت روایتوں کی تعداد تھوڑی سی بڑھا دی ہے۔

پیغمبر اکرمؐ قیامت کے حالات بیان کر رہے تھے۔ ان حالات کو کیا تفصیل سے تمہارے سامنے بیان کروں کہ آفتاب سوا نیزے پر ہوگا، لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے، سینے تک پسینہ آجائے گا۔ کتنی شدت کی گرمی ہوگی۔

کسی نے کہا: رسول اللہ پھر ہم کیا کریں۔

کہا: دیکھو میری لواء الحمد کی چھاؤں میں آجانا۔

لو اء الحمد ۔حمد کا پرچم۔ تو یا رسول اللہ لواء الحمد کی چھاؤں میں کتنے آئیں گے؟

کہا: تمہیں اس کی لمبائی چوڑائی کا اندازہ ہے۔ اس کا پھریرا مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ہوگا۔

اور اس کے بعد میرے نبیؐ کا جملہ سنو گے؟

آدمُ ومن دونه تحت لوائی۔ کیا سمجھتے ہو تم اس علَم کو۔ پوری مخلوق آدمؑ سے لے کر اولادِ آدم تک دھوپ سے بچنے کے لیے میرے علم کی چھاؤں میں آجائے گی۔

کہنے لگے: من یحمل تلك اللواء۔ اللہ کے رسولؐ ایسا علم اٹھائے گا کون؟

فرمانے لگے: وہی اٹھائے گا جس نے خیبر میں اٹھایا تھا۔

Message سب کے لیے۔ اگر دھوپ سے بچنا چاہتے ہو تو دنیا ہی میں علم کے سائے میں آجاؤ۔

اب گفتگو Sum up ہو جائے۔ کہنے لگا: فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا۔

حبیب تیری مرضی میری مرضی، میری مرضی تیری مرضی۔

وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ حبیب تیری مرضی میری مرضی، میری مرضی تیری مرضی یہ پیمبر ہیں۔

علیؑ ...... وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ۔ بندوں میں ایک ہے جس نے مرضی خریدی نفس بیچا۔

مرضی پر دو آیتیں ہو گئیں۔ اب آیت تو پڑھوں گا لیکن ایک روایت بیچ میں سنتے جاؤ۔ میرے نبیؐ نے کہا اور صحیح کتابوں میں ہے۔

ان اللہ یبغض بغضبھا ویرمن برمنا ھا۔ تم کیا سمجھتے ہو فاطمہؑ کو اس کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے اس کی رضا سے اللہ راضی ہو جاتا ہے۔

رضائے رسولؐ، رضائے علیؑ، رضائے فاطمہؑ۔ اور اب آیت کا ترجمہ ابھی نہیں کروں گا۔ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

حسینؑ واپس آجا ایسی کیفیت میں واپس آ کہ ہم تجھ سے راضی ہیں۔

ہم کیا سمجھیں گے حسینؑ کو؟ خدا کی قسم نہیں سمجھ سکتے۔ حسینؑ کو اگر سمجھا تو حسینؑ کے ساتھیوں نے سمجھا۔ اب ساتھیوں کا تذکرہ آ گیا ہے تو جی چاہتا تھا کہ حسینؑ کے ساتھیوں پر تفصیلی گفتگو ہو جائے لیکن اب وقت کہاں ہے۔

زہیر ابن قین کو جانتے ہو؟...... زہیر نام ہے، قین کے بیٹے ہیں۔ ان کا بھائی تھا علی ابن قین یہ دونوں کربلا کے میدان میں تھے۔ زہیر یہ نہیں چاہتے تھے کہ حسینؑ سے سامنا ہو۔ وہ بھی واپس آرہے تھے مکہ سے۔ حسینؑ بھی آرہے تھے مکہ سے کوفہ کی طرف۔ راستے میں زہیر دور خیمہ لگایا کرتے تھے تاکہ حسینؑ سے ٹکراؤ نہ ہو جائے۔ اتفاقِ وقت کہ ایک ہی جگہ خیمے لگ گئے۔ جب خیمے لگے تو حسینؑ نے علی اکبرؑ کو بلایا اور کہا کہ جاؤ زہیر کو بلا کر لاؤ۔

جب علی اکبرؑ زہیر کے دروازے پر پہنچے ہیں اور پیغام بھجوایا کہ حسینؑ کا قاصد آیا ہے تو زہیر ابن قین گھبرا گئے کہ میں کیسے انکار کروں اس لیے کہ میں تو ملنا بھی نہیں چاہتا۔ تاریخ ہے تاریخ۔

بیوی نے کہا: نہیں فرزندِ رسولؐ ہے تمھیں مل لینا چاہیے۔

ابھی بیوی اور زہیر ابن قین میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے میں ملازم نے آکر کہا کہ آپ کو بلانے کے لیے کوئی اور نہیں آیا ہے علی اکبرؑ آئے ہیں۔

زہیر نے کھانا رکھ دیا کہا: حسینؑ کا بیٹا میرے دروازے پر!!

باہر نکلے سلام کیا۔ علی اکبرؑ نے کہا: میرے بابا نے یاد کیا ہے۔

کہا: فرزندِ رسولؐ میں آرہا ہوں۔

واپس آئے بیوی نے کہا: اتنی جلدی کیسے بدل گئے؟

کہا: جب میں نے علی اکبرؑ کو دیکھا تو دیکھا کہ اس کی آنکھیں میرے رسولؐ کی آنکھوں کی طرح گھوم رہی ہیں۔

آئے آنے کے بعد غلاموں سے کہا: تم سب اللہ کی راہ میں آزاد ہو۔

دوستوں سے کہا: جاؤ تم اپنے قافلے کو لے کر جاؤ اور جو میرے ساتھ مرنے کے لیے آنا چاہے وہ آجائے۔

بیوی سے کہا: تجھے طلاق دی۔

کہا: مجھے طلاق دے رہے ہو۔ میں نے تو آمادہ کیا تھا حسینؑ سے ملنے کے لیے!

کہا: مجھے معلوم ہے کہ زمانہ تجھ سے دشمنی کرے گا اس لیے تجھے اپنے آپ سے الگ کر رہا ہوں۔

آ گئے حسینؑ کے پاس۔

حسینؑ ابن علیؑ جب ظہر کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے ہیں تو ادھر سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ سعید ابن عبد اللہ اور زہیر قین نے اپنے سینے آگے کر دیے۔

دیکھو تلوار چلانا آسان ہے۔ تیروں کو سینے پر روکنا، سر پہ روکنا، آنکھوں پہ روکنا بہت مشکل کام ہے۔ ادھر حسینؑ کی نماز ختم ہوئی اور ادھر سعید نے کہا: السلام علیک یا ابا عبد اللہ۔

مولا کیا میں حق ادا کر کے جا رہا ہوں۔

مولا نے کہا: ہاں سعید تم نے حقِ نصرت ادا کر دیا۔

پھر زہیر ابن قین میدان میں گئے۔ حملہ کیا، جنگ کی، شہید ہوئے۔ حسینؑ لاشہ لائے۔ کربلا کا واقعہ گزر گیا۔ وہ بی بی جسے طلاق دی تھی وہ بی بی بھی سمجھتی تھی کہ طلاق کیا ہے۔ یہ تو ایک بہانہ ہے مجھے الگ کرنے کا۔ جب کربلا کے واقعے کی خبر اسے مل گئی کہ کل مار دیے گئے تو اس نے اپنے غلام کو بلایا اور کہا کہ یہ کفن لے اور جا میدان کربلا میں۔

حسینؑ تو امام ہیں، رسول کے نواسے ہیں، علیؑ کے وارث، فاطمہؑ کے بیٹے ہیں انہیں تو کسی نہ کسی نے کفن دیدیا ہوگا مگر میرے زہیر کو کفن کون دے گا۔ جا یہ کفن لے جا اور اپنے آقا کو یہ کفن پہنا کے دفن کر دے۔

غلام گیا اسی دن واپس آ گیا۔ کہا: دفن کر دیا؟

کہا: بی بی! یہ کفن لایا ہوں۔

کہا: کیسا غلام ہے کہ تو نے اپنے آقا کو دفن نہیں کیا۔

کہا: بی بی تم نے یہ ایک کفن دیا تھا۔ میں نے حسینؑ کے لاشے کو دیکھا جو بے کفن تھا اب میں اپنے آقا کو کفن پہناتا یا حسینؑ کو اس لیے یہ کفن واپس لے آیا ہوں۔

مجلس پنجم

عزیزانِ محترم وقت بہت تیزی کے ساتھ گزر رہا ہے اور ہم ابھی اپنے موضوع کے آغاز میں ہیں۔ وہ آیۂ مبارکہ جس کی تلاوت کا شرف روزانہ حاصل کیا جارہا ہے وہ سورۂ بنی اسرائیل کی نویں آیت ہے اور میں نے سرنامۂ کلام میں دو آیتوں کو رکھا ہے نویں اور دسویں۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ یہ قران ہدایت کرتا ہے ان باتوں کی جو نہایت مضبوط ہیں وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اور یہ قران ان مومنین کو خوشخبری سناتا ہے جو اچھے عمل کرتے ہیں۔ وہ خوش خبری یہ ہے کہ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا۔ انہیں قیامت میں ہم بڑا اجر دیں گے جنت عطا کریں گے۔ وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ ہم انہیں قیامت کے دن انتہائی دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے۔

ہر انسان کا مزاج ہے کہ وہ فائدے کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور نقصان سے بچنا چاہتا ہے۔ یعنی دنیا کے کسی بھی مذہب کا انسان ہو اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ اس کے مزاج میں ہے جلبِ منفعت۔ منفعت کو حاصل کرو۔ اور اس کے مزاج میں ہے دفعِ ضرر۔ ضرر کو دفع کرو۔ فائدہ لو، نقصان ڈھکیل دو۔ نقصان قریب نہ آنے پائے، فائدہ حاصل ہو جائے۔

دنیا کے سب سے بڑے فائدے کا نام ہے جنت اور دنیا کے سب سے بڑے نقصان کا نام ہے جہنم۔ کتنے صاف اور کتنے آسان لفظوں میں خدا نے تمہیں متوجہ کیا ہے

کہ جو مومن ہوگا، عملِ صالح کرے گا اسے جنت عطا کریں گے۔ جو کافر ہوگا آخرت کا منکر ہوگا اسے جہنم عطا کریں گے۔

دنیا کی کوئی سائنس، دنیا کا کوئی فلسفہ، دنیا کا کوئی علم یہ نہیں بتلاتا کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ بڑے بڑے فلسفی گزر گئے، حیات و کائنات کے مسائل میں، بڑے بڑے ٹامک ٹوئیاں مارنے والے گزر گئے لیکن کوئی یہ نہ بتا سکا کہ مرنے کے بعد ہوگا کیا؟

مرنے کے بعد سے لے کر قیامت تک کیا ہونے والا ہے کسی کو کچھ نہیں معلوم۔

موت، موت کے بعد دفن، دفن کے بعد منکر نکیر کا آنا، منکر نکیر کے بعد فشارِ قبر، کتنے مراحل ہیں پھر برزخ کی زندگی اور برزخ کی زندگی کے بعد اٹھایا جانا، پھر صراط، پھر میزان، پھر جنت، پھر جہنم۔ کتنے مرحلے ہیں۔ کسی مرحلے میں کسی سائنسدان کا کوئی بیان دکھلا دو۔ بس ایک ہی بتلا سکتا ہے ان مرحلوں کو جو دیکھ کے آیا ہو۔

کتنا آسان کیا ہے میں نے مسئلہ کو۔ ایک ہی بتلا سکتا ہے جو دیکھ کے آیا ہو اور وہ ہم نہیں ہیں اس لیے کہ ہم جب دیکھنے کے لیے جاتے ہیں تو واپس نہیں آتے۔ بس ایک ہی تھا کہ زنجیرِ در ہلتی رہی، گیا بھی اور آیا بھی۔

(حجت الاسلام والمسلمین سیّد آقائے بہاء الدینی اپنے رفقاء کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور میرا جی چاہ رہا تھا کہ دو جملے ان کی خدمت میں بھی عرض کروں لیکن اپنے سینے میں حوصلہ نہیں پا رہا۔ لیکن اتنا تو عرض کر دوں نا۔

یک کلمہ گفتی وان کلمہ ان بود کہ بعد از موت چہ خواہد شد کسے ہیچ نمی دانند۔ موت، سوالِ منکر و نکیر، فشارِ قبر، صراط، میزان، ہیچ کس بلا بید کہ چہ است۔ وچرا بلد نیست چون کہ چرا کہ رفتے برنہ گشتی۔ چرا کہ رفت۔ رفت۔ فقط یک بود کہ یک مرتبہ دید بعد آمد وان صاحب معراج است...... میں نے خلاصہ کیا آغا اردو سمجھتے ہیں۔)

اچھا تو کوئی بتانے والا نہیں ہے۔ اللہ اگر بتائے تو بتائے اور وہ براہِ راست بتاتا نہیں ہے میں نے کہا کہ جاؤ اللہ سے پوچھ لو کہ مرنے کے بعد ہوگا کیا؟ بھئی! جو دائیں بائیں مُلّا

بیٹھے ہوئے ہیں ان سے جا کر پوچھو۔ کہ تم تو بڑے ولی اللہ ہو ذرا اللہ سے پوچھ کے بتا دو کہ مرنے کے بعد ہونے والا کیا ہے۔ مُلّا جھنجلا کے کہے گا کہ ہم پوچھ تو لیں لیکن اللہ ہم کو براہِ راست جواب نہیں دیتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ بھی وسیلہ ہی کا قائل ہے۔

اب یہ سارے سوالات جو میں نے مختصراً تمہارے سامنے پیش کئے ہیں وہ ٹکے ہوئے ہیں وحی الٰہی پر۔ اور اللہ وحی کرنے میں بخل نہیں کرتا۔ واوحیٰ کل فی سمآءٍ امرھا۔ (سورہ فصلت آیت ۱۲) اللہ نے آسمانوں پر وحی کردی کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی لَهَا (سورۃ الزلزال آیت ۵) اللہ نے زمین پہ وحی کی کہ تجھے کیا کرنا ہے۔

آسمان پہ وحی آئی، زمین پہ وحی آئی وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۙ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ (سورۂ نحل آیات ۶۸۔۶۹)

ہم نے شہد کی مکھی پر وحی کی کہ جا اونچے اونچے مقامات پر اپنے مکان بنا۔ پہاڑوں پہ جا کے اپنے مکان بنا اور جا كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اور دنیا میں جتنے بھی پھل پھول ہیں ان سے اپنے عرق کو حاصل کر۔ (ایک لفظ تمہیں ہدیہ کر رہا ہوں كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ۔ کل کے معنی معلوم ہیں؟ کل کے معنی 100 Percent كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ۔ یہ وحی ہو رہی ہے شہد کی مکھی پر۔ جا شہد کی مکھی جا اور دنیا میں جتنے پھل ہیں اور جتنے پھول ہیں ان سب سے عرق کو حاصل کر۔ کیا یہ شرط ہے کہ جو اچھے ہوں ان سے عرق کو حاصل کرنا جو زہریلے ہوں ان سے عرق کو حاصل نہ کرنا۔ آیت میں ہے کہیں؟ ___ اچھا ہو اس سے بھی لے، زہریلا ہو اس سے بھی لے)۔

یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ۔ اس کے پیٹ سے ایک مشروب نکلتا ہے جس کے مختلف رنگ ہیں فیه شفاءٌ للناس۔ اور وہ ہے انسانیت کے لیے شفا۔ تو یہ تھا

زہریلے پودے سے اور پیٹ میں جا کر شفا بن گیا۔ وہ کون ہے جو مکھی کے پیٹ میں زہر کو شفا بنا رہا ہے۔ یہی تو نشانی ہے۔

تو ہم نے آسمانوں پہ وحی کی، ہم نے زمین پہ وحی کی ہم نے شہد کی مکھی پہ وحی کی۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ (سورۂ قصص آیت ۷) ہم نے موسیٰؑ کی ماں پہ وحی کی کہ اسے دودھ پلا۔

ہر ماں دودھ پلاتی ہے یہ الگ سے کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ کبھی پھر سہی یہ سوال میں تمہارے ذہنوں میں قائم کر کے آگے بڑھ رہا ہوں تو موسیٰ کی والدہ پہ بھی وحی آئی۔

یہ تو وہ مقامات تھے جن کا تعلق نبوت سے نہیں ہے اور اب انبیاء پر وحیاں آئیں۔ تورات آئی، انجیل آئی، زبور آئی لیکن کوئی وحی معجزہ بن کے نہیں آئی۔ توریت معجزہ نہیں ہے۔ موسیٰؑ کا عصا معجزہ تھا، توریت معجزہ نہیں تھی۔ سلیمانؑ کی بساط جس پر اڑتے تھے معجزہ تھا، زبور معجزہ نہیں تھی۔ عیسیٰؑ کے ہاتھ میں شفا تھی۔ ہاتھ رکھ دیا شفایاب ہو گیا۔ لیکن عیسیٰؑ کی انجیل معجزہ نہیں تھی۔ ساری کائنات کی وحیوں میں فقط ایک قران ہے جس کو معجزہ بنا کے بھیجا۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۳۔ ۲۴) اگر تمہیں شبہ ہے کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے جو محمدؐ پر نازل ہوا تو جاؤ اس جیسا ایک سورہ بنا لے آؤ۔

کیا یہ کہا کہ سورۂ بقر جتنا بڑا ایک سورہ بنا کے لے آؤ؟ ایک سورہ بنا لاؤ۔ سب سے بڑا ہے سورۂ بقر، سب سے چھوٹا ہے سورۂ کوثر۔ سورۂ کوثر ہی بنا لاؤ۔

یہی بتلانا تھا کہ قران کے بڑے سورے ہی معجزہ نہیں ہیں چھوٹے بھی معجزہ ہیں۔ قران کا چھوٹا بڑا برابر ہے۔ بھئی! یہی تو آلِ محمدؐ نے کہا: صغیرنا و کبیرنا سواء۔ ہمارا چھوٹا بھی امام ہے ہمارا بڑا بھی امام ہے۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اگر تمہیں شبہ ہے کہ جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا وہ ہمارا کلام نہیں ہے تو ایک سورہ اس کی مثل بنا لاؤ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کو چھوڑ کے جتنے بھی تمہارے بت ہوں، تمہارے خدا ہوں ان سب کو اپنی مدد کے لئے بلالو۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا اور اگر تم یہ کام نہ کر سکو (یعنی) قرآن کا جواب لَنْ تَفْعَلُوْا اور ہرگز نہ کر سکو گے۔ کیا قرآن کا چیلنج ہے! یہ کب آیا تھا؟ سورۂ بقر سن ۳ھ کا سورہ اور یہ ۱۴۲۷ ہجری فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا ہرگز جواب نہ لکھ سکو گے۔ تو اگر جواب نہ لکھ سکے تو فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی بھی ہوں گے پتھر بھی ہوں گے۔

بڑا جلال ہے خدا کی قسم۔ بہت Important message ہے۔ وقودھا الناس و الحجارۃ۔ جہنم میں صرف آدمی نہیں جائے گا، صرف بت پرست نہیں جائے گا پتھر بھی جائیں گے۔ یعنی جن پتھروں کو تراش تراش کے بت بنایا تھا تو تمہارے ساتھ وہ بھی جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔

بھئی! پتھر کا بت، نہ شعور ہے نہ حرکت ہے، نہ ارادہ ہے، نہ زندگی ہے۔ اگر وہ جلے گا بھی تو فائدہ کیا ہے اس کے جلانے سے؟

تو اس کے جلانے سے اس کا جلانا مقصود نہیں ہے پوجنے والوں کو جلانا مقصود ہے۔ تو پتھر کے تھے انہیں کسی نے بنایا اور کہیں بٹھا دیا۔ تو ان کی تو کوئی تقصیر نہیں تھی اس کے باوجود جہنم میں جائیں گے...... تو اگر کوئی خود بن جائے؟

آج سے دو سال قبل میرے سلسلہ گفتگو کا عنوان تھا۔ ''میزانِ ہدایت اور قرآن''۔ وہ کتاب مارکیٹ میں ہے اسے ان تقریروں سے ملا کر دیکھ لینا۔ چونکہ جو باتیں چھوٹ گئی تھیں انہیں چاہ رہا ہوں کہ تمہارے سامنے وضاحت سے پیش کردوں۔

تو قرآن معجزہ ہے— اچھا! تو کیا تیر مار دیا؟— تیر مار دیا— موسیٰؑ کا عصا معجزہ تھا، سلیمانؑ کی بساط معجزہ تھی، محمدؐ کا قرآن معجزہ ہے۔

آج میں جان بوجھ کر مقامِ محمدؐ پر رُکا ہوا ہوں۔ بھئی ہم یورپ سے کیا گلہ کریں؟ کلمہ پڑھنے والے ہی ابھی محمدؐ کو نہیں سمجھے۔ وہ تو کافر ہیں وہ کیا جانیں مقامِ محمدؐ کیا ہے۔ وہ کیا جانیں اسلام کیا ہے۔ نہیں جو جانتے ہیں مقامِ محمدؐ کو وہ تو مقامِ محمدؐ میں کمی نہیں کریں۔

عصا تھا موسیٰؑ کے ہاتھ میں معجزہ بنا۔ موسیٰؑ گئے، عصا تھا پھر معجزہ نہیں بنا۔ بساط تھی سلیمانؑ کے پاس اس پر سوار ہو کر اڑتے رہے۔ سلیمانؑ گئے بساط تھی پھر نہیں اڑی۔ نہ عصا کبھی اژدھا بنا نہ بساط کبھی اڑی۔ ہم نے کہا کہ بھئی بات کیا ہے؟— کہنے لگے: عصا والا چلا گیا۔ اب یہ معجزہ کام نہیں کرے گا۔ ہم نے کہا: اچھا سلیمانؑ کی بساط؟ — سلیمانؑ کا ایک قالین تھا وہ اڑتا تھا؟— کہنے لگے: قالین والا چلا گیا اب یہ قالین رہے گا مگر اڑنے کا نہیں۔

تو موسیٰؑ تھے عصا والے، سلیمانؑ تھے قالین والے، جب تک عصا والا رہا معجزہ کام کرتا رہا، جب تک قالین والا رہا معجزہ کام کرتا رہا ادھر وہ گئے چیز رہ گئی مگر معجزہ نہ بنی۔ قران آج بھی معجزہ ہے تو معجزہ والا آج زندہ ہے یا نہیں؟

اب ذرا حیاتِ محمدی کو دیکھتے چلیں۔ بہت دور نہیں جانا لیکن آج جب ایجنڈا چھڑ گیا ہے تو کچھ جملے سنتے جاؤ آف دی ریکارڈ۔ مسلسل extempore عرض کر رہا ہوں تمہاری خدمت میں دیکھو قران نے لوگوں سے خطاب کا ایک طریقہ اختیار کیا ہے۔ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ (سورۂ لقمان آیت ۲۰) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان اور زمین کی قوتوں کو کیسے تمہارے لیے مسخر کر دیا۔

کیا تم نے نہیں دیکھا؟— یہ جملہ خود بتلا رہا ہے کہ دیکھا ہے۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کل یہاں مجلس ہو رہی تھی؟— یعنی دیکھا ہے۔ تو جب کہا جائے کہ تم نے نہیں دیکھا تو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟— کہ دیکھا ہے۔ اور اب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ حبیب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ

نے ہاتھی والوں کا کیا انجام کیا۔

اَلَمْ تَرَ سے ۳۱ آیتیں ہیں قرآن مجید میں اور ۳۱ کی ۳۱ آیتیں اس وقت نہیں سناؤں گا۔ سنا سکتا ہوں دامن وقت میں گنجائش نہیں ہے دو چار آیتیں سنتے جاؤ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ پیغمبر اکرم کی ولادت ہے سن ایک عام الفیل میں اور واقعہ پیغمبر کی ولادت سے پہلے ہو چکا تھا اور پیغمبر اکرمؐ اپنی مادرِ گرامی کے شکمِ مطہر میں تھے۔ حبیب کیا تم نے نہیں دیکھا؟ — یہ محمدؐ وہ ہے جو شکم سے دیکھ رہا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (سورۂ فجر آیت ۶) حبیب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے عاد والوں کا کیا انجام کیا۔ چار ہزار برس پہلے کی قوم ہے۔ میرا حبیب چار ہزار برس پہلے بھی دیکھ رہا ہے۔

تو شکمِ مادر میں ابرہہ اور اس کے لشکر کو دیکھا اور عالمِ ارواح میں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ۔ قوم عاد کی تباہی اور بربادی کو دیکھا اور اب آیت ہدیہ کروں اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (سورۂ حج آیت ۱۸) وہ کیفیت سجدہ کو بھی دیکھ رہا ہے۔ وہ سورج چاند کو بھی سجدہ کرتے ہوئے دیکھ رہا ہے۔ پوری کائنات کے ذرے ذرے کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ رہا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ (سورۂ نور آیت ۴۱) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے؟ اور پرندے پر کھولے ہوئے اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں۔ وہ اپنی نماز کے طریقے کو جانتے ہیں۔ تم نہ جانو تو میں کیا کروں!

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (سورۂ ابراہیمؑ آیت ۱۹) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے اللہ نے سارے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ خلق کیا۔ فقط خلقت کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ حق کے ساتھ خلق ہو رہی ہے اسے بھی دیکھ رہا تھا۔

تو میرے نبیؐ کی رویت سمجھ میں آئی کہ کہاں تک دیکھتا ہے! تم نے سنا ہوگا نا رویت

ہلال۔ میں نے کبھی بر بنائے تفریح اسی منبر سے کہا تھا: چاند دیکھنا، رویت ہلال اس کے لئے تو کمیٹی بھی ہے اب یہ بدقسمتی ہے کہ اس میں ایسے بزرگ تشریف فرما ہوتے ہیں جنہیں چودھویں کا بھی نظر نہیں آتا۔

تو میرے نبی کی حیات سمجھ میں آ گئی۔ کہاں کہاں دیکھ رہا ہے۔ کن کن مرحلوں میں دیکھ رہا ہے، کہاں کہاں موجود ہے۔ ذرا رویت سمجھ میں آ جائے پھر میں آگے بڑھ جاؤں گا۔ اپنی رویت دیکھ لو۔ یہ شامیانے کی دیوار لگی ہوئی ہے، کپڑے کی دیوار ہے۔ کپڑے کی دیوار کے اُدھر کیا ہے تمہیں نہیں معلوم۔ تم کپڑے کی دیوار توڑ کے نہیں دیکھ سکتے کہ اُدھر کیا ہے اور وہ زمانوں کی دیواریں توڑ کر دیکھتا ہے۔ میں مثال دے دوں۔ اِدھر جو ہیں وہ اُدھر نہیں دیکھ رہے ہیں۔

تم اِدھر بیٹھے ہو، اِدھر کو دیکھ رہے ہو۔ تمہیں اُدھر نہیں معلوم کہ کیا ہو رہا ہے۔ جو اُدھر بیٹھے ہیں وہ اُدھر دیکھ رہے ہیں انہیں نہیں معلوم کہ اِدھر کیا ہے لیکن جو دیوار پر بیٹھ جائے وہ اِدھر بھی دیکھے گا اُدھر بھی دیکھے گا۔ قاب قوسین اسی دیوار کا نام ہے کہ ایک طرف سے دنیا کو دیکھ رہا ہے دوسری طرف سے آخرت کو دیکھ رہا ہے۔

تو میرا محمدؐ پوری کائنات کو دیکھے۔ پوری کائنات میرے محمدؐ کی نگاہ میں ہے۔ جان لیا نا تم نے اس لیے کہ اتنی آیتوں کی Support پر میں نے یہ جملہ کہا ہے۔ پوری کائنات میرے محمدؐ کے Range میں ہے اس کی آنکھیں پوری کائنات کو دیکھ رہی ہیں اور اب آیت برداشت کرو گے؟ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا (سورۂ طور آیت ۴۸) حبیب وحی الٰہی کا انتظار کرو ہماری دونوں آنکھیں تم پر لگی ہوئی ہیں۔ تو محمدؐ کی آنکھیں امت پر لگی ہوئی ہوں اور اللہ کی آنکھیں محمدؐ پر لگی ہوئی ہوں۔ یہی سبب ہے فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا۔ حبیب تمہاری پوری زندگی ہماری نگاہ میں ہے۔ یہ نہیں کہ نبوت کے بعد کی زندگی نگاہ میں ہے۔ جب تم آغوشِ مادر میں تھے جب میں تمہیں دیکھ رہا تھا، جب تم مکے کی گلیوں میں گھومتے تھے جب میں تمہیں دیکھ رہا تھا۔ میں دیکھ رہا تھا، میری نگاہیں تم پر لگی ہوئی تھیں جب تم نے

نبوت کا اعلان کیا اور کہا: قولوا لا الله الا الله اس وقت بھی میں دیکھ رہا تھا۔ جب تم نے جنگیں لڑیں تو ہر جنگ میں۔ میں تم کو دیکھ رہا تھا۔ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا اور حبیب جب تم نے قلم مانگا اس وقت بھی ہم تمہیں دیکھ رہے تھے۔

میں جب کبھی اس مرحلے پر پہنچتا ہوں تو زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ لیکن ایک جملہ اس مرحلے پر کہنا چاہتا ہوں اور میں ضرور کہہ کے رہوں گا، میں نے کئی مرتبہ یہ message دیا ہے اپنے سننے والوں کو کہ جب قلم مانگ رہا تھا اس وقت بھی خدا کی نگاہیں اس کے اوپر تھیں کہ قلم دو میں اس کے اوپر کچھ لکھ دوں۔ تو بھئی! تمہارا تو عقیدہ ہے کہ لکھنا جانتا نہیں ہے تو دیدو!

آج تک کہے جارہے ہیں کہ لکھنا نہیں آتا تھا۔ تو آج والے اگر (اُس وقت) ہوتے تو شاید دے دیتے۔ لیکن اُس دور کے لوگ بڑے ہوشیار تھے۔ زبان سے کہہ رہے تھے کہ لکھنا نہیں آتا۔ دل میں خطرہ تھا کہ شاید لکھ دے گا۔ جہاں زبان اور دل میں اختلاف ہو جائے اس کا نام اسلام نہیں ہے منافقت ہے۔

میں تم سے آف دی ریکارڈ باتیں کر رہا ہوں۔ جو ہر جگہ موجود ہو وہ حاضر، جو ہر جگہ دیکھ رہا ہو وہ ناظر اور آج تک گفتگو ہے کہ محمدؐ حاضر تھے یا حاضر نہیں تھے، حاضر ناظر پہ بحث ہے۔ دیکھو اپنی ہی تقریر سے اقتباس کر کے جملہ کہہ رہا ہوں میں اور یہ جملہ اگر تم تک پہنچ گیا تو میرا message مکمل ہے۔

عجیب بات ہے حاضر موجود، ناظر دیکھ رہا ہو۔ ابھی تو میں نے تمہارے سامنے نبی کے دیکھنے کی صفت بیان کی۔ اب تم کہو گے حاضر تو بہر حال نہیں ہے دیکھ رہا ہوگا، دور سے کھڑا ہوا۔ تو دیکھو كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ سارے خزانے رحمت کے اللہ کے پاس ہیں۔ تو رکھے رہیں تو کہا نہیں یہ رکھنے کے لیے تھوڑی ہیں یہ بانٹنے کے لیے ہیں، تو معبود تیری رحمت بانٹے گا کون؟ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ — خزانے میرے، بٹواؤں گا محمدؐ سے۔

بانٹنے والا اگر حیدرآباد میں ہو اور لینے والا اگر کراچی میں ہو تو ممکن کیسے ہوگا؟ اس

لیے بانٹنے والے کے لیے ضروری ہے کہ لینے والے سے قریب ہو۔ اس لیے پیغمبر حاضر ہے۔
تم نے ناظر بھی دیکھ حاضر بھی دیکھ لیا۔ ابھی بھی کہتے ہیں کہ محمدؐ حاضر تھے، ناظر تھے تو اس پر تو میں اب بات ہی نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ میں نے تمہیں دو جملوں میں پیغمبرؐ کی نظارت بھی دکھلا دی اور پیغمبرؐ کی حاضری بھی دکھلا دی لیکن ایک بات میں نے تمہیں کہی تھی برسہا برس گزر گئے اس منبر کی خدمت کرتے ہوئے۔ یہ ۳۱واں سال ہے اس منبر پر۔ یہ نوجوان جو بیٹھے ہیں نا! یہ teen-agers ان کی ولادت سے پہلے سے اس منبر پر ہوں میں نے بڑی خدمت کی اور اب میں یہی چاہوں گا کہ مجھے اجازت دے دی جائے لیکن اجازت بعد میں ہوگی پہلے یہ جملہ تو سنتے جاؤ۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ دیکھو شیطان کے دھوکے میں نہ آنا۔ کس سے کہا!— ایمان لانے والوں سے۔

یہ سب ایمان لانے والے بیٹھے ہیں ان کو حکم ہے شیطان کے دھوکے میں نہ آنا۔ اچھا بھئی یہ تو نشتر پارک میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ جو انچولی میں بیٹھا ہوا ہے اس کے لیے حکم نہیں ہے کہ شیطان کے دھوکے میں نہ آنا۔ اچھا بھئی چلو سولجر بازار کے لوگ۔ کیا ان سے کہا اس نے، کھارادر والوں سے نہیں کہا! ان سے بھی کہا۔ اچھا بھئی کیا شہر کراچی کے مومنین سے کہا کہ شیطان کے دھوکے میں نہ آنا؟

حیدرآباد والے سے بھی کہا، سکھر والے سے بھی کہا، لاہور والے سے بھی کہا۔ اچھا تو صرف پاکستان والوں سے کہا کہ شیطان کے دھوکے میں نہ آنا کہیں شیطان تمہیں گمراہ نہ کردے۔ نہیں جہاں جہاں مسلمان ہے اللہ نے اس سے کہا کہ دیکھو شیطان کی گمراہی سے بچنا۔ تو ہر ایک وہ ایران میں ہو، لبنان میں، پاکستان میں ہو، سعودی عرب میں ہو، شام میں ہو، مصر میں ہو، کہیں ہو...... مسلمان وہ شیطان سے ڈرا ہوا ہے کہ کہیں بہکا نہ دے۔

سب ڈرے ہوئے ہیں اچھا تو کیا دائیں ہاتھ والے ڈرے ہوئے ہیں بائیں ہاتھ والے ڈرے ہوئے نہیں ہیں؟ تو ہر مسلمان ڈرا ہوا ہے کہ کہیں شیطان مجھے بہکا نہ دے۔

اور ہر ایک کو خطرہ ہے کہ آ کے بہکا دے گا۔ تو یہ عجیب لوگ ہیں۔ شیطان کو حاضر ناظر مانتے ہیں محمدؐ کو حاضر ناظر نہیں مانتے۔

کہہ کے چلا تھا لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (سورۂ حجر آیت ۴۰) جھگڑا آدمؑ سے ہے بہکائے گا اولاد کو۔

میں نے کبھی کہا تھا کہ میرا کوئی ذاتی جھگڑا ابلیس سے نہیں ہے اگر آپ کا ہو تو ہو۔ میرے باپ سے تھا آدمؑ سے۔ جھگڑا تمہارے باپ آدمؑ سے تھا لیکن تم سے تو براہ راست کوئی جھگڑا نہیں۔

آدمؑ نبی تھے ہم سب نبی زادے ہیں تو نبیؑ سے تو انتقام نہ لے سکا نبی زادوں سے انتقام لینا چاہتا ہے۔ یہی تو ابلیسیت ہے۔

اب آدمؑ و ابلیس تک بات آ گئی تو کچھ نہیں کہوں گا بھئی وہ تو ناراض ہو گیا تھا کہ خلافت نہیں ملی لیکن فرشتے تو پریشان تھے نا! وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۂ بقرہ آیت ۳۰) اور پھر فرشتوں نے بعد میں کیا کہا: سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا۔ درمیان میں سے میں نے آیتیں چھوڑ دیں۔

پروردگار نے آواز دی کہ میں زمین پہ خلیفہ بنانے والا ہوں فرشتے کہنے لگے۔ انہیں بنائے گا جو زمین پہ خوں ریزی کریں گے۔ یعنی فرشتوں کی نگاہ میں خونریزی کرنے والے خلیفے تھے۔ ورنہ کہتے کیوں؟ اچھا تو فرشتے کہنے لگے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں، تیری تسبیح کرتے ہیں، تیری تقدیس کرتے ہیں۔ تیری تہلیل کرتے ہیں۔ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ — قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اللہ نے کہا: جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اور فرشتوں نے اعتراف بھی کیا: سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔ مالک یہ واقعہ ہے کہ جو تو نے بتلا دیا ہے وہ معلوم ہے جو تو نے نہیں بتلایا وہ نہیں معلوم۔ تو آدمؑ کو کن شرطوں پر خلافت دی گئی یہ فرشتوں کو بھی معلوم نہیں تھا آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟! تو خلافت کی شرائط تو

وہی ہیں وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ (سورۂ نور آیت ۵۵) اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ خلیفہ بنائے گا۔

وہ بنائے گا اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ بنائے گا۔ جب وعدہ اس کا تو وہی بنائے گا۔

خلیفہ رسولؐ کے، بنائے گا اللہ۔ اب جاؤ اگر روایت نہ ملے۔ سنن ابی داؤد، بیہقی، صحیح مسلم، صحیح بخاری، کنز العمال ملا متقی ہندی۔ حلیۃ الاولیاء اور کتنی کتابوں کے نام لوں۔ متدرکِ حاکم، خصائص نسائی۔ بڑی معتبر کتابیں ہیں۔ان سب میں روایت ہے اختلاف الفاظ کے ساتھ۔

سیکون الخلفاء بعدی اثنا عشر۔ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے حتیٰ یکون دین عزیزاً منیعاً دین میرے بارہ (خلفاء) تک باعزت رہے گا۔تو جب تک دین ہے بارہواں ہے۔ جب تک بارہواں ہے دین ہے۔

اب کبھی جی چاہے تو مجھ سے حدیثوں کے تمام version سن لینا۔ میری ایک کتاب ہے خلفاء اثنا عشر۔ میں نے بیشتر version اس روایت کے اس کتاب میں لکھ دیئے ہیں اور وہ موجود ہے اگر کوئی دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔ اس وقت صرف ایک روایت تمہاری خدمت میں پیش کرر ہا ہوں۔

میرا نبی کہتا ہے خلفائی اثنا عشر میرے خلفاء بارہ ہوں گے۔ کس کے خلیفہ؟ نبی کے۔ تو نبی نے کہا: میرے خلیفہ بارہ ہوں گے — یعنی خلیفہ ہیں نبیؐ کے تو مجھے سوال کرنے کا حق دیدو کہ خلیفہ ہیں نبیؐ کے اور بنائیں گے آپ؟!!

جس کے خلیفہ وہی بنائے۔ نبیؐ کے خلیفہ نبی بنائے گا اور عوام الناس کے خلیفہ عوام الناس بنائیں گے۔ایک خلیفہ کا حشر سنادوں اور تم سے اجازت لے لوں۔کوئی خلیفہ تھا اس نے شراب کے نشہ میں (نعوذ باللہ) جمعہ کی نماز بدھ کو پڑھا دی۔ تاریخ ہے یہ۔کہانی لے کے نہیں آیا ہوں۔ اچھا اللہ ستار العیوب ہے تو تم بھی اس کے نام پہ پردہ رہنے دو۔نماز کے بعد کہنے لگا اور پڑھاؤں؟ لوگوں نے ہاتھ جوڑ لیے (کہ) یہی کافی ہے۔

جانتے ہو جب اللہ کے کام میں بندہ دخل دیتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ جمعہ کی نماز منگل کو پڑھا دیتا، جمعرات کو پڑھا دیتا، سنیچر کو پڑھا دیتا۔ جمعہ کی نماز بدھ کو پڑھائی ہے۔ قران کی ایک آیت ہے فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ (سورۂ قمر آیت ۱۹) بدھ کا دن منحوس دن ہے۔

تو جمعہ افضل ترین دن، بدھ منحوس ترین دن ۔۔۔ افضل ترین دن کی نماز منحوس ترین دن میں پڑھائی گئی۔ تو بھئی بندہ جب اللہ کے کام میں دخل دیتا ہے تو ہمیشہ افضل ترین کی جگہ منحوس ترین ہی کو لا کے بٹھاتا ہے۔ بس ایک جملہ سے کربلا تک جانا چاہ رہا ہوں۔

حسینؑ افضل ترین، یزید منحوس ترین۔

میں نے کسی مقام پر کہا اور تم سن لوگے کہ کربلا کی دو گواہیاں سند ہیں کہ کون حق پر ہے کون باطل پر ہے۔ پسر سعد نے جب لشکر حسینی کی طرف پہلا تیر پھینکا تو کہا: لشکر والو! گواہ رہنا کہ پہلا تیر خیامِ حسینی کی طرف میں پھینک رہا ہوں تا کہ مجھے یزید سے انعام ملے۔

یہ عمر سعد کی گواہی تھی اور حسینؑ نے جب اپنے جوان بیٹے کو بھیجا ہے تو اپنی ریش مطہر اپنی ہتھیلیوں پر رکھی اور کہا: مالک تو گواہ رہنا کہ شبیہ رسول کو بھیج رہا ہوں۔

اُدھر پسرِ سعد نے تیر پھینکا اور اُدھر چار ہزار تیر اندازوں نے خیام حسینی کی طرف تیر پھینکنا شروع کیے۔ اصحابِ حسینؑ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا: اب وہ دن آ گیا۔ جب ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ کیا کریں؟ اصحاب نے مشورہ کیا۔ جتنے گھوڑے والے ہیں وہ گھوڑوں کو ملا کے حسینؑ کے خیموں کے سامنے کھڑے ہو جائیں۔

گھوڑے ملا کر لشکر کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ گھوڑوں کے درمیان میں جگہیں تھیں۔ جو پیادہ تھے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے کہ ہم مر جائیں لیکن حسینؑ کے خیموں تک کوئی تیر نہ پہنچے۔ ایک گھنٹہ تک تیر بارانی ہوتی رہی اور جب تیر بارانی رکی تو حسین ابن علیؑ خیمے سے نکلے اور یہ دیکھنے کے لئے چلے کہ کون سا ساتھی زندہ ہے کونسا ساتھی اس دنیا سے چلا گیا۔ حسینؑ مقتل میں جا رہے تھے کہ کسی عورت کے رونے کی آواز آئی۔ پوچھا: یہ کون

عورت ہے جو مقتل میں رو رہی ہے۔

کسی نے کہا: فرزندِ رسول یہ مسلم ابن اوسجہؓ کی کنیز ہے۔

کہا: کیا میرا مسلم قضا کر گیا۔

کہا: نہیں فرزندِ رسول ابھی تھوڑی سی جان باقی ہے۔

حسینؑ (مسلمؓ کے) قریب آئے۔ مسلمؓ چوراسی یا چھیاسی برس کا بوڑھا۔ سر کو اٹھایا اپنے زانو پہ رکھا۔ چہرے کی مٹی صاف کی۔ مسلمؓ نے آنکھیں کھولیں۔ حسینؑ کے چہرے کی زیارت کی۔ اتنے میں حبیب ابنِ مظاہرؓ قریب آئے کہنے لگے۔ مسلم تمہاری زوجہ تمہارے خیمے میں موجود ہے، تمہارا بیٹا تمہارے خیمے میں موجود ہے۔ اب تم اس دنیا سے جا رہے ہو اگر کوئی وصیت ہے تو اپنی زوجہ اور اپنے بیٹے کے لیے کر دو۔

آنکھیں کھولیں اور کہا: زوجہ اور بیٹے کے لیے کوئی وصیت نہیں ہے اوصیك بهذا مظلوم میرے مظلوم امام کا خیال رکھنا۔ یہ کہا اور مسلمؓ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ حسینؑ روتے رہے اتنے میں حسینؑ نے دیکھا کہ کسی خیمے کا پردہ اٹھا کوئی چھوٹا بچہ تلوار حمائل کیے ہوئے مقتل کی طرف چلا۔ تلوار زمین پر خط دیتی جا رہی تھی۔ حسینؑ نے کہا: یہ کس کا بچہ ہے اسے میرے قریب لاؤ۔

اصحاب گئے اسے چمکار کے لائے، پیار کر کے لائے۔ یہ مسلمؓ کے بیٹے کا مقدر تھا۔ وہ حسینؑ کی بیٹی کا مقدر تھا۔ عمریں وہی تھیں لیکن گوشوارے نوچے گئے، تماچے مارے گئے، کرتے کے دامن میں آگ لگی اور میدان میں ڈھونڈتی پھری: این ابی۔ این ابی۔ بابا! مجھے نیند آ رہی ہے، بابا! مجھے اپنے سینے پر سلا لو۔

مجلس ششم

منصبِ ہدایت اور قران کے عنوان سے ہمارا سلسلۂ گفتگو اپنے چھٹے مرحلے میں داخل ہوا۔ وہ آیات جن کی تلاوت کا شرف ہر روز حاصل کیا جا رہا ہے وہ سورۂ بنی اسرائیل کی نویں اور دسویں آیات ہیں۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ - یہ قران مضبوط باتوں کی ہدایت کرتا ہے۔

وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اور ان مومنین کی خوش خبری سناتا ہے جو عمل صالح کرتے ہیں۔ وہ خوش خبری یہ ہے کہ:

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا انہیں قیامت میں انتہائی بڑا اجر ملنے والا ہے۔

اور وہ لوگ جو لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ ان کے لیے ہم نے انتہائی دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ یعنی ان دو آیتوں میں کم از کم آدمیوں کی دو قسمیں بتائی گئیں۔ ایک مومنین دوسرے غیر مومن۔

انسانوں میں مومن بھی ہیں۔ انسانوں میں غیر مومن بھی ہیں۔ اگر قران مجید کا قائدہ تمہارے ذہنوں میں محفوظ ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑا کام ہو گیا۔ قران مجید نے برابری کی نفی کی ہے۔ قران مساوات کا قائل نہیں ہے۔ قران نے آواز دی: وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ (سورۂ رعد آیت ۴) یہ جو چیزیں کھاتے ہو ہم نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ یعنی کھانے والی چیزیں بھی برابر نہیں ہیں۔ کچھ افضل ہیں کچھ کمتر ہے۔

قران مجید کہنے لگا کہ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا (سورۂ اعراف آیت ۵۸) پاکیزہ زمین پاکیزہ ثمر دیتی ہے اور جو زمین خبیث ہو اس سے جھاڑی کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا۔

تو زمین میں بھی کچھ افضل کچھ کمتر، نباتات جو کھاتے ہو اس میں بھی برابر نہیں

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ۔ (سورۂ نحل آیت ۷۱)

تم میں سے بعض پر بعض کو رزق میں فضیلت دی ہے برابر نہیں ہو۔

فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلٰى بَعْضٍ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۵۵) ہم نے بعض انبیاء کو بعض انبیاء پر فضیلت دی ہے۔ انبیاء بھی برابر نہیں ہیں اور وہ آیت تو ہر ایک کے ذہن میں ہوگی۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (سورۂ بقرہ آیت ۲۵۳)

یہ رسول وہ ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ رسول بھی برابر نہیں ہیں۔

زمینیں برابر نہیں ہیں، پھل، سبزیاں برابر نہیں ہیں، انسان فضیلت میں برابر نہیں ہیں انبیاء برابر ہو جائیں اس لیے کہ بھیجنے والا ایک ہے اور کوالٹی دیکھ کے بھیجتا ہے۔ نہیں انبیاء میں بھی فضیلتیں ہیں ایک افضل ہے دوسرا کم افضل۔ رسول بھی برابر نہیں ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت ہے تو درجات بڑھتے گئے۔ جمادات، نباتات، انسان انبیاء، رسول اور اب ایک ایسی منزل آئی جہاں نبوت و رسالت آخری مقام پر آ گئے اور اس کے بعد کسی فضیلت کا امکان نہیں ہے۔

دیکھو ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت دی، ایک رسول کو دوسرے رسول پر فضیلت دی۔ فضیلتیں دیتا چلا اور ایک ایسی منزل پر پہنچ گیا جہاں فضیلتیں ختم ہو گئیں اور اس منزل کا نام ہے ختم نبوت اب ساری فضیلتیں محمدؐ پر جا کر رک گئیں۔ ہدایت ختم، فضیلت ختم، نبوت ختم، رسالت ختم لیکن کیا اگر ہدایت ختم ہو گئی تو آگے ہدایت کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا اب گمراہ پیدا نہیں ہوں گے؟ گمراہ تو پیدا ہوں گے اور اب محمدؐ سے افضل کوئی آ نہیں سکتا تو اب جو بھی آئے گا وہ محمدؐ جیسا ہوگا یا نہیں؟!

اچھا تو انسانوں میں تفاوت ہے، جانوروں میں تفاوت ہے۔ جانور نے اپنے آباء و اجداد کے چلن کو نہیں بدلا جو دس ہزار سال قبل کھاتا تھا اب بھی کھاتا ہے۔ جیسا دس ہزار سال پہلے رہتا تھا۔ ویسا آج بھی رہتا ہے۔ یہ انسان ہے جس نے اپنے آباء و اجداد کے چلن کو بدل دیا۔ جو باپ دادا پہنتے تھے آج وہ نہیں پہنتا، جو باپ دادا کھاتے تھے آج وہ نہیں کھاتا۔ باپ دادا جیسے مکانوں میں رہتے تھے آج وہ نہیں رہتا۔ ترقی کرتا گیا۔ باپ دادا جن سواریوں پر چلتے تھے ان سواریوں پر نہیں چلتا بہتر کی تلاش میں رہتا ہے۔ تو یہ کیسا انسان ہے جو مادی چیزوں میں تو بہتر کی تلاش میں ہے لیکن روحانیت میں بہتر کی تلاش نہیں کرتا!!

پھر ایک مرتبہ جملہ کہہ دوں۔ انسانوں میں تفاوت ہے کوئی انسان بڑا کوئی چھوٹا۔ مادیت کی بات نہیں کر رہا روحانیت کی بات کر رہا ہوں۔ تفاوت ہے، میں صحبتِ نبی میں بیٹھنے والوں کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ نبی کے دو بیٹے ایک ہابیل ایک قابیل بنایا نہیں؟

تو جب انسانوں میں تفاوت ہے تو عقل کا تقاضا یہ ہے کہ جو بہترین ہے اس پر آ کر رک جاؤ۔ بہتر، اس سے بہتر، اس سے بہتر، جو بہترین ہو اس تک آ کے رک جاؤ۔

جاؤ انجیل میں دیکھ لو اور اگر نہ ملے تو مجھے چیلنج کر دینا۔ جب یحیٰؑ شہر میں آئے اور انہوں نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو یہودیوں نے پوچھا: کیا تم مسیح ہو؟ کہا کہ نہیں میں مسیح نہیں ہوں۔

''اچھا کیا تم ایلیا ہو؟''

''نہیں میں ایلیا نہیں ہوں۔''

''تو کیا تم وہ نبی ہو وہ؟''

نبی اسرائیلؑ کا نبی گھبرا گیا کہا: نہیں میں وہ نبی بھی نہیں ہوں۔ میں تو اس قابل بھی نہیں ہوں کہ اس کی جوتی کا تسمہ بھی باندھ سکوں۔''

تو تمہارا نبی میرے نبی کی جوتی کا تسمہ نہ باندھ سکے تو تمہاری حیثیت کیا ہے؟

بنی اسرائیل کا نبی معصوم ہے اس کی زبان سے غلط بات نہیں نکلے گی۔ اس نے کہا کہ

میں تو محمدؐ کی جوتی کا تسمہ باندھنے کے لائق نہیں ہوں۔ سچ کہا۔ اس لیے کہ یہ جوتیاں وہ ہیں جو عرش تک جاچکی ہیں۔

تو محمدؐ وہ جس پر کائنات کی ساری فضیلتیں ختم ہو جائیں۔ میں آیت Quote کر کے گیا ہوں۔ نبیوں سے اس کا موازنہ نہ کرو بناؤ اپنی نبیوں کے کارٹون بناؤ اس لیے کہ تمہاری گناہوں میں جو حقیقتِ نبی ہے وہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا نبی شراب بھی پیتا تھا۔

نعوذ باللہ یہ جملہ میں نے کہا۔ نبی شراب نہیں پی سکتا۔ ہاتھ بھی نہیں لگائے گا اس جگہ بھی نہیں جائے گا جس جگہ شراب ہو۔ لیکن لکھا ہے تمہاری کتابوں میں تو پہلے اپنی کتابوں کی اصلاح کرو پھر کارٹون بنانا۔

کیا مقابلہ ہے آیت پڑھ کے گیا ہوں لیکن یہ اب میری مجبوری ہے کہ اس آیت کو دہراؤں۔ کہ سارے نبیوں اور میرے نبی میں فرق کیا ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (سورۂ آلِ عمران آیت ۸۱) سارے نبیو! سنو میرے نبی پر ایمان لاؤ۔ تو سارے نبی میرے محمدؐ کے مومن اور میرا نبی ان سب کا امیرالمومنین۔ کائنات کی سب سے بڑی نبوت ملی محمد مصطفیٰؐ کو۔

اب ایک سوال تم سے پوچھنا چاہ رہا ہوں۔ وہ نبوت بڑی تھی جب مل گئی تو بڑے ہو گئے یا بڑے تھے تو نبوت ملی؟ (میں اپنے موضوع سے آگے بڑھ گیا ہوں)۔

نبی بڑا تھا اس لیے اتنی بڑی نبوت ملی یا چونکہ بڑی نبوت مل گئی اس لیے بڑا ہو گیا۔

اچھا آواز تو آ گئی کہ بڑا تھا۔ جن صاحب نے فرمایا ہے میں سو فیصد ان سے متفق ہوں لیکن دلیل دیں۔ ماشاء اللہ سننے والے نے دلیل دیدی کہ اوّل ماخلق اللہ نوری۔ سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو خلق کیا۔ یہ نہیں کہا کہ "اول ماخلق اللہ ذاتی" سب سے پہلے اللہ نے میری ذات کو خلق کیا۔ اگر ذات کہتے تو اول مخلوق محمدؐ ہوتے لیکن جب نور کہا تو جتنے بھی نور ہیں سب اولِ مخلوق ہیں۔

دلیل مضبوط ہے۔ میں تو آیت کی طرف جارہا تھا میرا دوست مجھے روایت کی طرف لے آیا۔ اوّل ماخلق اللہ نوری ایک۔

اوّل ماخلق اللہ العلم دو۔

اوّل ماخلق اللہ العقل تین۔

اوّل ماخلق اللہ اللوح چار۔

اوّل ماخلق اللہ القلم پانچ۔

کیا مصیبت کھڑی ہوگئی۔ بھئی! دیکھا تم نے کیا مصیبت کھڑی ہوگئی۔

سب سے پہلی مخلوق نور محمدؐ، سب سے پہلی مخلوق علم، سب سے پہلی مخلوق عقل، سب سے پہلی مخلوق لوح، سب سے پہلی مخلوق قلم۔ ان سب میں کون سی پہلی؟ — تو میاں! یہ نام الگ الگ ہیں جو محمدؐ ہے وہی علم ہے، وہی عقل ہے، وہی لوح ہے وہی قلم ہے۔

اب ذرا قران سے بھی دیکھتے چلیں۔ بہت زیادہ آیتوں کی سماعت کی زحمت نہیں دوں گا۔ لیکن اب سلسلہ کلام میں آ گئی ہیں تو یہ آیتیں سنتے جاؤ۔ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ اب آگے اگر پڑھو تو بہت طویل سلسلۂ فکر ہے بس یہیں پہ روک رہا ہوں میں۔ لیکن سن لو سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَ مَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ (سورۂ انعام آیات ۱۲۳ تا ۱۲۵)

تم نے سماعت کی زحمت تو برداشت کرلی زیادہ زحمت نہیں دوں گا۔ نبی بڑا یا نبوت بڑی؟ اسے طے کرنا ہے لیکن آیت جہاں سے شروع ہوتی ہے اسے سنتے چلو

كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا اکابر کے معنی معلوم ہیں؟ — قوم کے

اکابر یعنی بہت بڑے اور آسان ترجمہ کردوں تو تم خوش ہو جاؤ گے۔ اکابر کے معنی V.I.P's۔

کَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا۔ ہم نے ہر بستی میں اس بستی کے بڑے بڑے مجرموں کو چھوڑ رکھا ہے۔

لِیَمْکُرُوْا فِیْهَا تاکہ وہ ان بستیوں میں فتنہ وفساد پھیلائیں۔

وَمَا یَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ اور یہ فتنہ اور فساد پلٹ کے ان ہی کی طرف جائے گا مگر یہ مفسد سمجھتے نہیں ہیں تو اس گروہ کے ہر مفسد کو بتلا دو، ہر فساد کرنے والے کو بتلا دو کہ تم نے ہم پر فساد نہیں کیا اپنی ذات پر فساد کیا ہے۔

دیکھو مجرم کی ضد غیر مجرم، عادل، معصوم۔ لیکن خدا کی قسم تم یہ جملہ سنو گے تو حیران ہو جاؤ گے۔ بھئی دن کا oppsite رات، رات کا oppsite دن۔ خیر کے مقابل شر، شر کے مقابل خیر۔ مجرم کے مقابل عادل۔ یہی تو کہو گے نا لیکن قیامت کی ہے قران مجید نے۔ کہنے لگا: اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ (سورۂ قلم آیت ۳۵) مجرم اور مسلم برابر نہیں ہو سکتے۔ جو مجرم ہوگا وہ مسلم نہیں ہوگا اور جو مسلم ہوگا وہ مجرم نہیں ہوگا۔

ان مسائل کی طرف متوجہ کرنا ضروری تھا۔

وَ کَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْکُرُوْا فِیْهَا ؕ وَمَا یَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝ ہر بستی میں مجرم چھوٹے ہوئے ہیں اب تمہاری بستی محفوظ نہیں ہے۔ ہر بستی میں اللہ نے مجرموں کو چھوڑ رکھا ہے۔ ڈھیل دے رکھی ہے۔ تو ڈھیل کو حکومت نہ سمجھنا۔ ڈھیل کو اقتدار نہ سمجھنا۔

کَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا ہم نے کیوں ڈھیل دے رکھی ہے؟ لِیَمْکُرُوْا فِیْهَا تاکہ وہ فساد کریں۔ کرلیں وہ جتنا (چاہیں) فتنہ وفساد کرلیں اس لیے کہ ہم نے تو ایک یوم الدین معین کیا ہے نا! کرلیں دنیا میں جتنا فتنہ وفساد۔

وَمَا یَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وہ سارا فتنہ وہ سارا فساد پلٹ کے ان ہی کی طرف جائے گا۔

وَ مَا یَشْعُرُوْنَ لیکن سمجھتے نہیں۔ تو پروردگار مجرم کو پہچانیں کیسے۔

تو کہا: سنو! اِذَا جَآءَ تْهُمْ اٰیَةٌ جب ان کے پاس قرآن آتا ہے۔

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ جب ان کے پاس آیت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک براہِ راست ہمیں نہ دے دی جائے۔ رسول کے ذریعے نہیں لیں گے۔ ہمیں براہِ راست دے دے۔ تو جو رسول سے ہٹ کر کتاب کو کافی سمجھے وہ مجرم ہے یا نہیں؟ آیت ہے آیت!!

کیا کہہ رہے ہیں؟ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ۔

ہمیں یہ رسول نہیں چاہیے۔ ہمیں تو کتاب دے دے۔ تو مجرم پہچانا گیا کہ رسول نہیں چاہیے کتاب چاہیے۔ اب اللہ نے فیصلہ دیا۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی اس رسالت کو کہاں رکھے۔

میں کل ہی تو کہہ رہا تھا کہ اگر مشکل مسائل تمہارے سامنے پیش نہ کروں تو کس کے سامنے جا کر پیش کروں۔ تو اب ذرا مشکل مسئلہ کو بھی دیکھتے جاؤ۔ اسے انتہائی آسان کروں گا تا کہ بچہ بھی سمجھ لے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔

اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کس ظرف میں قرار دے۔

ظرف کہتے ہیں برتن کو۔ اللہ اپنی رسالت کو کس برتن میں رکھے یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ یعنی رسالت ہے چیز، رکھی جائے گی رسول کے جسم میں۔ یعنی رسالت ہے مظروف، جو چیز رکھی جائے۔ رسول ہے ظرف، برتن۔ تو اللہ نے مظروف کو رسول کے ظرف میں رکھ دیا۔ یعنی رسالت رکھی گئی رسول کے جسم کے برتن میں۔

دیکھو اگر تمہیں ایک سیر دودھ لینا ہے اور ٹھیک ایک سیر کا برتن لے جاؤ تو جب وہ ایک سیر دودھ ڈالے گا کچھ چھلک جائے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ دودھ (کی مقدار) سے برتن کچھ بڑا ہو۔ اب جو رسالت دی جا رہی ہے اگر محمدؐ بڑا نہ ہو تو چھلک جائے۔

اب مجھے کہنے دو اور میں اپنے قول پر شرمندہ نہیں ہوتا، اگر چیلنج کر دو، غلط ہوگا میں

مان لوں گا۔ لیکن جب تک غلطی ثابت نہیں کرو گے مجھے کوئی شرمندگی نہیں ہوگی۔

کہنے دو کہ رسالت چھوٹی میرا محمدؐ بڑا۔ تم پھر دلیل مانگو گے بھئی میں نے دلیل تو دے دی کہ ایک سیر دودھ اس برتن میں آئے گا جو ایک سیر (کی گنجائش) سے ذرا سا بڑا ہو، ورنہ چھلک جائے گا۔ تو اب پوری رسالت جسمِ رسول میں آ گئی تو رسول بڑا رسالت چھوٹی۔

نہیں ایک اور دلیل دیدوں۔ اگر محمدؐ بڑا نہ ہوتا تو فرائض زیادہ نہ ہوتے۔ دنیا میں رسالت کرنی ہے، آخرت میں شفاعت کرنی ہے۔

کسی کے پاس حقِ شفاعت نہیں ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ شفاعت پہ بڑی بحث ہے اور اگر کبھی دامنِ وقت میں گنجائش ہوئی تو مسئلہ شفاعت کو واضح کروں گا۔ لیکن ایک جملہ کہہ جاؤں۔ جو لوگ قران فہمی کا ذوق رکھتے ہیں انہیں میں یہ جملہ ہدیہ کر رہا ہوں۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کس کی مجال ہے کہ اس کی بارگاہ میں شفاعت کرے۔ بس وہ کرے گا۔ ''بِاِذْنِهٖ'' جس کے پاس اذن ہوگا تو اب تلاش کر لینا کہ ''بِاِذْنِهٖ'' ہے کون۔ بس اسی کے پاس حقِ شفاعت ہوگا۔ تو کہنے لگا

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اور احزاب میں کہنے لگا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ۔

ظرف اور مظروف سمجھ میں آ گیا۔ ظرف ہے محمدؐ، مظروف ہے رسالت۔ ہم نے رسالت کو محمدؐ میں رکھا۔ تو جس چیز میں رکھی جائے وہ ''میں'' ہوتا ہے بڑا۔ چیز ہوتی ہے چھوٹی اب میں آیت پڑھوں۔

كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ۔ ہم نے ساری دنیا امام مبین میں رکھ دی۔

دیکھو آیتیں تمہاری خدمت میں ہدیہ کرتا جا رہا ہوں اور ان آیتوں کو ذہن میں محفوظ کرتے جاؤ اس لیے کہ اگر یہ آیتیں سمجھ میں آ گئیں تو منصبِ رسالت خود بخود سمجھ میں آتا چلا جائے گا۔ تو ہم یہاں تک تو آ گئے

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا۔

بڑے بڑے مجرم ہیں۔ رسولؐ کے زمانے میں بڑے بڑے مجرم تھے۔ اگر میں تاریخ بیان کرنے لگوں تو بڑا وقت صرف ہوگا۔ جا کے تاریخ میں مکہ کے ان بڑے بڑے مجرموں کے نام دیکھ لینا کہ کون تھے جو رسولؐ کو رسولؐ ماننا نہیں چاہتے تھے۔

ابوجہل جانتے ہو۔ بہت بڑا جاہل۔ (ایامِ) جاہلیت میں اس کا لقب تھا ابوالحکم، حکمتوں والا۔ زبانِ رسالت سے نکلا ابوجہل تو قیامت تک کے لیے ابوجہل ہوگیا۔ یہ ہے زبانِ محمدؐ کی طاقت۔ اب جسے جو کہہ دے وہ قیامت تک رہے گا۔

تو بڑے بڑے عقل والے سردار رسولؐ کے مخالف تھے۔ رسولؐ انسان ہے کہہ رہا ہے کہ مجھے رسولؐ مان لو۔ مشرکون نے نہیں مانا۔ میں نے کبھی کہا تھا۔

''بلوغ العرب فی ایام العرب'' اس کتاب میں میں نے یہ جملہ بھی دیکھا کہ یہ عرب جنگلوں میں جا کر تناور درختوں کو تراش کر بُت بنالیا کرتے تھے۔ پتھروں کو چھیلا، بڑے بڑے سنگ تراش تھے، اس سے بت بنالیا۔ شگون کے طور پر صبح سویرے جنگل کی طرف نکل گئے جو جانور پہلے نظر آ گیا ایک مہینے تک اس کی پوجا کر لی۔ اچھا کوئی سمجھدار ایسا تھا کہ وہ جنگل میں بھی نہیں گیا اس نے پتھر بھی نہیں تراشے۔ لکڑی کا بھی بت نہیں بنایا۔ اس نے گھر میں حلوے کا بت بنالیا۔ (یہ تاریخ ہے جو تمہارے سامنے بیان کر رہا ہوں) اور حلوے کے بت کی پوجا کرتے رہے اور جب قحط کا زمانہ آیا تو اسے کھالیا۔

سائیکالوجی دیکھو۔ نفسیات۔ اگر مشرک کی یہ سائیکالوجی سمجھ میں آ گئی تو میں کام کی ایک بات کہہ کے آگے بڑھ جاؤں گا۔

لکڑی کا بُت بنایا پوُج لیا، جانور پوج لیا، پتھر کے بُت انہیں بھی پوج لیا، خدا مان لیا جنگل کے جانور، انہیں بھی خدا مان لیا۔ تو جانور کو خدا ماننے کو تیار، انسان کہہ رہا ہے کہ میں خدا نہیں ہوں رسولؐ ہوں اسے نہیں مانتے۔

جانوروں کو خدا ماننے کے لیے تیار ہیں۔ یعنی خرگوش کے پجاری تھے، لومڑی کے پجاری تھے۔ تاریخ میں لکھا ہوا ہے بنی ثعلب، بنی ارنب۔ تاریخ میں موجود ہے اور

جانوروں کے پجاری تھے۔ تو جانوروں کو خدا ماننے پر تیار، انسان کہہ رہا ہے کہ میں خدا نہیں خدا کی طرف سے آیا ہوا ایک رسولؐ ہوں۔ تو انسان کو رسول نہیں مانیں گے جانور کو خدا مان لیں گے۔ بھئی بات کیا ہے؟

دیکھو مشرک کی نفسیات سمجھ لو پھر میری آج کی محنت سوارت ہو جائے گی۔ اب مشرک کی نفسیات میں کیا جانوں۔ ٹھیک ہے نا مشرک کی نفسیات ہے۔ جو علماء نے لکھا ہے وہ بیان کر رہا ہوں کہ میاں یہ جو جانور ہے وہ نہ تصدیق کر سکتا ہے نہ تردید کر سکتا ہے۔

لکڑی، پتھر کے بُت نہ تصدیق کر سکتے ہیں نہ تردید کر سکتے ہیں۔ تو وہ جو پجاری بیٹھا ہوا ہے اگر یہ کہہ دے کہ میرے اس بت نے تم سے پانچ سو ڈالر مانگے ہیں۔ تو بت انکار کرے گا؟ نہیں کرے گا نا! تو جتنا چاہو مانگ کے کھاؤ اس کے نام پر۔ کل پجاری کرتا تھا آج مُلّا کر رہا ہے۔

(کوئی شخص نعرہ لگاتا ہے کہ شیخاں وچ من کنت مولا کوئی نئیں)

یہ میرے بزرگ ہیں اور اس عمر میں ہیں کہ ان کا احترام لازم ہے کہتے ہیں شیخاں وچ من کنت مولا کوئی نئیں۔ بھئی! نبیاں وچ......

بات کو یہیں روک رہا ہوں پھر واپس آؤں گا۔ اپنی ہی تقریر سے ایک جملہ لے کے تمہاری خدمت میں عرض کروں۔ بار بار اس آیت کو پڑھ رہا ہوں:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(سورۂ آلِ عمران آیات۔ ۸۱، ۸۲) سنو نبیو! میرے محمدؐ پر ایمان لاؤ۔

اب میرے محمدؐ کا مومن آدمؑ۔ میرے محمدؐ کا مومن نوحؑ، میرے محمدؐ کے مومن ابراہیمؑ، میرے محمدؐ کے مومن موسیٰؑ۔ میرے محمدؐ کے مومن عیسیٰؑ اور میرا محمدؐ، آدمؑ کا نبی، نوحؑ کا نبی، موسیٰؑ کا نبی، عیسیٰؑ کا نبی، سارے انبیاء کا نبی۔

سارے انبیاء کا نبی میرا محمدؐ، اور سارے انبیاء میرے محمدؐ کے مومن اور سورۂ احزاب میں کہا: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (آیت ۶)۔ نبی اور مومن میں رشتہ یہ کہ نبی ہے مولا، مومن ہے غلام۔ تو آدمؑ میرے محمدؐ کے مومن، نوحؑ میرے محمدؐ کے مومن، ابراہیمؑ میرے محمدؐ کے مومن، موسیٰؑ میرے محمدؐ کے مومن، عیسیٰؑ میرے محمدؐ کے مومن، اور میرا محمدؐ آدمؑ کا مولا، نوحؑ کا مولا، ابراہیمؑ کا مولا، موسیٰؑ کا مولا، عیسیٰؑ کا مولا تو اب میرا محمدؐ جس جس کا مولا فھذا علیؑ مولاہ۔

اچھا تو میں کہہ رہا تھا حلوے کی بات۔ تو مشرک کیا کر رہا تھا۔ بتوں کے نام پہ لے کر کھا رہا تھا۔ اس لیے کہ بت انکار تو نہیں کرسکتا کہ میں نے سو ڈالر نہیں مانگا، پچاس من حلوہ نہیں مانگا۔ تو بولتا نہیں ہے صامت ہے۔ نہ بولنے والے کو کیا کہتے ہیں۔ صامت۔ سنا ہوگا تم نے کتابِ صامت۔ تو بت تو ہے صامت اس کے نام پر جتنا چاہو مانگ کے کھا جاؤ وہ کچھ کہنے والا تو ہے نہیں اور میرا نبی ہے ناطق۔ اس کے نام پر کھا نہیں سکتے۔ تو اُسے خدا مان لو اِسے رسول نہ مانو۔

آج مشرک کا مزاج سمجھ میں آ گیا کہ اگر دو چیزوں ہوں ایک صامت ایک ناطق تو صامت کو لے لے ناطق کو چھوڑ دے۔

مجرمین تھے کہا: ناطق کو زندہ نہیں رہنے دیں گے۔ قتل کی سازش ہوئی۔ تم سب جانتے ہو صرف تمہارے ذہن میں واقعہ کو بیدار کر رہا ہوں۔ یہ ہجرت کا سبب کیا تھا؟

وہ بڑے بڑے مکہ کے مجرمین انہوں نے طے کیا (چالیس قبیلے، ستر قبیلے تاریخ میں اختلاف ہے) کہ ایک ایک قبیلے سے ایک ایک آدمی ایک ساتھ محمدؐ پر حملہ کریں تاکہ الزام سارے قبیلوں میں بٹ جائے اور بنی ہاشم بدلہ نہ لے سکیں۔

جان کو خطرہ ہوگیا۔ حکم ہوا کہ ہجرت کر جاؤ۔ جان خطرے میں ہے بچ جائے گی۔

اچھا مشرکوں نے امانتیں رکھوائی تھیں محمدؐ کے پاس۔ اگر ہجرت کر جائیں تو جان تو بچ جائے گی۔ رسالت ختم ہوجائے گی۔

رسالت خطرہ میں ہے کہ لے کے بھاگ گیا۔ نعوذ باللہ، نعوذ باللہ امانتیں مسلمانوں کا رسولؐ لے کے چلا گیا۔ اگر رک جائیں تو جان خطرے میں، اگر ہجرت کر جائیں تو رسالت خطرے میں اب دو ہوں تو کام چلے۔ کوئی بستر پر لیٹ کر رسالت کو بچالے کوئی باہر نکل کر جان کو بچالے۔

بچانا دونوں کو ہے تو: یا علیؑ تم میرے بستر پر سو جاؤ۔

بھئی وہ رسولؐ جو ایک مٹھی کنکری اٹھائے ان پر وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (سورہ یٰس آیت ۹) پڑھ کر پھونکے اور پڑھنے کے بعد منہ پر پھینک دے اور مشرک اندھے ہو جائیں اور وہ ان کے درمیان سے نکلتا ہوا چلا جائے کتنا بڑا رسولؐ ہے؟ اسے کیا ضرورت ہے کسی کو سلائے؟ بھئی جیسے یہاں اندھا کیا ہے وہاں بھی اندھا کر دے۔ بستر نظر ہی نہ آئے انہیں۔ کہا کہ نہیں بستر پر سو جاؤ۔

بھئی عجیب بات ہے لے جائیے علیؑ کو بھی ساتھ۔ کہا: نہیں اس کو روکوں گا۔

اب اگر سمجھ سکو تو سمجھنا۔ دیکھو ایک چیز ہوتی ہے فرار کہ جہاں سینگ سمائے وہاں بھاگ گئے۔ فرار کسی منصوبہ سے نہیں ہوتا۔ جان کا خوف ہوا دریا میں اُتر گئے، پہاڑ پہ چلے گئے۔ میدانوں کی طرف چلے گئے۔ ایسا ہوتا ہے نا! فرار میں کوئی منصوبہ نہیں ہوتا۔ ہجرت میں منصوبہ ہوتا ہے کہ مجھے سفر کرنا ہے تو پورا بندوبست کر کے جانا ہے۔

تو اس جملہ کو اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھ لینا۔ اگر جانے والا حق اپنے بعد والے حق کو بستر پر سلا کے نہ جاتا تو ہجرت نہ رہتی فرار ہو جاتا۔

گفتگو مکمل ہوگئی۔ میرے نبی کی ہجرت مکہ سے مدینہ کی طرف، میرے حسینؑ کی ہجرت مدینہ سے مکہ کی طرف۔ اگر یہ جملہ مجھے یاد رہا یا تم نے یاد دلا دیا تو میں تمہیں ان ہجرتوں کا فرق بتلاؤں گا۔

حسینؑ یہ کہہ کہ چلے کہ: ان كان دين محمد لم يستقي الا بقتلي يا سيوف خذيني اگر میرے نانا کا دین میرے قتل کے بغیر نہیں بچ سکتا تو تلواروں آؤ میرے گلے کو کاٹ دو۔

میں نے کبھی یہ جملہ کہا تھا اور آج یہ جملہ پھر کہہ رہا ہوں کہ حسینؑ نے کہا تھا کہ تلوارو آؤ میرے گلے کو کاٹ دو۔ تو کیا عاشور کے دن حسینؑ نے صرف اپنا گلا دیا؟

عجیب عجیب گلے دیئے ہیں حسینؑ ابن علیؑ نے۔ ابوالفضل العباسؑ کا گلا دیا ہے۔ علی اصغرؑ کا گلا دیا ہے۔ ایک گلا ایسا بھی دیا حسینؑ نے جو کاٹا تو نہیں گیا لیکن رسی سے جکڑ کے باندھا گیا۔ سکینہؑ کا گلا۔ اور انہی گلوں میں شبیہ رسول علی اکبرؑ کا گلا۔

گفتگو آ گئی علی اکبرؑ تک، بڑا چہیتا بیٹا تھا حسینؑ ابن علیؑ کا۔

تھوڑا سا میرے پاس وقت ہے، یہی فضائل ہیں یہی مصائب ہیں۔ سنو گے؟ جب علیؑ اکبر پیدا ہوئے تو لوگ مبارکباد کے لیے آئے اور حسینؑ ابن علیؑ انہیں مبارکباد کے بدلے ہدیے دیتے رہے۔ صبح سے شام تک لوگ مبارکباد کے لیے آئے اور حسینؑ نے انہیں ہدیے دیئے۔ رات کے وقت شہزادی زینبؑ آئیں۔ کہا: بھیا! بیٹا مبارک ہو۔ حسینؑ نے کہا: زینبؑ تم اب آئی ہو جب میرے پاس کچھ نہ رہا۔ اچھا اب ہدیہ میں علی اکبرؑ (کو) لے جاؤ۔

زینبؑ نے پالا ہے علی اکبرؑ کو اور میرے سمجھ میں آ گیا کہ علی اکبرؑ ہیں شبیہ رسولؐ اب وہ پالے جو شبیہِ فاطمہؑ ہو۔

ایسا بچہ کہ حضرت ام لیلیٰؑ بیان فرماتی ہیں کہ اندھیری رات کو میرا بچہ جھولے میں سو رہا ہے۔ میں آدھی رات کو کوئی سایہ دیکھتی تھی اپنے بچے پر تو میں گھبرا کے پوچھتی تھی: آنے والے کون؟

حسینؑ کہتے: ام لیلیٰ! میں حسینؑ ہوں۔

کہا: مولا آپ اس وقت؟

کہا: اکبرؑ کی محبت سونے نہیں دیتی۔

پہچان رہے ہو اکبرؑ کو! ایک دن اکبرؑ نے بغیر موسم کے انگور مانگ لیا۔

حسینؑ نے ہاتھ بڑھایا جنت سے انگور آ گئے۔

مدینہ کی گلیوں سے جب عباسؑ اور اکبرؑ گزرتے تھے تو ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے تھے بنی ہاشم کے حُسن کو دیکھنے کے لیے۔

اچھا یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ عباسؑ کا قد لمبا تھا۔ مدینہ کی گلیوں میں جب ایک ساتھ چلتے تھے تو جھک کے چلتے تھے۔ کسی نے کہا: ابوالفضل یہ کیا کرتے ہو؟

کہا: اکبرؑ کا چہرہ میرے رسولؐ کے مشابہ ہے میں پسند نہیں کرتا کہ میرا چہرہ اس کے چہرے سے بلند ہو جائے۔ ایسا بیٹا آیا: بابا! مجھے جنگ کی اجازت ہے؟

فنظرہ من راسه الی قدمه۔

حسینؑ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جوان بیٹا اجازت مانگ رہا ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا۔

حسینؑ نے ٹھنڈی سانس لی اور جواب میں ہاں کہا نہ نہ کہا۔

جانتے ہو کیا کہنے لگے؟— کہنے لگے: کاش اکبر تمہارے پاس تم جیسا کوئی بیٹا ہوتا اور وہ تم سے مرنے کی اجازت مانگتا تو میں دیکھتا کہ کس دل سے اجازت دیتے ہو۔

بیٹے کے اصرار پر اجازت دی اور جب اجازت دی تو اکبرؑ کا ہاتھ تھاما۔ خیمے میں لے گئے، صندوق کھولا۔ رسولؐ کا عمامہ اکبرؑ کے سر پر رکھا، رسولؐ کی عباء اکبرؑ کے دوش پر ڈالی۔ رسولؐ کی تلوار اکبرؑ کے حمائل کی۔ اور کہا: بیٹا تو تیار ہو گیا۔ تجھے پالا ہے تیری پھوپھی نے جا اپنی پھوپھی سے اجازت لے لے۔

مجھے نہیں معلوم کہ پھوپھیوں نے بہنوں نے اور بھاوجوں نے کس طریقہ سے اجازت دی ہے اکبرؑ کو۔ لیکن ایک جملہ ملتا ہے کہ جیسے ہی اکبرؑ خیمے میں گئے۔ بیبیوں نے بال کھول دیئے اور آواز دی: اکبر ارحم غربتنا۔ اکبرؑ ہماری غربت پر رحم کھاؤ۔

راوی کہتا ہے کہ اکبرؑ خدا حافظ کہہ کر جب نکلنا چاہ رہے تھے تو خیمے کا پردہ اٹھارہ مرتبہ اٹھا، اٹھارہ مرتبہ گرا۔

راوی کہتا ہے کہ جب نکلنا چاہتے تھے کوئی کھینچتا تھا۔ کوئی دامن تھامتا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ دامن تھامنے والا کون تھا لیکن میرا دل کہتا ہے کہ جب اکبرؑ نکل رہے ہوں گے چھوٹی بہن نے دامن پکڑا ہو گا کہ بھیا سکینہؑ کو کس کے حوالے کر کے جا رہے ہو؟

مجلس ہفتم

عزیزانِ محترم! آج ہم منصبِ ہدایت اور قرآن کے عنوان سے جس سلسلۂ گفتگو میں شریک ہو رہے ہیں۔ یہ ساتواں سلسلۂ گفتگو ہے۔ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ یہ قرآن وہ کتاب ہے جو انتہائی مضبوط عقائد کی ہدایت کرتی ہے۔ سورۂ نحل میں آواز دی ھُدًی وَّ رَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (آیت ۶۴) یہ کتاب ہدایت بھی ہے اور یہ کتاب رحمت بھی ہے صاحبان ایمان کے لیے۔

سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا: ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ (آیت ۱۸۵) یہ کتاب پوری انسانیت کے لیے ہدایت ہے اور اس میں نشانیاں رکھی ہیں پوری ہدایت کی اور وہ باتیں رکھ دی ہیں۔ جو حق کو باطل سے الگ کرتی ہیں۔

دیکھیے اب ظاہر ہے کہ جو میں سوچ کے آیا تھا وہ تو بعد میں ہوگا اور جو نہیں سوچا ہے وہ پہلے ہوگا۔ مولانا عقیل الغروی صاحب تشریف فرما ہیں یہ اگرچہ جونیئر ہیں مگر میرے دوست ہیں۔ مولانا توفیق نجفی تشریف فرما ہیں۔ میرے عزیز دوست شعیب بخاری تشریف فرما ہیں۔ نورچشم جاوید احمد بھی بیٹھے ہوئے اور حضرت فیروز الدین رحمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہیں۔ مصطفیٰ کمال صاحب بھی تشریف لے آئے اور ان کا کمال یہی ہے کہ ان کے ساتھ مصطفیٰ لگا ہوا ہے۔ تو اب سلسلۂ گفتگو ذرا تبدیل ہو جائے گا اور ضرورت ہے کہ اس تبدیلی کو آپ محسوس کریں۔

ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ قرآن ہدایت ہے اور ہدایت کی واضح

ترین نشانیاں اس قرآن میں ہیں: هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔
یہ کتاب ہدایت ہے اور رحمت ہے صاحبانِ ایمان کے لیے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ سورۂ آلِ عمران قرآن مجید کا تیسرا سورہ وہاں جب قرآن مجید کا تعارف کرایا تو وہاں آواز دی: هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ۔

(اقبال حیدر صاحب بڑے سینئر سیاستدان ہیں اور آغازِ مجلس سے شریک ہو رہے ہیں تو انہیں ایک پیغام تو دے دوں۔ دیکھو یہ متحدہ والے جو ہیں اب کوئی ان کا شکریہ ادا کرے یا نہ کرے لیکن انہوں نے عزاداری کی خدمت تو کی ہے۔ اب یہ اقتدار آنی جانی شے ہے۔ عزاداری کی خدمت انہیں دنیا میں بھی سرخ رو کرے گی آخرت میں بھی سرخ رو کرے گی)۔

اب ذرا قرآن کے سلسلے میں باتیں سنتے جاؤ۔ سورۂ آلِ عمران: هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ حبیب، اللہ وہ ہے جس نے تمہارے اوپر کتاب کو نازل کیا
مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ اس میں کچھ آیات محکم ہیں۔
هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ اور وہی کتاب کی base ہیں۔
وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ اور کچھ آیتیں متشابہ ہیں۔ جن کے معنی معین نہیں ہیں۔
فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ تو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے۔
فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ وہ محکم کو چھوڑتے ہیں متشابہ کو لیتے ہیں۔ یعنی ایسے لوگ ہیں جو محکم کو چھوڑتے ہیں متشابہ پر عمل کرتے ہیں۔
وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ۔ حالانکہ ان کی تاویل سے سوائے اللہ اور وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ کے کوئی واقف نہیں ہے۔
قرآن کی (آیتوں کی) دو قسمیں ہیں۔ محکم ہیں، سب کی سمجھ میں آجائیں۔ متشابہ

ہیں سمجھ میں نہ آئیں۔ یا پوری کتاب محکم کر دیتا یا پوری کتاب کو متشابہ بنا دیتا۔ یہ بات کیا ہے۔ آدھی کتاب محکم آدھی متشابہ۔ اور واضح کروں محکم جس سے مرادِ الٰہی واضح ہو جائے۔ متشابہ جس سے مرادِ الٰہی ظاہر نہ ہو۔ تو کچھ ایسی رکھیں جو سمجھ لو، کچھ ایسی رکھیں جو نہ سمجھو۔ تو یا تو سب سمجھ میں آجاتیں یا ایک بھی سمجھ میں نہ آتی یہ دونوں قسمیں کیوں رکھیں۔ اگر ساری محکم رکھ دیتا تو وارثِ قرآن چھوٹ جاتے۔ اور اگر ساری مشابہ رکھ دیتا تو قرآن ہی چھوٹ جاتا۔

دیکھو اگر ساری محکم رکھ دیتا کہ ہر ایک کی سمجھ میں آجائیں تو پھر وارثِ قرآن کے پاس جانے کی کیا ضرورت رہ جاتی اور اگر ساری متشابہ رکھ دیتا تو وارثِ قرآن کے پاس بیٹھے رہتے قرآن کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی۔ تو رکھنا تھا دونوں کے ساتھ، قرآن کے ساتھ بھی اور وارثِ قرآن کے ساتھ بھی۔

کسی نے جھنجھلا کے کہا جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرزندِ رسولؐ قیامت تک رہنے والی کتاب میں متشابہ آیتوں کی ضرورت کیا تھی؟ ساری محکم رکھ دیتا۔ تو فرمانے لگے کہ اللہ نے قرآن مجید میں متشابہ آیتیں اس لیے رکھیں کہ قیامت تک آلِ محمدؐ کے ایک شارح کا وجود ضروری رہے۔

آف دی ریکارڈ گفتگو ہو رہی ہے۔ نشریاتی میڈیا پر تم دو تین دن بعد سنو گے۔ دیکھو قرآن نازل کیا۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (سورۂ نحل آیت ۶۴) حبیب یہ کتاب نازل اس لیے کی کہ تو بیان کرے۔ لِتُبَيِّنَ تو بیان کرے اور اسی سورۂ نحل میں کہا: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (آیات ۴۳۔۴۴)

حبیب اس کتاب کو اس لیے نازل کیا کہ تو بیان کرے۔ کلام اللہ کا بیان محمدؐ کا۔

دو مقامات کی آیتیں ہو گئیں نشریاتی رابطہ پر دو دن بعد سننا۔ اب ظاہر ہے کہ شیشے کے گھر کے تقاضے اور ہیں منبر کے تقاضے اور ہیں۔

پھر کہنے لگا: ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (سورۂ قیامت آیت ۱۹) اس قران کے بیان کی ذمہ داری میری ہے اور پھر سورۂ رحمان میں آواز دی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلرَّحْمٰنُ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ جہاں قران وہیں بیان۔

حبیب کوئی بیان نہ کرے۔ بیان فقط تو کرے گا۔

قران میرا بیان تیرا۔

تو جو کتاب زمانۂ رسول میں بیانِ رسولؐ کے بغیر کافی نہ ہو وہ بعد رسولؐ کیسے کافی بن جائے گی؟

تو جیسا قران ویسا بیان، جیسا بیان ویسا قران۔ لفظ بدل دوں جیسا محمدؐ ویسا قران جیسا قران ویسا محمدؐ۔

(یہ جو گفتگو ہو رہی ہے وہ مولانا رحمانی کی خواہش پر ہو رہی ہے)

میاں آپ کا خیال ہے توہین رسالت ہو رہی ہے؟— کس میں مجال ہے کہ توہین رسالت کر سکے؟ وہ اپنے عقیدے خراب کر رہے ہیں جو توہین رسالت کر رہے ہیں۔ رسالت کا کچھ نہیں بگڑتا۔

سورۂ نحل قران مجید کا سولھواں سورہ آیت کا نشان ۸۹:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ۔

مقامِ رسالت کو سمجھو اگر سمجھ گئے تو رسول سمجھ میں آ گیا۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ حبیب قیامت کے دن ہم ہر نبی کو اس کی قوم پر گواہ بنا کر لائیں گے وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ اور ان نبیوں پر تجھے گواہ بنائیں گے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اور حبیب ہم نے اس کتاب کو تیرے اوپر نازل کیا۔ کب نازل کیا؟— شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۵) یہ قران ہم نے رمضان کے مہینے میں اتارا۔ اچھا رمضان میں دن بھی ہیں راتیں بھی ہیں کب اتارا؟—

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (سورہ دخان آیت ۳) دیکھو سوال کرتے جاؤ قرآن خود جواب دیتا جائے گا — مالک اس مبارک رات کا نام کیا ہے؟ کہا: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ۔ ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا۔

مالک اب یہ بتلا کہ تیرے اتارنے کا وسیلہ کیا تھا؟—

سورۂ شعراء پڑھو۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ (آیت ۱۹۳)

ہم نے جبریلؑ کے ذریعے اس کتاب کو اتارا۔

اچھا مالک یہ بتلا دے کہ اتارا ہے تو کہاں اتارا۔ محمدؐ کے سر پر، محمدؐ کے کانوں پر، محمدؐ کی آنکھوں پر۔ کہاں اتارا؟

نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ عَلٰى قَلۡبِكَ۔ حبیب ہم نے اس قرآن کو تیرے دل پر اتارا۔ بھئی دل پر اتارا دماغ پر نہیں۔

سوالات تم کرتے جا رہے ہو قرآن جواب دیتا جا رہا ہے۔ اب ایک سوال اور کرلو کہ مالک تیرے اس قرآن کی طاقت کیا ہے؟

کہا: پڑھو سورۂ حشر میں:

لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ۔

اس قرآن میں اتنا وزن ہے کہ اگر پہاڑ پر اتر جائے تو پہاڑ ہٹ جائے۔ کتنی طاقت ہے پہاڑ میں؟ کہ اگر قرآن پہاڑ پہ آجائے تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دے۔ یہی کہا ہے نا!

کیا مضبوط ہے میرے محمدؐ کا دل!! کہ جسے پہاڑ نہ اٹھا سکے اسے میرے محمدؐ کے دل نے اٹھالیا تو جس کا دِل اتنا مضبوط ہو اس کا دماغ اتنا کمزور نہیں ہوسکتا کہ ہلکے بخار میں ہذیان ہو جائے۔

میرا مشن آج کی حد تک یہ ہے کہ ذرا سا مقام رسالت سمجھ میں آجائے۔ آیات دیکھتے چلو۔

وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَىۡءٍ۔ حبیب ہم نے یہ کتاب تیرے اوپر اتار دی۔

کتاب میں کیا ہے: تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ ہر شے کا کھلا بیان ہے۔

هُدًی: یہ کتاب ہدایت ہے، رحمةً: یہ کتاب مسلمانوں کے لیے رحمت ہے۔

بُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ یہ کتاب مسلمانوں کے لیے خوش خبری ہے۔

کن کے لیے رحمت ہے لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ مسلمانوں کے لیے رحمت ہے۔

چار صفتیں ہیں قران کی۔ سارا بیان قران میں ہے، قران ہدایت ہے، قران رحمت ہے، قران بشریٰ ہے۔ اب ذرا میرے نبی میں یہ چاروں صفتیں دیکھتے جاؤ۔

پہلی صفت: تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ۔ حبیب ہر شے کا بیان قران میں ہے۔

حبیب: عَلَّمَکَ مَا لَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ (سورۂ نساء آیت ۱۱۳) سارا علم تجھے دے دیا۔ تو سارا علم قران میں سارا علم محمدؐ میں۔ برابر ہو گئے قران محمدؐ کے اور محمدؐ قران کے!— ایک صفت میں برابر ہو گئے۔

ھدیٰ: قران ہدایت ہے۔ اِنَّکَ لَتَهۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ (سورۂ شوریٰ آیت ۵۲) تو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔ قران ہدایت، محمدؐ ہدایت کرنے والا۔ دو صفتوں میں برابر ہو گئے۔

تیسری صفت: رَحۡمَةً۔ قران رحمت ہے۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ قران بھی رحمت ہے تم بھی رحمت ہو۔

تین صفتوں میں قران برابر ہے محمدؐ کے، محمدؐ برابر ہیں قران کے۔ آخری صفت بشریٰ۔ قران خوش خبری ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا

حبیب ہم نے تجھے خوش خبری سنانے والا بنایا تو جو صفت قران کی وہ صفت محمدؐ کی اور جو صفت محمدؐ کی وہ صفت قران کی۔ ایسا لگتا ہے جیسے لفظ دو ہیں چیز ایک ہے۔ بھئی جب اللہ کا علم لفظوں میں ڈھلا تو قران بنا۔ نور میں ڈھلا تو محمدؐ کہلایا۔

اب حد یہ کر رہا ہوں مولانا رحمانی کو ایک جملہ۔ کہہ رہے تھے کہ گستاخانِ رسالت بہت پیدا ہو گئے ہیں اور گستاخانِ رسالت پر کچھ فرما دیجیے۔ اب میں کیا اور میری حیثیت

کیا میں کیا فرماؤں گا میں ایک ہی جملہ کہہ سکتا ہوں کہ جیسا قرآن ویسے محمدؐ۔ جیسے محمدؐ ویسا قرآن۔ اگر قرآن لاریب تو محمدؐ لاریب، اگر قرآن بے عیب تو محمدؐ بے عیب۔

آج اس منبر سے میں اگر قرآن کی غلطیاں نکالنے لگوں تو یہ پورا مجمع مجھے کافر بنا کے باہر نکال دے گا۔ تو میں اگر قرآن میں غلطیاں تلاش کروں تو مجھے کافر بنا دو اور ملّا اگر محمدؐ میں غلطیاں تلاش کرے تو شیخ الحدیث بنا کے بٹھا دو۔

عجیب لوگ ہیں۔ پھر کہہ رہا ہوں میں کہ قرآن برابر ہے محمدؐ کے۔ محمدؐ برابر ہیں قرآن کے لیکن اب اپنی ہی دلیل کو توڑ رہا ہوں۔ نہیں قرآن چھوٹا میرا محمدؐ بڑا۔

یہ جملہ آسان نہیں ہے پتہ پھٹ جائے یہ جملہ کہنے کے لیے۔ قرآن چھوٹا میرا محمدؐ بڑا اور اب کوئی نئی دلیل نہیں دوں گا۔ جو دو آیتیں تمہارے سامنے پڑھی ہیں انہی کو دہراؤں گا۔ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ قرآن ہے هُدًى لِلْمُسْلِمِيْنَ اور میرا محمدؐ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

قرآن هُدًى لِلْمُسْلِمِيْنَ، مسلمانوں کے لیے ہدایت ہے۔

قرآن رَحْمَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ۔ مسلمانوں کے لیے رحمت ہے۔

قرآن بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ۔ مسلمانوں کے لیے بشارت ہے۔

تو قرآن رحمت ہے لِلْمُسْلِمِيْنَ اور میرا محمدؐ رحمت ہے لِلْعٰلَمِيْنَ۔

میں نے کبھی یہ جملہ اس منبر سے آج سے بیس سال پہلے کہا تھا کہ خدا کی قسم کھا کے کہہ رہا ہوں کہ مجھے عالمین کے معنی نہیں معلوم۔ اتنی بڑی یونیورس ہے اور اتنی بڑی کائنات ہے کہ کہاں پر جا کے۔ کائنات کو ختم کریں۔ تو مجھے نہیں معلوم کہ عالمین کتنا بڑا ہے لیکن اتنا جانتا ہوں کہ عالمین صوبۂ سندھ کا نام نہیں ہے، جس کے وزراء تشریف فرما ہیں۔

اچھا پورے پنجاب کا نام بھی نہیں ہے۔ پورے پاکستان کا نام بھی نہیں ہے۔ پورے عالم عرب کا نام بھی عالمین نہیں ہے۔ اگر عالمین سمجھ میں آ گیا تو رحمت اللعالمین سمجھ میں آ گیا۔

تو بھی ایک جگہ مجھے عالمین کی تعریف مل گئی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اب جہاں جہاں میرے خدا کی خدائی جائے میرے نبی کی نبوت ساتھ جائے۔

یہ سورۂ نحل اور وہ سورۂ حجرات کا آغاز۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

اے ایمان لانے والو! خدا اور نبی سے آگے نہ بڑھنا۔ اب خدا سے تو آگے بڑھ نہیں سکتے۔ نبی تمہارے درمیان ہے آگے نہ بڑھ جانا— آیت ہے آیت۔

قران کتنے سال میں نازل ہوا؟ تیئس سال کچھ مہینے چند دن اور قران کا کام کہاں تک ہے؟ قیامت تک۔ اور آیا ہے تیئس سال میں تو کام زیادہ ہے ٹائم کم ہے۔ ایسا ہے یا نہیں؟ تو اب قران غیر ضروری باتیں تو بیان کرے گا نہیں۔ اے ایمان لانے والو! رسولؐ سے آگے نہ بڑھ جانا۔ کوئی بڑھا ہوگا نا! آیت ہے آیت— منع کیا۔ خبردار میرے نبیؐ سے آگے نہیں بڑھنا۔ کوئی بھی منزل ہو میرے نبیؐ سے آگے نہیں جانا۔

دوسری آیت سورۂ حجرات کی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔ اے ایمان لانے والو! نبی کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔ کسی نے کی ہوگی نا!

تیسرا حکم سنو گے؟ جسے نبیؐ کہتے ہیں۔ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ۔ اور دیکھو میرے نبی کو ویسے نہ پکارو جیسے اپنے دوستوں کو پکار لیتے ہو۔

اگر تم جیسا ہوتا تو ہم اجازت دے دیتے۔ تو میرے نبی کو ویسے نہ پکارو جیسے اپنے دوستوں کو پکارتے ہو۔ میرے نبیؐ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور میرے نبیؐ سے آگے کسی بھی کام میں نہ ہونا اور اگر آگے ہو گئے: اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ تمہاری پڑھی ہوئی نمازیں تمہارے منہ پر مار دوں گا۔ تمہارے رکھے ہوئے روزے

تمہارے منہ پر ماردوں گا۔ تمہاری دی ہوئی زکوٰۃ تمہارے منہ پر ماردوں گا۔ تمہارا کیا ہوا حج تمہارے منہ پر ماردوں گا۔

تو اگر نماز ہو نبیؐ سے آگے تو یہ قبول نماز نہیں ہے منہ پر ماری جانے والی نماز ہے۔

یہ حجرات جہاں نبی کی حفاظت کی اور اب سورۂ والضحیٰ میں آواز دی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ؕ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ؕ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ

دن کے گرم وقت کی قسم اور جب رات اندھیری ہو جائے۔ اس وقت کی قسم حبیب ہم نے کبھی تمہیں اکیلا نہیں چھوڑا۔ وَ مَا قَلٰى اور حبیب ہم تم سے کبھی ناراض نہیں ہوئے ہیں۔

حبیب ہم نے کبھی تمہیں اکیلا نہیں چھوڑا — کون کہہ رہا ہے؟ — اللہ: قرآن کی آیت ہے کہ حبیب ہم نے تمہیں کبھی تنہا اور اکیلا نہیں چھوڑا۔ تو جب میرے محمدؐ کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کے ساتھ گزر رہا ہے تو اس زندگی میں نہ غفلت ہوگی، نہ سہو ہوگا، نہ نسیان ہوگا، نہ ہذیان ہوگا۔ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ حبیب تیرا انجام تیرے آغاز سے بہتر ہوگا

وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور حبیب تجھے ہم اتنی نعمت دیں گے کہ تو ہم سے راضی ہو جائے گی۔

کمال ہو گیا ساری دنیا۔ قربتاً الی اللہ نمازیں پڑھ رہی ہیں، کہ اللہ راضی ہو جائے اور اللہ کہہ رہا ہے کہ حبیب تو مجھ سے راضی ہو جا۔

میں نے کسی موقع پر یہ جملہ کہا تھا کہ حضرت سلیمانؑ کی ایک دعا قرآن میں ہے۔ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ (سورۂ احقاف آیت ۱۵) مالک مجھے ایک ایسا عمل صالح بتلادے کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ تو سلیمانؑ کی تمنا ہے کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔

سورۂ طٰہٰ میں ہے کہ موسیٰؑ تم نے جلدی کیوں کی؟

کہا: لِتَرْضٰى (آیت ۸۴) مالک اس لیے جلدی کی کہ تو راضی ہو جائے۔

کمال ہو گیا ایک لاکھ تیئس ہزار نو سو ناوے نبی اس چکر میں لگے ہوئے ہیں کہ اللہ

ان سے راضی ہو جائے۔ سب کی خواہش یہ ہے کہ اللہ ان سے راضی ہو جائے اور اللہ کی خواہش ہے کہ محمدؐ اس سے راضی ہو جائے۔

کیا صحابۂ کرام کے لیے یہ نہیں کہتے ہو رضی اللہ عنہم، رضی اللہ عنہ۔ اللہ ان سے راضی ہو جائے؟ دعائیہ کلمہ ہے۔ ان کی تمنا ہے کہ اللہ ان سے راضی ہو جائے۔ اللہ کی تمنا ہے کہ محمدؐ مجھ سے راضی ہو جائے۔ تو جب انبیاء اور صحابہ مل کر محمدؐ جیسے نہ بن سکے تو یہ عرب کا بدّو محمدؐ جیسا کیسے بن جائے گا؟!

ذرا سا مقامِ محمدؐ عربی کو دیکھتے جاؤ۔ میرا نبی آیا اور آنے کے بعد اس نے اپنی صداقت منوائی، اس نے اپنی امانت منوائی۔ اور ایک دن کہنے لگا: تمہارے یہ بُت اندھے، تمہارے یہ بُت لنگڑے، تمہارے یہ بُت لولے، تمہارے یہ بُت اپاہج، یہ کسی کام کے نہیں ہیں، یہ کوئی بات سنتے نہیں ہیں۔

ان کے خداؤں کو میرا نبی برا کہہ رہا ہے۔ اب سائیکالوجیکلی بتاؤ۔ میں آپ کے خدا کو برا کہوں گا آپ میرے خدا کو برا کہہ لیں گے۔ وہ مشرک، اپنی آن اور غیرت پر مرجانے والا عرب وہ سُن رہا ہے کہ مسلمانوں کا رسولؐ کہہ رہا ہے تمہارے بت اندھے ہیں، تمہارے بت لنگڑے ہیں، تمہارے بت اپاہج ہیں، تمہارے بت کسی کام کے نہیں ہیں۔ میرا خدا سمیع ہے، میرا خدا بصیر ہے، میرا خدا علیم ہے، میرا خدا قادر ہے۔

ان کی برائیاں بیان کررہے ہیں اور اپنے اللہ کی اچھائیاں بیان کررہے ہیں تو تبلیغ کے پہلے ہی دن تبرا بھی ہے تولاّ بھی ہے۔

علم کلام کی ایک اصطلاح ہے جو میں نے بیان کی کہ ان کی برائیاں بیان کرو اپنے خدا کی تعریف کرو۔ کوئی غیرت والا عرب تو اٹھتا اور اُٹھ کے کہتا کہ تم نے ہمارے خداؤں میں سو عیب نکال دیئے لاؤ اپنا خدا سامنے تو پانچ سو عیب ہم اس میں نکالیں گے۔

لڑنا گوارا کیا، مرنا گوارا کیا، کٹ جانا گوارا کیا، اولاد کا کٹ جانا گوارا کیا لیکن مشرک عربوں نے یہ چیلنج نہیں کیا کہ لاؤ اپنے خدا کو تو پانچ سو عیب ہم اس میں نکالیں گے۔ کسی

نے نہیں کہا۔ تو آخر یہ زبانیں بند کیوں ہوگئیں، تو اس لیے بند ہوگئیں کہ ایسا بے عیب رسول بھیجا ہے۔ پہلے تو عیب اس میں تلاش کرو۔ مجھ تک تو بعد میں آ ؤ گے۔

اب اس مقام سے پھر آیات قرانی کی طرف واپس جاتا ہوں۔ سورۂ نساء ۶۴ ویں آیت فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ دیکھو اللہ اپنی قسم کھا رہا ہے یہ جو زبانی کلمہ پڑھ رہے ہیں

لَا يُؤْمِنُونَ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ سے فیصلہ نہ کروائیں۔ یعنی جھگڑا تمہارا فیصلہ محمدؐ کا۔ جب تو مسلمان ہو ورنہ نہیں۔

اچھا فیصلہ تو کروالیا۔ لیکن دل میں کھٹکا رہ گیا کہ محمدؐ نے صحیح فیصلہ کیا ہے یا نہیں۔ اب آیت کہتی ہے: ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ مِّمَّا قَضَيْتَ صرف فیصلہ کروالینا کافی نہیں ہے فیصلہ پر کھلے دل سے آمادہ ہوجانا ضروری ہے۔ اس سے کیوں محبت کرتا ہے مجھ سے کیوں محبت نہیں کرتا یہ دل میں نہیں آنا چاہیے۔ اسے علم کیوں دے دیا ہمیں کیوں نہ دیا اب دِل میں نہیں آنا چاہیے۔ جو فیصلہ کردیا وہ کردیا۔

اب سورۂ احزاب۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا (آیت) حبیب ہم نے تجھے نبی بنایا، رسولؐ بنایا، گواہی دینے والا بنایا، تجھے خوش خبری دینے والا بنایا، تجھے ڈرانے والا بنایا۔

وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ اور پورا اذن دے کر تجھے دنیا میں بھیج دیا۔

وَسِرَاجًا مُّنِيرًا۔

سِرَاجًا مُّنِيرًا کا آج تک جو ترجمہ کیا جاتا ہے وہ ہے روشن چراغ۔

مُّنِيرًا باب اِنارَ سے ہے۔ روشن کے لیے عربی میں لفظ ہے منور اور منیراً کے معنی ہیں نور بانٹنے والا۔ جو چراغ نور بانٹ رہا ہو کیا وہ خود نور نہیں ہوگا۔

میں اس مرحلے پر لے آیا جس مرحلے پر تھوڑے سے غلو کی اجازت دے دو۔

حیران ہوگئے؟ — دیکھو بھئی! میں تو منبر کے نیچے بھی غلو نہیں کرتا تو منبر کے اوپر کیسے

غلو کروں گا۔ اچھا غلو کے معنی ہیں حد سے بڑھا دینا۔ مجھے جب حد پتہ چلے تب تو بڑھاؤں۔

آج میں نے اس تقریر کو مقام محمدؐ عربی کے لیے مخصوص رکھا۔ لیکن جب یہاں تک آ گیا ہوں تو یہ جملہ سنتے جاؤ۔ کیا کمال کی آیت ہے۔ یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا حبیب تجھے نبی بنایا رسول بنایا، گواہی دینے والا بنایا، خوش خبری دینے والا بنایا، ڈرانے والا بنایا وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ ۔کل آیت پڑھ کے گیا ہوں مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔

اب ذرا بِاِذْنِہٖ سمجھ لو۔ میں دہرانے کا عادی نہیں ہوں لیکن اپنی تقریر سے سلسلہ کلام میں ایک جملہ آ گیا ہے تو اسے تمہاری خدمت میں ہدیہ کردوں تاکہ تم relate کرلو۔ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ حبیب ہم نے تمہیں پورا اذن دے دیا ہے اور پورا اذن دے کر تمہیں رسول بنا دیا ہے بِاِذْنِہٖ۔ پورا اذن۔ بڑی ذمہ داری سے یہ ترجمہ کر رہا ہوں عربی جانتا ہوں اور ٹھیک جانتا ہوں۔

اب اس جملہ کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن مقطع میں آ پڑی ہے سخن گسترانہ بات کہ عربی جانتا ہوں اور ٹھیک جانتا ہوں۔ بِاِذْنِہٖ۔ پورا اذن اور نص معصوم کی روشنی میں یہ جملہ عرض کر رہا ہوں۔

حبیب تجھے پورا اذن دے دیا۔ یاد رکھو گے اور اب سورۂ مائدہ آیت کا نشان ۱۱۰۔ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْھَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ۔ عیسیٰ اس وقت کو یاد کرو جب تم گیلی مٹی اٹھاتے تھے میرے اذن سے پھر پرندہ کی صورت بناتے تھے میرے اذن سے، پھر پھونک مارتے تھے میرے اذن سے، پھر پرندہ اڑ جاتا تھا میرے اذن سے، کوڑھی کو اچھا کرتے تھے میرے اذن سے، مبروص کو اچھا کرتے تھے میرے اذن سے، مردہ کو زندہ کرتے تھے میرے اذن سے۔

عیسیٰ تم نے کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کیا، جو کیا میرے اذن سے کیا۔ اذن میں مٹی اٹھائی، اذن میں پرندہ بنایا، اذن میں پھونک ماری۔ پرندہ اڑا اذنِ الٰہی سے، اذن میں کوڑھی کو اچھا کیا، اذن میں مبروص کو اچھا کیا۔ اذن میں مردہ کو زندہ کردیا۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کی حالت ہے کہ کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکتے۔ پہلے اذن لو پھر کام کرو اور محمدؐ!— يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ۔

حبیب پورا اذن دے کے بھیج دیا اب تجھے بار بار اذن مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب سورج پلٹا دے تیری مرضی، چاند کو توڑ دے تیری مرضی، ستارے کو اتار دے تیری مرضی، پتھروں سے کلمہ پڑھوا دے۔ تیری مرضی، کسی کو باہر کر دے تیری مرضی، کسی کو کندھے پر بٹھالے تیری مرضی۔

اس ناقص زبان سے محمدؐ عربی کے فضائل کا کیا حق ادا ہو!

وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ چلو ترجمہ مانے لیتے ہیں روشن چراغ ہیں۔ حالانکہ میں نے تمہیں ترجمہ بتلا دیا۔ روشن کرنے والا چراغ ہیں۔ روشن چراغ نہیں وہ تو روشن ہے۔ روشن کردینے والا، نور بانٹنے والا چراغ ہے۔

یہ کون ہے محمدؐ۔ اللہ کا چراغ۔

میاں یہ بچہ کون ہے، یہ چھوٹا سامنا سا بچہ۔ کون لایا؟ آپ کا بیٹا ہے؟— کس کا بیٹا ہے؟ اچھا! تو یہ کسی کا تو چشم و چراغ ہے نا۔ بہت چھوٹا سا، بہت خوبصورت سا بچہ۔ تو جی چاہا کہ میں پوچھوں کہ کس کا بیٹا ہے۔ اچھا تو یہ فلاں صاحب کا چشم و چراغ ہے۔ آج معلوم ہوا کہ چراغ کہتے ہیں بیٹے کو۔ مصرعہ بھول گئے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

تو چراغ کسے کہتے ہیں؟— بیٹے کو۔ اور محمدؐ رسول اللہ کون ہیں؟— اللہ کا چراغ، بیٹے؟— بھئی! اللہ تو وہ کہ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ۔ تو کیا problem creat ہوگئی۔ یعنی سوچو، اس مسئلہ کو پوری طاقت سے سوچو پھر ایک جملہ کہوں۔

چراغ کہتے ہیں بیٹے کو۔ محمدؐ ہیں اللہ کے چراغ اور اللہ ہے لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ۔ تو اب پروردگار کہنا کیا چاہتا ہے؟

کہنا یہ ہے کہ میرا بیٹا ممکن نہیں ہے لیکن اگر بفرض محال ہوتا تو عیسیٰ نہ ہوتا محمدؐ ہوتا۔ تو محمدؐ ہیں اللہ کا چراغ۔ اب جاؤ ساری کتابوں کے حوالے دوں تو بڑی problem میں پھنس جاؤ گے۔ مولانا ادریس کاندھیلوی کی سیرت مصطفیٰ دیکھنا پہلی جلد۔ انہوں نے پیغمبر اکرمؐ کی ولادت کے سلسلہ میں لکھا کہ محمدؐ پیدا ہوئے ابوطالبؑ کے گھر میں۔

محمدؐ رسول اللہ کون ہیں؟ — مسلمان بنانے کے لیے آئے ہیں تو وہ جو مسلمان بنانے کے لیے آئے اس کو پیدا کرنے کے لیے کسی مسلمان کا گھر بھی نہیں تھا؟

تو محمدؐ ہیں اللہ کا چراغ — اللہ کا چراغ کہاں جلا؟ ابوطالبؑ کے گھر میں۔ تو ابوطالبؑ کا احسان تو ہو گیا۔ کہا: احسان نہیں ہونے دوں گا۔ ابوطالبؑ! میرا چراغ جلے گا تمہارے گھر میں اور تمہارا چراغ جلے گا میرے گھر میں۔

ابوطالبؑ سمجھ میں آ گیا؟ — ابوطالبؑ کا بیٹا ہے۔ علیؑ اور علیؑ کا بیٹا ہے۔ حسنؑ اور حسنؑ کا بیٹا ہے قاسمؑ۔

ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ آیا: چچا مجھے جنگ کی اجازت ہے؟

کہا: بیٹے تم میرے بھائی کی نشانی ہو، تم میرے امام کی نشانی ہو۔ تمہیں جنگ کی اجازت نہیں دوں گا۔ بچہ پلٹا۔ آنکھوں میں آنسو ہیں، چہرہ سرخ ہے ماں کے خیمے میں آیا۔ ماں نے پوچھا: قاسمؑ بات کیا ہوگئی؟ تو بچہ کسی اور سے کہے یا نہ کہے جب ماں سے ہمدردی کا لفظ سنتا ہے تو پھوٹ کے رونے لگتا ہے۔

قاسمؑ نے کہا: اماں! مجھ سے زیادہ بدقسمت کوئی نہ ہوگا۔

کہا: بیٹے! کیا ہو گیا۔ حسنؑ کا بیٹا ہے، حسینؑ کا بھتیجا ہے، علی اکبرؑ کا بھائی ہے، تو اور بدقسمت!

کہا: چچا مرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

قاسم کی ماں ام فروہ کہنے لگیں کہ بیٹے نہ گھبراؤ میں تمہیں اجازت دلواؤں گی۔ یہ کہہ کے برقعہ اوڑھا اور باہر نکلیں۔ حسینؑ کرسی پہ تشریف فرما ہیں۔ ابوالفضل العباسؑ پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔

حسینؑ کی نگاہ پڑی کوئی بی بی نکلی ہے۔ کہا: عباس! تمہاری زندگی میں کوئی بی بی خیمے سے باہر آجائے!! عباسؑ دوڑتے ہوئے گئے واپس آئے کہا: مولا! میں کیا عرض کروں بیوۂ حسنؑ تشریف لا رہی ہیں۔

حسینؑ کھڑے ہو گئے۔ بھابھی کیا حکم ہے؟

کہا: میرے بیٹے کو جنگ کی اجازت دو۔

بھاوج کہہ رہی ہیں۔ حسینؑ چپ ہیں۔ حسینؑ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ نہ یہ کہا کہ دے دی نہ یہ کہا کہ اجازت نہیں ہے۔ اتنے میں بچے کے ذہن میں آیا کہ میرے باپ نے مرتے وقت ایک تعویز باندھا تھا اور کہا تھا اگر کوئی مصیبت کا وقت آجائے تو اسے کھول کر پڑھ لینا۔ تو آج سے زیادہ مصیبت کا وقت کیا ہوگا! بچہ دوڑتا ہوا سرکنڈوں کے جنگل میں گیا جو خیموں کے پیچھے تھے۔ خط کھولا۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ یہ خط ہے۔ حسنؑ ابن علیؑ کی طرف سے اس کے بیٹے قاسم کے نام۔ بیٹے قاسم ایک زمانہ وہ آئے گا جب ساری دنیا تیرے چچا کے خون کی پیاسی ہوگی۔ تو اگر ایسا وقت آجائے تو تو اپنی جان کو اپنے چچا کی جان پہ نثار کر دینا۔ اس لیے کہ تو میری جان ہے وہ فاطمہؑ زہرا کی جان ہے۔

بچہ خوش ہو گیا۔ دوڑتا ہوا آیا۔ کہنے لگا: چچا اب تو آپ اجازت دیں گے؟ — یہ خط پڑھ لیجیے۔

حسینؑ نے خط پڑھا بچے کو گلے سے لگا لیا۔ فبکیا حتی غشیا علیہما دونوں اتنا روئے کہ غش کھا کے گر گئے۔

افاقہ ہوا۔ حسنؑ کے بیٹے کو کپڑے پہنائے: اتنا چھوٹا تھا کہ گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتا تھا۔ اٹھایا گھوڑے پر بٹھایا۔ پھر ایک پوری نگاہ ڈال اور کہا: فی امان اللہ۔

قاسمؑ میدان میں جاؤ۔ بچہ میدان میں آیا اور آواز دی: میں حسنؑ کا بیٹا ہوں۔

پسرِ سعد نے کہا: ارے یہ حسنؑ کا بیٹا ہے اکیلے اکیلے جاؤ گے تو مارے جاؤ گے۔ اسے گھیر کے مارو۔ جب فوجوں نے حملہ کیا اور تلواریں چلنے لگیں۔ تو بچہ آوازیں دیتا تھا: چچا، چچا، چچا میری مدد کو آؤ۔

ایک جملہ سن لو۔ جب عباسؑ نے پکارا حسینؑ نے حملہ نہیں کیا، علی اکبرؑ نے پکارا حسینؑ نے حملہ نہیں کیا۔ اکیلا قاسمؑ ہے کہ جب قاسمؑ نے آواز دی: چچا۔ تو ایک مرتبہ حسینؑ نے عباسؑ کو دیکھا، عباسؑ نے حسینؑ کو دیکھا۔ دونوں نے تلواریں کھینچیں اور حملہ کیا فوجِ یزید پر۔ جب فوجیں بھاگیں اور گھوڑوں کی ٹاپیں پڑیں۔

ہر ٹاپ پر کہتا تھا: چچا۔ چچا میری مدد کو آؤ۔ چچا میری مدد کو آؤ۔

حسینؑ پہنچے کہا: بھتیجے وہ چچا کیا کرے جو تیری مدد نہ کرسکتا ہو۔

وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

مجلس ہشتم

عزیزانِ محترم سورۂ بنی اسرائیل کی ان دو آیات کے ذیل میں جن میں سے ایک کی تلاوت کا شرف حاصل کررہا ہوں، ''منصب ہدایت اور قران'' کے عنوان سے ہمارا سلسلۂ گفتگو اپنی آخری منزلوں سے قریب ہوا ہے۔ یہ آٹھواں مرحلۂ گفتگو ہے اور آیت نے یہ اعلان کیا اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ ۔ یہ قران ہدایت کرتا ہے ان ساری باتوں کی طرف جو دنیا کی مضبوط ترین باتیں ہیں۔

وقت نہیں ہے سخن ہائے گفتنی بہت تھے۔ پھر بھی۔

قران ہدایت کرتا ہے، مضبوط عقیدوں کی۔ یہ جملہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ قران پڑھو گے تو ہدایت کرے گا اگر پڑھو گے نہیں تو ہدایت نہیں ملے گی۔ تو قران کو پڑھو اور پڑھنے کے بعد علم حاصل کرو اور وہ علم لے جائے گا ہدایت تک۔ تو علم ہدایت تک لے جایا کرتا ہے جہالت ہدایت تک نہیں لے جایا کرتی۔

یہی وجہ ہے کہ بالواسطہ اس آیت میں کہا گیا علم حاصل کرو۔ ڈائرکٹ نہیں کہا۔ قران ہدایت کرتا ہے۔ تمھیں ضرورت ہے ہدایت کی اس لیے پڑھو قران۔ قران پڑھو گے علم آجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ خداوندِ عالم نے کسی بھی مقام پر انسانوں کے لیے جہالت کو پسند نہیں کیا۔

اگر آیتیں سنانی شروع کروں تو ان آیتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں پروردگار نے یہ آواز دی: وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (سورۂ یوسف آیت ۴۰)

انسانوں کی اکثریت جاہل ہے، انسانوں کی اکثریت جانتی نہیں، الٹ دو جملوں کو کہ

اقلیت پڑھی لکھی ہے۔

عجیب آیت ہے قُل لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ

(سورۂ مائدہ آیت ۱۰۰) خبیث اور اچھے برابر نہیں ہو سکتے اگر چہ تجھے خبیث کثرت سے نظر آ رہے ہیں۔ تو خبیث کبھی اپنی اکثریت پہ ناز نہ کریں۔

خبیث اور طیب برابر نہیں ہو سکے، جاہل اور عالم برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ آیت میں ابھی پڑھوں گا لیکن تھوڑا سا فاصلہ دے کر لکن اکثر الناس لا یعلمون

(پورے انسانوں کی اکثریت جاہل ہے) سورۂ روم تیسواں سورہ اس کی تیسویں آیت۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ اللہ کہہ رہا ہے میں نے مضبوط دین دے دیا۔

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ لیکن انسانوں کی اکثریت اس بات سے آگاہ نہیں ہے، انسانوں کی اکثریت جاہل ہے۔

تو جہالت اللہ کو پسند نہیں ہے۔ یہ منزلِ تمہید ہے اور ظاہر ہے کہ منزل تمہید میں کچھ باتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

دنیا میں تم جب آئے تو جاہل آئے لیکن ایک بات ہے کہ اس نے بھیجا تو جاہل بھیجا لیکن صلاحیتِ علم دے کر بھیجا۔

بار بار میں نے سورۂ نحل کی یہ آیت quote کی ہے۔ وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْــًٔا وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝

(آیت ۷۸) اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے باہر نکالا کیسے نکالا؟ — لا تعلمون شیاء۔ تمہارے پاس ذرہ برابر علم نہیں تھا۔ پھر کیا کیا اس نے؟— تمہیں کان دیئے، تمہیں آنکھیں دین، تمہیں دل و دماغ دیئے تاکہ ان سے علم کو حاصل کرو۔ جو بھی دنیا

میں آیا جاہل آیا۔ جب دنیا میں آنے کے بعد بھی جاہل ہے تو پیٹ میں کتنا بڑا جاہل ہوگا۔

جب بنت اسدؑ خانہ کعبہ کی دیوار کے پاس آئیں تو کہنے لگیں: پروردگار تجھے واسطہ ابراہیمؑ کا جو میرے باپ ہیں۔ تجھے واسطہ میرے اس بچے کا جو میرے پیٹ میں مجھ سے باتیں کرتا ہے۔

تم سب جاہل وہ پیٹ میں باتیں کر رہا ہے۔ میں نے تاریخ کی کتاب سے یہ جملہ quote کیا ہے اپنے گھر کی کتاب سے نہیں کیا کہ پروردگار تجھے واسطہ اس پیٹ والے بچے کا جو مجھ سے باتیں کرتا ہے۔

تم پیٹ کے باہر بھی جاہل وہ اتنا عالم کہ پیٹ سے باتیں کر رہا ہے، تو تم اور ہو وہ اور ہے تو تم جب علیؑ جیسے نہ ہو سکے تو علیؑ کے بھائی محمدؐ جیسے کیسے بن جاؤ گے!

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا۔

تم دنیا میں آئے ہو تمہارے پاس ذرہ برابر علم نہیں تھا۔ لیکن صلاحیتِ علم تو دے دی، علم نہیں دیا۔ اب جاؤ دنیا میں صلاحیتِ علم تمہیں مل جائے گی۔

اور اسی قرآن نے ایک مقام پہ کہا: خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا

(سورہ نساء آیت ۲۸) ہم نے اس انسان کو بنایا ہی کمزور ہے، مضبوط نہیں ہے۔

اگر شیر خوار بچہ کو چیونٹی کاٹ لے تو اسے اٹھا کر پھینک بھی نہیں سکتا۔ بھئی عجیب بات ہے۔ جاہل بنایا، کمزور بنایا۔ اب دو ضرورتیں ہیں انسان کی۔ کمزوری رفع ہو، جہالت دور ہو۔ کمزوری کو دور کیا والدین کے ذریعے اور جہالت کو دور کیا ہدایت کرنے والوں کے ذریعے۔

تم دنیا میں کمزور آئے تو خدا نے تمہاری ہی کمزوری کو رفع کرنے کے لیے دو معین کیے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى (سورہ حجرات آیت ۱۳)

انسانو! سنو تم سب ایک مرد اور ایک عورت سے مل کر پیدا ہوئے۔ تو ماں اور باپ نے پیدا کیا اور جب پیدا کیا تو خدا کی قسم اپنے باپ اور ماں کی عزت کرو۔ جب پیدا کیا

اور تم بیمار ہوئے تو وہ راتوں کو جاگ رہے تھے۔ تم بھوکے ہو تو ماں بندوبست کر رہی ہے۔ تم پریشان ہو تو ماں باپ پریشان ہو گئے۔

کیسا محبت بھرا دل دے دیا، ماں اور باپ کو کہ اگر بچہ بے چین ہو تو وہ رات بھر بے چین رہیں تو اب کیا خیال ہے تمہارا ہدایت کرنے والے کے لئے؟ کیا اُس کا دل رحمت بھرا نہیں ہوگا۔ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ (سورہ توبہ آیت ۱۲۸)

دیکھو رؤف اللہ کی صفت ہے، رحیم اللہ کی صفت ہے اور اللہ نے قران میں محمدؐ کے لیے استعمال کیا ہے۔ ہم نے اس محمد کو مومنین کے لیے رؤف بھی بنایا۔ مہربان اور رحیم بھی بنایا۔ اور آواز دی: لَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ

(سورہ آلِ عمران آیت ۱۵۹) حبیب اپنے لہجے کو سیدھا رکھنا اگر سخت لہجہ اختیار کرو گے تو یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں بھاگ جائیں گے۔

دو آیتیں ہو گئیں۔ اب تیسری آیت۔ وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَ الْعَشِيِّ...... فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ (سورۂ انعام آیت ۵۲) درمیان کا حصہ میں نے چھوڑ دیا۔ تجھے حق نہیں ہے کہ کسی مومن کو اپنی صحبت سے اٹھا دے کسی مومن کو! تو اگر اٹھا دے؟!

کیسی محبت دی، کیسی شفقت دی، ایک شفقت والا دل دیا۔ وہ ماں باپ یہ ہادی۔

ماں باپ کا کام حفاظت کرنا بچے کی اور ہادی کا کام علم دینا۔ اب کیا کرو گے کہ میرے نبی نے کہا۔ وہ جو ہادی ہے اسی کو پھر باپ بھی بنا دیا۔ انا و علیؑ ابو هذهِ الامة ۔ میں اور علی اس امت کے دو باپ ہیں۔

تو یا رسولؐ اللہ ہر ایک کا تو ایک باپ ہوتا ہے یہ آپ نے امت کے دو باپ کیوں بنا دیے۔ کہا: اس لیے کہ اگر میں چلا جاؤں تو امت یتیم نہ ہو جائے۔

اب تم مجھ سے کتابوں کے حوالے نہ مانگو جن کتابوں کے نام پچھلی تقریروں میں لے چکا ہوں ان کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ اور اگر تمہیں ضد ہو کہ حوالے چاہئیں تو پھر

اس عشرے کے بعد آ کے دیکھ لینا میرے گھر پر۔

انا وعلیؑ ابوا ھذہِ الامۃ۔ میں اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں۔ اب دو چار حدیثیں سنتے جاؤ۔ یہ روایت تو تم نے سن لی۔ اور اب دوسری روایت اگر برداشت کر سکو تو برداشت کرو۔ میرے نبی نے کہا: حق عليٍ علی الناس حق والدٍ علی الولد۔ علیؑ کا حق پوری امت پر ویسا ہی ہے جیسا باپ کا حق بیٹے پر ہوتا ہے۔

تم مجھ سے قران سننے کے عادی ہو گئے ہو۔ تم کہو گے یہ حدیث ہے کہ علیؑ امت کے باپ ہیں تو اب آیت پڑھوں؟ اور آیت پڑھوں تو انکار نہ کرنا۔ سورۂ روم آیت کا نشان ۲۰۔ وَ مِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ تَنۡتَشِرُوۡنَ۝ اس کی نشانی یہ ہے کہ تراب سے خلق کیا، تراب سے خلق کر کے بشر بنایا گیا اور اب دنیا میں گھومتے پھر رہے ہو تو قران نے کہا کہ تمہیں بنایا ہے تراب سے اور رسولؐ نے کہا: علیؑ ابو تراب ہیں۔

تو رسول بھی باپ ہیں امت کے، علیؑ بھی باپ ہیں امت کے۔

حقوقِ والدین ایک chapter ہے حدیث کی کتابوں میں کہ والدین کے حقوق کیا ہیں۔ اگر برداشت کر سکتے ہو تو سن لو۔ پیغمبر اکرمؐ نے کہا کہ اگر کسی کا باپ ناراض ہو جائے تو اس کا جنت میں جانا بہت دور کی بات ہے جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔

تو اللہ کو بعد میں راضی کرنا پہلے ابو تراب کو تو راضی کر لو۔

آج میں نے گفتگو اتنی آسان کر دی کہ بچے بھی سمجھ لیں۔ اب ایک روایت اور سناؤں گا۔ معتبر کتابوں میں دیکھ لو کہ اگر باپ اپنے بیٹے کو گھر سے نکال دے تو صرف گھر سے نہیں نکلا جنت سے بھی نکل گیا۔

محمدؐ ہے اس کائنات کے سب سے بڑا باپ۔ ڈرنا کہ کہیں وہ نہ نکال دے۔ یہ ہے منزل ابوت۔ جہاں علم دیا، جہاں ہدایت دی وہیں ابوت بھی دے دی۔

درمیان میں سخن ہائے گفتنی میرے پاس بہت تھے ان سب کو میں روک رہا ہوں۔ وہی باپ ہے، وہی ہادی ہے، وہی بنیِ عالم ہے۔ کیا نہیں سنا تم نے کہ سایہ اور نور برابر

نہیں ہو سکتے۔ قران میں لکھا ہوا ہے۔ اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں ہو سکتے۔

قران میں لکھا ہوا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

رسولؐ ان سے کہہ دو کہ جاہل اور عالم برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ کو یہ پسند نہیں ہے کہ عالم کے برابر میں جاہل جا کے کھڑا ہو جائے تو یہ کیسے پسند ہو گا کہ جاہل آگے ہو اور عالم پیچھے ہو۔

تو ہدایت ساتھ ہے علم کے، علم ساتھ ہے ہدایت کے لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (سورہ دُخان آیت ۳۲) یہ جو ہم نے پیغمبر بھیجے کسی اور بنیاد پر نہیں بھیجے علم کی بنیاد پر بھیجے ہیں۔ اور اب اللہ علم بانٹتا ہوا چلا۔

عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ (سورہ بقرہ آیت ۳۱) ہم نے آدمؑ کو علمِ اسما دے دیا۔

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ (سورہ کہف آیت ۶۵) ہم نے خضرؑ کو علمِ لدنی دے دیا۔

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔ (سورہ مائدہ آیت ۱۱۰)

ہم نے عیسیٰ کو کتاب، حکمت، تورات اور انجیل سب کا علم دے دیا۔

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ۔ (سورہ انبیاء آیت ۸۰) ہم نے داؤد کو علم دے دیا۔

ہم نے داؤد کو علم دے دیا، ہم نے خضرؑ کو دے دیا، عجیب بات ہے اب میں کیسے اپنے سننے والوں کی خدمت میں عرض کروں۔ ہم نے موسیٰؑ کو علم دے دیا، ہم نے عیسیٰؑ کو علم دے دیا۔

عیسیٰؑ کو ہم نے علم دیا — کہاں دیا؟ — زکریا کے گھر میں۔

موسیٰؑ کو ہم نے علم دیا — کہاں دیا؟ — عمران کے گھر میں۔

ابراہیمؑ کو ہم نے علم دیا — کہاں دیا؟ — ابراہیمؑ کے باپ تارخ کے گھر میں۔

عجیب و غریب مرحلۂ فکر ہے۔ ہر ایک کو علم دیتا ہوا چلا۔ ہر نبی کو علم دیتا ہوا چلا۔ کسی کو عمران کے گھر میں علم دیا، کسی کو تارخ کے گھر میں علم دیا، کسی کو اس کے باپ کے گھر میں علم دیا۔ ہر ایک کو اس کے باپ کے گھر میں علم دیا اب اس سے پوچھتا ہوں کہ جو تیرے گھر

میں پیدا ہوگا کیا اسے علم نہیں دے گا؟

تو دیتا ہوا چلا۔ علم اسماء دیا، علم لدنی دیا، علم سندر بود یا، علم منطق الطیر دیا، علوم دیتا چلا اور جب آخری منزل آئی تو کہنے لگا۔ حبیب! عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ۔ تجھے وہ سب کچھ دے دیا جو تو نہیں جانتا تھا۔ اب ایسا آئے تو اسے حق ہے دعویٰ کرنے کا۔ انا مدینۃ العلم۔

پرانے زمانے میں شہروں میں دروازے ہوتے تھے۔ ایسا شہر تو آج کوئی نہیں ملے گا جس میں دروازے ہوں لیکن گھر میں تو ہیں نا!۔۔۔ گھروں میں دروازے ہوتے ہیں۔ اچھا گھر میرا یہاں ہے دروازہ کیا چار میل کے فاصلے پر ہوگا؟

بھئی جہاں گھر وہاں دروازہ۔ تو جہاں شہر وہاں دروازہ۔ میں تمہیں جملہ ہدیہ کرنا چاہ رہا ہوں۔ انا مدینۃ العلم اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ شہر میں اور اس کے دروازے میں فصل نہیں ہوا کرتا۔ ہمیشہ بلا فصل ہوتا ہے۔

اب میں فصل اور بلا فصل کے چکر میں کہاں پڑوں لیکن شہر اور اس کے دروازے میں فصل نہیں ہوتا۔ اب جو علم بھی شہر سے نکلے گا وہ دروازے کے توسط سے نکلے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک آیت سنو اور میرے علیؑ کا دعویٰ سنو۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ ؕ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ۝ (سورۂ نحل آیات ۴۳۔ ۴۴) پوری آیت کا ترجمہ نہیں کروں گا۔

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تم جاہل ہو تو اہل الذکر سے سوال کرو تمہارا جہل علم سے بدل جائے گا۔

اب تم سے بہتر اس بات کو کون سمجھے گا۔ فَسْـَٔلُوْٓا سوال کرو۔ معاشیات کا کرو؟۔۔۔ سیاسیات کا کرو؟۔۔۔ منطق کا سوال کرو؟۔۔۔ فلسفہ کا سوال کرو؟۔۔۔ ادب کا سوال کرو؟۔۔۔ جیالوجی کا سوال کرو؟۔۔۔ کیمسٹری کا سوال کرو؟۔۔۔ کس چیز کا سوال کرو؟۔۔۔

فَسْئَلُوْا۔ جو چاہو پوچھو۔

برابر کے جملے ہیں فَسْئَلُوْا جو چاہو سوال کرو اور سلونی۔ جو چاہو پوچھو۔ یہ سلونی مذاق نہیں ہے۔علیؑ کے بعد بعض لوگوں کے ذہن میں خناس آیا۔ اور انہوں نے اپنے علم کے زعم میں منبر سے کہہ دیا ''سلونی۔''

کسی نے پوچھ لیا کہ مکھی کے انتڑی ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔

جانتے ہو کیا کہتے ہوا ترے؟— ''اس لفظِ سلونی نے ذلیل کروا دیا۔''

آج ہی میرے مطالعہ میں ایک کتاب آئی ہے۔ کتاب کا نام ہے ''مولا علی''۔ ہمارے بڑے مشہور مفکر اور دانشور ہیں ڈاکٹر منظر حسین کاظمی۔ انہوں نے امیر المومنین پر جو کتاب لکھی بڑی عجیب و غریب کتاب لکھی۔ میں کتابوں کے quotation دینے کا عادی نہیں ہوں لیکن اب جب بات آ گئی ہے تو سنتے جاؤ۔ انہوں نے امیر المومنین کے وہ سال نکالے ہیں جو وفاتِ رسولؐ سے ان کی خلافت تک کے درمیان تھے اور ان پر تحقیق کی ہے۔ پڑھنے والی کتاب ہے اور انہوں نے وہ سارے فیصلے جمع کر دیے ہیں اور وہ سارے مسئلوں کے جوابات جمع کر دیے ہیں۔ جو انہیں کتابوں کے اندر ملے۔

اب میں بتاؤں جیسے ہی علیؑ نے خطبہ شروع کیا اور کہا: ''سلونی''

ایک شخص اٹھ کے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: یا علیؑ یہ بتلاؤ کہ دنیا میں جتنے جانور ہیں ان میں کتنے انڈے دیتے ہیں اور کتنے بچے دیتے ہیں۔

کیا خیال ہے آپ کا؟— یہ بڑا سنجیدہ سوال ہے؟ یعنی ساری فقہ پوچھ لی، سارا تفسیرِ قرآن پوچھ لیا؟ اب یہی رہ گیا تھا کہ جانور انڈے دیتے ہیں یا بچے دیتے ہیں۔

اب نوجوان سے پوچھ رہا ہوں کیا خیال ہے آپ کا کیا یہ خیال سنجیدہ ہے؟

ہے تو سنجیدہ لیکن علیؑ سے پوچھنے والا سنجیدہ نہیں ہے۔

جانتے ہو کہ اس سوال میں Problem کیا ہے؟— پہلے تو یہ ہے کہ سارے جانور ذہن میں ہوں۔ پھر ایک ایک کو گنایا جائے کہ یہ بچے دیتا ہے۔ یہ انڈے دیتا ہے۔ کتنا

وقت صرف ہوگا؟ ـــ یعنی خطبہ ختم ہوجائے گا نماز بھی چلی جائے گی اور جواب مکمل نہیں ہوگا اس لیے کہ جانور کم تو نہیں ہیں۔ لیکن وہ علیؑ ہی کیا جو کسی مسئلے میں لاجواب ہوجائے۔ ایسا جملہ کہا جو آج تک Unchallanged ہے کہنے لگے، جس کے کان باہر ہیں وہ بچہ دیتا ہے جس کے کان اندر ہیں وہ انڈہ دیتا ہے۔ اب جا کے خود دیکھ لینا کس کے باہر ہیں کس کے اندر ہیں۔

علیؑ سمجھ میں آ گئے! ـــ میرے ایسے جملے کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھنا۔ جملہ کہہ رہا ہوں میں اور جب جملہ کہا کروں تو اس کی قدر کیا کرو اس لیے کہ پڑھ کے بولنے کا عادل ہوں۔ پوری تاریخ اسلام دیکھ ڈالو کوئی ایسا نہیں ملے گا جس نے علیؑ سے مسئلہ نہ پوچھا ہو۔ اور کوئی ایسا نہیں ملے گا جس سے علیؑ نے مسئلہ پوچھا ہو۔

یہ جملہ میں نے بڑی طاقت کے ساتھ ادا کیا ہے اور اس جملہ میں خود طاقت ہے کہ ساری دنیا (کہتی ہے)۔ یا علیؑ یہ مسئلہ بتلا دو۔ یا علیؑ اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ یا علیؑ اس مسئلہ میں حکم رسولؐ کیا ہے؟ جواب دے رہے ہیں۔

"یا ابوالحسن یہ میراث کا مسئلہ کیا ہے؟ ـــ"

اب اگر وہ مسائل میں بیان کرنے بیٹھ جاؤں تو بڑا وقت چاہیے۔

"یا ابوالحسن! (ابوالحسن علیؑ کی کنیت ہے) ـــ میراث کے مسئلہ میں حکمِ رسولؐ کیا ہے۔"

"یا ابوالحسن! یہ کلالہ کیا چیز ہے؟"

"یا ابوالحسن! یہ لفظِ ابا جو قرآن میں آیا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟"

(اب ابا کے معنی بھی نہ معلوم ہوں تو میں کیا کروں؟)

یا علیؑ! یہ بتاؤ، یا علیؑ یہ واضح کرو، یا علیؑ! اس کی تفسیر کرو۔ بھئی یہیں تو شکایت ہوتی ہے کہ سارا مدینہ کہے یا علیؑ! تو آپ خوش ہیں۔ اور ہم یا علیؑ کہیں تو بدعت بن جائے!!

بزرگ نے کہا، خدا کی قسم اسلام کی جلیل القدر ترین شخصیت نے کہا ان کا جملہ دہرا رہا

ہوں۔ من معضلت لیس لھا ابو الحسن۔ اللہ مجھے اس دن زندہ نہ رکھے کہ کوئی مشکل پیش آئے اور علیؑ نہ ہوں۔

بڑی عظیم زبان ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اس شخصیت کا تاریخ اسلام میں جواب نہیں ہے۔ اور یہ وہی زبان ہے کہ اللہ اس دن زندہ ہی نہ رکھے کہ مجھے کوئی مشکل پیش آئے اور علیؑ نہ ہوں۔ مجھے کوئی مشکل پیش آئے تو کھولے گا کون؟ — کون کھولے گا۔ علیؑ نہیں ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ میں علیؑ سے پہلے چلا جاؤں — یہی مطلب ہے نا۔ اس ہی محترم زبان نے کہا تھا علیؑ نہ ہوں — یا علیؑ اس مسئلہ کا جواب کیا ہے؟ — علیؑ نے فوراً جواب دیا۔

کہا: یا علیؑ! ایسا لگتا ہے کہ تم تو ہر وقت دیکھتے ہی رہتے ہو پوری کائنات کو!

علیؑ نے ہاتھ بڑھا دیا کہا: انگلیاں کتنی ہیں؟

کہا: یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ پانچ ہیں۔

کہا: کیسے معلوم کیا؟

کہا: بھئی! سامنے رکھی ہوئی ہیں۔

کہا: جس طرح سے یہ میری انگلیاں تمہارے سامنے رکھی ہوئی ہیں اسی طرح پوری کائنات میرے سامنے رکھی ہوئی ہے۔

میں بڑے نازک مرحلے پر لے آیا ہوں اور میں لفظوں کی قدر و قیمت کا قائل ہوں۔ لفظ میں وزن ہو، جملے میں وزن ہو تو اس وزن کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔

یہ بعد رسول کہا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا اور حیاتِ رسولؐ میں کہا: کتاب کافی ہے۔ تو پہلا صحیح تھا یا دوسرا صحیح ہے؟!

اگر یہ دونوں جملے آبِ زر سے، سونے کے پانی سے دھونے کے قابل ہیں۔ معنی تو اب بیان کروں گا۔ ایک جملہ ''کتاب کافی ہے'' — اچھا واقعہ یہ ہے کہ کافی ہے۔ اس لیے

کہ اگر یہ کتاب کافی نہ ہوتی تو اللہ اس کے بعد کوئی دوسری کتاب بھیج دیتا۔

اور دوسرا جملہ کیا ہے کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔ یعنی کتاب کافی تو ہے مگر علیؑ کے وسیلے سے۔

جملوں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ کتاب یقیناً کافی ہے لیکن علیؑ سے ہٹ کے کافی نہیں ہے، علیؑ سمجھاتے تو کافی ہے اور اُسی زبانِ مقدس سے کہا کہ مشکل ہو اور علیؑ نہ ہوں اللہ ایسا دن مجھے نہ دکھائے۔ مشکل ہو مشکل ''معضلتٍ'' کے اردو میں معنی ''مشکل ہو'' اور علیؑ اس کے دور کرنے کے لیے موجود نہ ہوں۔ اللہ مجھے اس دن زندہ نہ رکھے۔

مان رہے ہیں کہ علیؑ مشکل کشاء ہے۔ ہم مانیں تو اعتراض ہے۔

اب مشکل کشاء تو سمجھ میں آ گیا نا؟ — عجیب وغریب بات یہ ہے کہ علم تمہارے سامنے ہے، مشکل کشائی تمہارے سامنے ہے، سوالوں کا جواب دینا تمہارے سامنے ہے۔ مقامِ علم سمجھ میں آ گیا؟

قران طالوت کے لیے کہنے لگا: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (سورۂ بقرہ آیت ۲۴۸) ہم نے اس کو مصطفیٰ بنایا ہے، چنا ہے اور اس لیے چنا ہے کہ اس کے پاس علم بھی ہے اور بہادری بھی ہے۔

جہاں علم ہوگا وہاں بہادری ہوگی۔ جہاں بہادری ہوگی وہاں علم ہوگا۔

اگر بابِ مدینتہ العلم ہے تو معوینة العلم کہے گا لا عطین رایت غداً۔

اب علم ہی کے حوالے جملہ کہوں گا۔ لا عطین رایت غداً رجلا کراراً غیر فرارٍ یحب اللہ ورسولہ ویعبہ اللہ و رسول۔ لا یرجع حتی یفتح اللہ بن یدیہ۔

اب وہ میں جملہ نہیں دہراؤں گا جو شامِ غریباں میں کہہ چکا ہوں اور تم وہ جملہ سنو گے۔

یہ آیت بھی میں نے quote کر دی ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ وہ تم وہاں سنو گے یہاں تو بس اتنا کہوں گا جہاں

علم ہوگا وہیں شجاعت ہوگی ۔ جہاں شجاعت ہوگی وہیں علم ہوگا۔

کل دوں گا علم ۔ مرد کو، کرار کو، غیر فرار کو، خدا اور رسولؐ کے دوست کو ۔ خدا اور رسولؐ کے محبوب کو، وہ واپس نہیں آئے گا جب تک خیبر کو فتح نہ کرلے ۔ لا یرجع واپس نہ آئے گا جب تک خیبر کو فتح نہ کرلے۔

جب چلے ہیں علیؑ تو چہرہ ہے خیبر کی طرف اور پشت ہے رسولؐ کی طرف اور کہہ رہے ہیں یا رسول اللہ واین متیٰ ۔ اللہ کے رسولؐ کب تک جنگ کروں؟

کہا: یا تو جزیہ دینا قبول کریں اور یا ان سے جنگ کرو۔ حتی یقولوا لا الہ الا اللہ ۔ محمد الرسول اللہ ۔ یہاں تک کہ ایمان لے آئیں۔

یا جزیہ یا کلمہ یا جنگ ــــ وہ جو مقامِ رسالت کا احترام کرنے والے تھے وہ کہنے لگے: یا رسول اللہ! آپ نے علیؑ کا کمال دیکھا کہ منہ ادھر ہے ۔ بھئی! کم از کم مڑ ہی کے پوچھ لیں!

کہا: مجھ سے کیا پوچھتے ہو علیؑ ہی سے پوچھ لو۔

آئے دوڑتے ہوئے علیؑ کے پاس کہ یا علیؑ تم نے احترامِ رسالتؐ کو ملحوظ نہیں رکھا ۔ تم نے رسول کا احترام نہیں کیا۔

کہنے لگے: کل جملہ سنا آج بھول گئے ۔ میرے نبی نے کہا تھا ''لا یرجع'' فتح کیے بغیر واپس نہیں آئے گا اب میں مڑ کے واپس کیسے ہو جاتا۔

بس میرے عزیزو! جنگ بیان نہیں کروں گا ۔ بہت گنجائشیں ہیں گفتگو کی لیکن ایک جملہ پر گفتگو کو روک رہا ہوں ۔ اس کے پاس علم بھی ہے اس کے پاس شجاعت بھی ۔ ساری جنگوں میں (کہتے رہے) انا ابن ابی طالب، انا ابن ابی طالب ۔ میں ابی طالب کا بیٹا ہوں ۔ ایک ہی تو جنگ ہے جس میں کہا، سمتی امی حیدرا ۔ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا تھا ۔ یہ کہاں کہا؟ مرحب کے مقابلے پر ۔ صرف خیبر میں ۔ ورنہ ابو طالب کے حوالے سے اپنا متعارف کرایا ہے ۔ خیبر میں اپنی ماں کے حوالے سے اپنا تعارف کرایا۔

اس کی ماں نے اس کو وصیت کی تھی کہ سب سے لڑنا حیدر نامی شخص سے نہ لڑنا۔ یہ ہے علیؑ کا علمِ غیب۔ میرے پاس وقت نہیں ہے کہ میں اس کی وضاحت کروں۔ علیؑ کو معلوم تھا کہ حسینؑ پر کیا وقت آنے والا ہے۔

''عقیل میرے لیے ایک بہادر خاتون کا انتخاب کرو تا کہ اس سے ایک پاکیزہ بچہ پیدا ہو اور وہ کربلا میں میرے حسینؑ کے کام آئے۔''

جیسے علیؑ رسولؐ کے لیے ویسے عباسؑ حسین کے لیے۔

کاش کچھ وقت ہوتا تو میں اس شہزادے کے فضائل بیان کرتا۔ یہی فضیلت بہت ہے کہ علیؑ کی خواہش ہے عباسؑ۔

تمہیں معلوم ہے کہ علیؑ کے لئے تاریخ میں ایک جملہ لکھا ہوا ہے کہ علیؑ نے پوری زندگی میں لوگوں کے لیے دعائیں مانگیں۔ اپنے لیے ایک دعا نہیں مانگی اور مانگی تو صرف اتنی کہ مالک ایک بیٹا دیدے جو حسینؑ کے کام آئے۔

وہ محرم کی دوسری تاریخ تھی جب حُر نے کہا تھا کہ فرزندِ رسولؐ میں آپ کی والدہ کا نام نہیں لے سکتا۔ عباسؑ دور کھڑے تھے۔ تلوار کھینچی گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے آئے کہا: کس کی ماں کا نام لے رہا تھا۔ اب اگر تیری زبان سے یہ جملہ نکلا تو زبان کاٹ کر تیری ہتھیلی پر رکھ دوں گا۔

یہ ہے عباسؑ!

چوتھی محرم کو حسینؑ اپنے خیمے میں ہیں۔ شہزادی زینبؑ اپنے خیمے میں ہیں۔ ایک مرتبہ شہزادی زینبؑ کے کانوں میں شور کی آواز آئی کہا: فضہ دیکھ کیا ہوا۔

دیکھ کے آئی کہا: بی بی! یزید والے کہہ رہے ہیں کہ خیموں کی نہر سے ہٹاؤ۔

کہا: پھر؟

کہا: عباسؑ راضی نہیں ہیں۔

کہا: جا عباسؑ کو بلا لا۔

فضہ گئی پھر واپس آئی کہا: بی بی ! میں کیا کروں میں نے کہہ تو دیا لیکن عباسؑ نے تلوار کھینچ لی ہے اور اس سے میدان میں ایک لکیر ڈالی ہے اور کہا ہے کہ جس نے اپنی ماں کا دودھ پیا ہے وہ اس لکیر کو عبور کرے۔

یہ ہے عباسؑ ! یہ ہے ابوالفضل العباسؑ۔

کہا: فضہ جا اور عباسؑ سے کہہ دے کہ اگر تم نہ آئے تو تمہاری بہن خیمے سے باہر نکل آئے گی۔

عباسؑ واپس آ گئے۔ دن بہ دن گزرتے رہے۔ نو محرم کی شام کو شمر امان نامہ لایا۔ آپ نے فرمایا: تبت یداك۔ تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، مجھے امان دیتا ہے اور فرزندِ رسولؐ کے لیے کوئی امان نہیں!

شب عاشورہ طلایہ پھرتے رہے۔ چاروں طرف پھرتے رہے، عاشورہ کا دن آیا۔ سب گئے آخیر میں عباسؑ آئے کہا: مولا مجھے جنگ کی اجازت ہے؟

کہا: عباس تم تو میری فوج کے علم بردار ہونا!

فنظر یمیناً وشمالا ۔ عباسؑ نے دائیں دیکھا۔ عباسؑ نے بائیں دیکھا اور رو کے کہا:

مولا اب وہ فوج کہاں ہے جس کا میں علمبردار کروں۔

کہا: عباسؑ میں تمہیں کیسے رخصت (کی اجازت) دے دوں۔

عباسؑ پلٹے۔ ایک خیمے کے دروازے پر بیٹھے اور سوچنے لگے: میں پیدا ہوا تھا اسی دن کے لیے اور میرا مولا مجھے اجازت نہیں دیتا۔ اب میں کروں؟

مقتل سنو گے؟ اتنے میں خیمے سے سکینہ کی آواز آئی: پھوپھی اماں میں بہت پیاسی ہوں۔

بس یہ سننا تھا کہ عباس کھڑے ہو گئے اور پکار کے کہا: سکینہؑ میرے پاس آنا۔

بچی دوڑتی ہوئی آئی کہا: بیٹی بہت پیاسی ہے؟

کہا کہ ہاں چچا جان میں بہت پیاسی ہوں۔

کہا کہ دوڑ کے جا چھوٹا مشکیزہ لے آ۔ تیرا کام فقط اتنا ہے کہ بابا کو مشکیزہ دکھلا دے اور کہہ دے کہ میں بہت پیاسی ہوں۔

بچی گئی۔ مشکیزہ لائی۔ عباسؑ نے گود میں لیا۔ دوڑتے ہوئے حسینؑ کے پاس آئے۔ حسینؑ نے دیکھا کہ عباسؑ کی گود میں سکینہ ہے۔ ایک جملہ عباسؑ سے کہا ایک جملہ سکینہؑ سے کہا۔ عباسؑ سے کہنے لگے: عباسؑ! میں سمجھ گیا کہ تم سکینہؑ کو کیوں لائے ہو جاؤ میں نے پانی لانے کی اجازت دے دی۔ اور سکینہؑ سے کہا: بیٹی اب تو چچا کو اجازت دلوا رہی ہے جب راہِ کوفہ وشام میں ظالم تجھے تماچے ماریں گے تو چچا کو بہت یاد کرے گی۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے راہِ کوفہ وشام میں دیکھا کہ جب شمر کا تازیانہ اٹھتا تھا تو بچی عباسؑ کے سر کو دیکھا کرتی تھی اور آواز دیا کرتی تھی۔ واعما وعباسا ۔

مجلس نہم

عزیزانِ محترم! منصب ہدایت اور قرآن کے عنوان سے ہم نے جس سلسلۂ گفتگو کا آغاز کیا تھا وہ سلسلہ گفتگو اپنے آخری مرحلوں میں داخل ہوگیا۔ یہ نواں سلسلۂ گفتگو ہے اور ظاہر ہے کہ پچھلی باتوں کو relate نہیں کروں گا۔ لیکن اتنا کہنا ناگزیر ہے کہ اگر اس پوری کائنات میں کوئی منصبِ ہدایت کا اہل ہے تو وہ فقط ایک ہے اور اس ایک کا نام ہے احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ)۔

یہ میرا نبی اولِ مخلوق ہے اور تم روایت سے واقف ہو اول ماخلق اللہ نوری۔ لیکن میں تمہارے سامنے ایک ہی سورہ کی دو آیتیں پڑھنا چاہ رہا ہوں تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ اولِ مخلوق ہے کون۔

وَلَهٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّكَرۡهًا وَّاِلَيۡهِ يُرۡجَعُوۡنَ (سورہ آلِ عمران آیت ۸۳) کائنات کا ذرہ ذرہ مسلمان ہے، سورج مسلمان، چاند مسلمان، زمین مسلمان، آسمان مسلمان، سمندر مسلمان، پہاڑ مسلمان— تو یہ جو مسلمان ہیں انہوں نے مسلمان ہونے کے لیے کلمہ پڑھا؟ تو ساری دنیا کو بغیر کلمہ پڑھے مسلمان مانتے ہو فقط ابو طالبؑ کو نہیں!! عجیب لوگ ہیں!

سورج کون ہے؟— مسلمان، چاند کون ہے؟— مسلمان، زمین کون ہے؟— مسلمان۔ آسمان کون؟— مسلمان سب مسلمان۔ یعنی پوری کائنات مسلمان۔ چھٹے سورہ کی آیت پڑھ رہا ہوں۔ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِىۡ وَنُسُكِىۡ وَمَحۡيَاىَ وَمَمَاتِىۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ﴿۱۶۳﴾ (سورۂ انعام آیات ۱۶۲۔ ۱۶۳)

حبیب کہہ دے کہ پہلا مسلمان میں ہوں۔

محمدؐ پہلے سورج بعد میں، محمدؐ پہلے کائنات بعد میں۔۔۔ میں مقامِ محمدؐ کو واضح کروں گا اس کے بعد آگے بڑھ جاؤں گا اور یہ گفتگو مقامِ محمدؐ پر اس لیے رکی کہ میں چاہ رہا ہوں کہ وہ کلمہ گو جن کا کلمہ ابھی زبان پہ رکا ہوا ہے ابھی زبان سے دل تک نہیں پہنچا ان کے دل تک کلمہ اتر جائے۔

اب میں بتاؤں اپنے نبی کی تاریخ؟۔۔۔ نبی کا ماضی، نبی کا حال، نبی کا مستقبل۔ ایک ایک آیت سنتے جاؤ۔

نبی کا ماضی سورۂ شعراء (۲۶واں سورہ) وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (آیات ۲۱۷ تا ۲۱۹) حبیب تو اس دنیا میں آنے سے پہلے سجدہ گزاروں کی پیشانی میں پلٹ پلٹ کے جارہا تھا۔

میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ آدمؑ سے عبداللہ تک سارے سجدہ گزار تھے ان میں کوئی مشرک نہیں تھا۔ تو اب جو آبائے نبی کو مشرک کہتے ہیں وہ اس آیت کی روشنی میں اپنے عقیدے کو درست کرلیں۔

بھئی! نبی کا باپ مشرک!۔۔۔ یہ صرف اس لیے کہہ رہے ہو کہ تمہارے باپ دادا مشرک تھے۔ ہے یہی! مسئلہ نفسیاتی ہے۔ اپنے بزرگوں کو بلند کرکے وہاں تک نہیں لے جاسکتے تھے۔ اس لیے طے کیا کہ محمدؐ کو نیچے اتارلو۔ جیسے ہمارے باپ دادا مشرک تھے ویسے نعوذ باللہ محمدؐ کے باپ دادا مشرک تھے۔

لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ سب نے کہا کہ محمدؐ کو اپنے مقام سے نیچے اتارلو اس لیے کہ اپنے باپ دادا کے برابر لانا ہے، لیکن ہم نے تو نہیں کیا نا!۔۔۔ تو ہم نے کیوں نہیں کیا؟۔۔۔ اس کا سبب یہ ہے کہ محمدؐ کتنے بھی بلند ہوجائیں، عرشِ ہفتم سے گزر جائیں، امامت کے قدم ہمیشہ مہرِ نبوت پر رہیں گے۔

یہ محمدؐ رسول اللہ کا ماضی اور حال يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ

الطَّيِّبٰتِ (سورہ اعراف آیت ۱۵۷) ہم نے اسے بھیجا نیکیوں کا حکم دے، برائیوں سے روکے، طیبات کو حلال کرے، خبائث سے روکے، دنیا کے قوانین کو توڑے، اللہ کے قانون کو رائج کرے۔

یہ محمدؐ کا حال ہے اور میرے نبیؐ کا مستقبل۔ عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (سورہ بنی اسرائیل۔ آیت ۷۹) حبیب قیامت کے دن مقام محمود پر بٹھا دیں گے۔

محمدؐ ہیں رسول، محمود ہے اللہ۔ اپنی جگہ پہ محمدؐ کو بٹھائے گا۔

ماضی، حال، مستقبل دیکھتے جا رہے ہو نا میرے محمدؐ کا۔ اب ایک اصول سنتے جاؤ اور اگر یہ اصول تم تک پہنچ گیا تو مقامِ محمدؐ عربی بہت واضح ہو جائے گا۔

پرانے یونانی فلسفہ میں، انسانوں کے سلسلے میں تین مراحل انسان کے لکھے گئے۔ (میں نے) ذرا سا سطحِ عمومی سے بات کو بلند کیا۔ پہلی منزل یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو پاک بنائے۔ جب اپنے نفس کو پاک بنالیا تو اپنے خاندان کو پاک بنائے اور جب خاندان کو پاک بنالیا تو معاشرہ کو پاک بنائے۔

اس پر دو رائیں نہیں ہیں۔ یورپ کا فلسفہ ہو، یونان کا فلسفہ ہو، تمہارے شہر کا فلسفہ ہو، تمہارے ملک کا فلسفہ ہو، تمہارے پڑوسی ملک کا فلسفہ ہو۔ اصول یہی ہے کہ پہلے اپنے کو پاک بناؤ۔ جب اپنے کو پاک بنالو گے، نفس کی تطہیر ہو جائے گی تو تمہیں حق ہوگا کہ خاندان والوں کو پاک بناؤ، خاندان والوں کی اصلاح کرو۔ جب خاندان والوں کو ٹھیک کرلو گے تو تمہارا فریضہ یہ ہوگا کہ معاشرہ کو ٹھیک کرو۔

عجیب بات یہ ہے کہ جب تبلیغ نبوت کی آیت آئی تو کہا: وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ حبیب اپنے خاندان والوں کو ٹھیک کرو۔ اپنے کو ٹھیک کرو نہیں کہا۔

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ جو تمہارے قریب رشتہ دار ہیں ان تک نبوت کے پیغام کو پہنچاؤ۔ میرے نبی نے پیغام کو پہنچایا اور پیغام پہنچانے کے بعد کہنے لگے۔ ایکم ایدنی ہے کوئی میری مدد کرنے والا؟۔

بھئی اللہ کا آخری رسول ہے۔ اپنے رشتہ داروں کو جمع کرتا ہے اور ان سے پوچھتا ہے: ہے کوئی میری مدد کرنے والا؟

یا رسول اللہ پہلے اعلان نبوت میں یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟—

ہے کوئی میری مدد کرنے والا؟ اللہ کے ہوتے ہوئے غیر اللہ سے مدد مانگ رہے ہیں!!

اب مجھے اس طریقہ سے بولنے دو جس طریقے سے جی چاہ رہا ہے کہ تمہارے خدمت میں message پہنچا دوں۔

کوئی مدد کرنے کے لیے تیار ہو گیا اور رسولؐ نے اعلانِ نبوت کر دیا۔ رسولؐ نے جب اعلانِ نبوت کیا تو مشرکوں نے ایک منصوبہ بنایا (دیکھو میں اس طرح سے بولا نہیں کرتا ہوں جس طریقے سے آج تمہیں ایک message دینا چاہ رہا ہوں) مشرکوں نے منصوبہ بنایا کہ اگر ہم بڑے، محمدؐ (رسول اللہ) کے خلاف کچھ کریں گے تو (ان کی) قوم نکل آئے گی۔ ابو طالبؑ نکل آئیں گے، حمزہؓ نکل آئیں گے، بنو ہاشم کے بڑے بڑے لوگ نکل آئیں گے تو ایسا کرو کہ بچوں کو تیار کرو کہ جب محمد گلیوں میں آئیں تو کہیں یہ مجنوں ہے اور پتھر ماریں۔

رسولؐ گلیوں میں آئے اور تیس چالیس لڑکوں نے گھیر لیا۔ پتھر بھی مارے اور کہا کہ یہ مجنوں ہے (نعوذ باللہ!— کیونکہ تاریخ کا واقعہ ہے اس لیے میں تمہیں پہنچانا چاہ رہا ہوں)

پیغمبر کو اذیت ہوئی۔ واپس گھر آئے اور کہا: چچا آج مجھے بہت اذیت ہوئی ہے۔

(چچا کا نام نہیں لوں گا کیونکہ تم پہچانتے ہو چچا کو)۔

چچا نے کہا: بیٹا کیا ہوا؟

کہا: جب میں مکے کی گلیوں میں چلا تو مکّے کے بچے مجھے مجنوں کہہ رہے تھے اور مجھے پتھر مار رہے تھے۔

کہا: اچھا! تو پھر علیؑ کہاں ہے؟

(جاؤ دیکھو تاریخ کے ایک ایک لفظ کا ذمہ دار ہوں)

"علیؑ کو بلاؤ۔"

علیؑ آئے کہا: کل سے جب محمدؐ باہر نکلیں تو ان کے ساتھ نکلنا۔ مکے کے بچے محمدؐ کو ستا رہے ہیں تم بھی تو بچے ہو نا! اب کل سے محمدؐ کے ساتھ نکلنا۔

دوسرا دن ہوا، محمدؐ چلے، پیچھے پیچھے علیؑ چلے۔ چالیس بچوں نے گھیر لیا اور کہا:

یہ مجنوں ہے۔ جا رہا ہے۔

کہا: کیا کہا؟

کہا: ہم نے کہا مجنوں۔

کہا: اب نہ کہنا۔

کہا: کہیں گے — مجنوں۔

اب جو دوسری مرتبہ کہا "مجنوں" تو علیؑ آگے بڑھے۔ دو لڑکوں کو پکڑا سر ٹکرا دیے۔ کسی کا ہاتھ توڑ دیا، کسی کا پاؤں توڑ دیا، کسی کی آنکھ پھوڑ دی۔

شام کو جب بچوں نے اپنے بزرگوں سے شکایت کی تو بزرگ آئے ابو طالبؑ کے پاس اور کہنے لگے کہ ہمارے بچے زخمی ہو گئے۔

کہا: کیا محمدؐ نے زخمی کیا؟

کہا: نہیں محمدؐ نے زخمی نہیں کیا۔

کہا: پھر کس نے زخمی کیا؟

کہا: علیؑ نے زخمی کیا۔

کہا: بچوں بچوں کی لڑائی تھی۔

آج سمجھ میں آیا کہ محمدؐ کی نبوت کے آغاز میں علیؑ کے بچپنے کی ضرورت کیا تھی۔

کہا: بچوں کی لڑائی تھی۔ مشرک منہ لٹکائے چلے گئے۔ اب میں جملہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ کسی کو لنگڑا کیا، کسی کو لولہ کیا، کسی کو بھینگا بنا دیا، کسی کو زخمی کر دیا۔ اب یہ بچے جب بڑے ہوں گے تو علیؑ سے دشمنی کریں گے یا نہیں؟

فتح مکہ سے غدیر خم تک یہی دشمنی تو نظر آتی ہے نا!

تو کائنات کا سب سے بڑا رسول آیا، وہ رسول آیا کہ سارے نبی اس کی امت میں ہیں اور اب قرآن نے آواز دی: اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ (سورہ مزمل آیت ۱۵) اور اب سورۂ نساء میں آواز دی:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (آیت ۴۱)

اور سورۂ نحل میں آواز دی: وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ (آیت ۸۹)

اور اب سورۂ احزاب میں آواز دی: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (آیت ۴۵)

کتنی آیتیں سناؤں۔ حبیب تو گواہ ہے، حبیب تو گواہ ہے، حبیب تو گواہ ہے، حبیب تو سارے نبیوں کا گواہ ہے۔ حبیب تو ساری کائنات کا گواہ ہے۔ حبیب تو سورج کا گواہ ہے، حبیب تو چاند کا گواہ ہے، حبیب! کوئی ایسا نہیں ہے دنیا میں جس کا گواہ تو نہ ہو۔

تو اب میرا محمدؐ پوری کائنات کا گواہ اور گواہی کے بغیر بات آگے بڑھی نہیں۔ تو اب یہ بھی تو بتلاتے چلو میرے محمدؐ کا گواہ کون ہے؟

اب آواز دی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ (سورۃ الضحیٰ، آیت ۱ تا ۵) حبیب دن ہو، رات ہو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ وقت کی بڑی پریشانی ہے اور وقت خدا کی قسم کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ ایسا ہے یا نہیں!

بھئی وقت چلتا رہتا ہے۔ اب آف دی ریکارڈ ایک جملہ نوجوانوں کے لیے کہہ رہا ہوں۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ تو جب تک وقت کی پیروی کرو گے اس وقت تک پریشان رہو گے اور اگر صاحب وقت کی پیروی کی تو پریشانیوں سے بچ جاؤ گے۔

میں نے اس منبر سے مثال دی تھی اور اتفاق سے محرم کی نو تاریخ ہی تھی اور اتفاق

وقت یہ تھا کہ ظہر کی اذان ہوگئی تھی تو میں نے کہا کہ سنو ظہر کی نماز پڑھ لو وقت تمہارا انتظار نہیں کرے گا۔ ورنہ قضا ہو جائے گی۔ یہ تم ہو کہ اگر وقت پہ نہ پڑھو تو قضا ہو جائے اور ایک وہ ہے جو سورج پلٹا کے نماز پڑھتا ہے۔

سورۂ حشر میں آواز دی۔ کیا کمال کی آیت ہے۔ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (آیت ۷) جو دیدے وہ لے لو، جس سے روکے اس سے رک جاؤ۔

رسولؐ جو دیدے وہ لے لو۔ یہ تو نہیں کہا: جو مانگے وہ نہ دینا۔

اب جب یہ آیۂ مبارکہ تمہارے سامنے آ گئی تو رسولؐ کا ہر قول اور ہر فعل حجت ہے۔ یہی سبب ہے کہ سنت رسولؐ پورے عالمِ اسلام میں قران کے بعد حجت ہے۔ رسولؐ جو کہہ دے وہ حجت ہے، رسولؐ جو کردے وہ حجت ہے، لیکن ان دونوں میں فرق ہے رسولؐ اگر کرے تو معلوم کرنا ہوگا کہ کیفیت کیا ہے۔ (میں وہ باتیں کہنے جارہا ہوں جو عام طریقے سے لوگوں کے ذہنوں میں محفوظ نہیں ہوتیں)

رسولؐ جو کردے حجت ہے، رسولؐ نماز پڑھ رہے ہیں۔ کیا دیکھ کے بتا سکتے ہو کہ واجب ہے یا نفل۔ اب قول کی ضرورت ہے۔ رسولؐ نے کسی خاتون پر نگاہ کی تو کیا آپ بھی کریں گے؟ — وہ رسولؐ کی محرم ہوں گی۔ تو قول کی ضرورت ہے۔ عمل ٹھیک ہے لیکن جب تک عمل کے ساتھ قول نہ آجائے وہ عمل حجت نہیں بنے گا۔

تو رسولؐ جو کردے وہ بھی حجت، رسولؐ جو کہہ دے وہ بھی حجت۔

اب کچھ سمجھدار رک رہے ہیں اس بات پر کہ جو رسولؐ نے کیا تھا وہی کریں گے اور جو رسولؐ نے نہیں کیا تھا وہ نہیں کریں گے۔ کچھ سمجھدار ہیں آپ کے معاشرے میں۔ تو رسولؐ نے تو ناقہ پر حج فرمایا تھا آپ ہوائی جہاز پر کیوں تشریف لے جارہے ہیں؟

رسولؐ خچر پر سواری فرماتے تھے۔ آپ موٹر کار پر کیوں بیٹھ رہے ہیں۔ یہ تو عجیب بات ہوگئی نا کہ رسولؐ نے جو کیا تھا وہی کریں گے۔

تو اب جس سے ہم نے سوال کیا ہے وہ بیوقوف نہیں ہے اس نے جواب دیدیا۔ اور

جو جواب دیا ہے وہ میں ہدیہ کروں گا۔

سوال کیا تھا کہ رسولؐ نے جو کیا ہے بس وہی کریں گے۔ تو آپ نے پوچھا کہ بھئی! رسولؐ تو ناقہ پر جاتے تھے آپ ہوائی جہاز پر جا رہے ہیں۔ رسولؐ کی سواری خچر تھی آپ کی سواری موٹرکار۔ تو فرق تو ہو گیا کہ رسولؐ نے جو کیا تھا وہ آپ نے نہیں کیا۔

کہا: نہیں بھئی! ایسا نہیں ہے۔ رسولؐ نے منع کہاں کیا کہ موٹرکار پہ نہ بیٹھنا۔

تو اب ایک اصول اور ملا کہ رسولؐ جسے منع نہ کرے وہ بھی کر سکتے ہو، تو اب پورے عالمِ اسلام کو چیلنج کر رہا ہوں کہ رسولؐ نے منع کہاں کیا کہ ماتم مت کرنا! رسولؐ نے ضریح کو کب منع کیا، رسولؐ نے علم کو کب منع کیا؟

ماتم کی حفاظت کرو (مولانا رحمانی کو گواہ کر رہا ہوں) چوٹ پڑتی ہے تمہارے سینے پر اور تکلیف ہوتی ہے تمہارے دشمن کو۔

دیکھئے میرے دوست دشمن عمران پر لعنت کر رہے ہیں۔ عمران نام ہے ابو طالبؑ کا اور ابو طالب کنیت ہے۔ تو چھوڑو ان مسائل کو۔ یہ مسائل ختم ہو گئے۔ اب کیا رکھا ہے کہ ابو طالبؑ مسلمان تھے یا مسلمان نہیں تھے، یہ تو تحقیق کا زمانہ ہے نا۔ تو تحقیق کرنے دو۔ اگر ایک خلیفہ راشد کے باپ پر تحقیق ہو گی تو ہر ایک کے باپ دادا پر تحقیق ہو گی۔ آپ کہاں دشمن عمران کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔ چھوڑو اگر بحث کا فیصلہ نہ ہو تو قرآن نے ایک اصول دیدیا۔ عیسائی نہیں مان رہے تھے محمدؐ کو رسولؐ۔ آیت آئی کہ اب مباہلہ ہو گا اور میدان میں لعنت ہو گی۔ تو اگر نہ مانیں دلیلوں سے تو تمہیں بحث کی ضرورت نہیں ہے کردارِ رسولؐ کے مطابق لعنت بھیج کے الگ ہو جاؤ۔

ابو طالبؑ کی فضیلت کے لیے ایک جملہ ہی کافی ہے۔ نبوت ختم ہو گئی میرے محمدؐ پر۔ اب محمدؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ ایسے باپ بہت گزرے جنہوں نے کافر بیٹے پالے۔ نبیؐ پالنے والا صرف ایک ہے!

توحید سے بات چلی۔ اس نے اول المسلمین بنایا میرے محمدؐ کو۔ اور محمدؐ ہدایت

کرتے ہوئے چلے۔ کُنتُ نَبِیًّا۔ میں نبی تھا لیکن اس کنتُ کو سمجھ نہیں سکتے جب تک اس کے پہلے والا کنتُ سمجھ میں نہ آ جائے۔ حدیث قدسی۔ کنت کنزاً مخفیاً۔ میں ایک خزانہ مخفی تھا۔ اللہ نے اپنے لیے خزانہ کا لفظ استعمال کیا۔ فاحببتُ ان اعرف تو میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں۔ فخلقت الخلق۔ (علماء تشریف فرما ہیں اب جو ترجمہ کر رہا ہوں ترجموں سے ہٹ کے کر رہا ہوں اور عربی جانتا ہوں میں) کنت کنزاً مخفیاً۔

(اذانِ ظہر شروع ہوگئی اس کے جملوں کی تعداد گنواتے رہے جو کل پندرہ ہوئے)

دیکھو ترمذی شریف میں لکھا ہوا ہے کہ ہم رسولؐ کے زمانے میں انیس جملوں کی اذان کہا کرتے تھے اگر کتاب نہ ملے تو میرے پاس آ کر دیکھ لینا۔ تو چار جملے کم ہیں نا! دو اشھد ان علی ولی اللہ اور دو حی علیٰ خیر العمل۔

یہ فقہی اختلاف ہے اور فقہی اختلاف میں الجھنا نہیں چاہیے۔ جو جس طریقے سے نماز پڑھے، جو جس طریقے سے روزہ رکھے، جو جس طریقے سے حج کرے، اسے مبارک ہو۔

اب پھر واپس چلو کنتُ کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں فخلقت الخلق لکی اعرف پس میں نے ایک مخلوق کو پیدا کیا تاکہ وہ مجھے پہچانے۔ (یہ ترجمہ میں اضافہ کیا ہے میں نے)۔

میں نے ایک مخلوق کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھے پہچانے۔ یعنی وہ مجھے پہچانے، تم اسے پہچانو۔ یہ ہے مقام محمدؐ عربی۔

کنت کنزاً مخفیا۔ یہ کنت کا force دیکھو۔ میں خزانہ تھا۔ توحید کا کنتُ اور اب میرے نبی نے کہا: کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین۔ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ آب و گل کے درمیان تھے تو توحید کنتُ سے شروع ہوئی، نبوت کنتُ سے شروع ہوئی۔ اب امامت کے لیے فیصلہ کیا ہے!

من کنتُ مولاہ۔

یہ کنتُ سمجھ میں آ گیا۔ توحید کا کنتُ، نبوت کا کنتُ، امامت کا کنتُ۔ اگر یہ جملہ

یاد رکھ سکو تو یاد رکھنا، امام علی رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرے جد علیؑ کا ایک نام اذان بھی ہے— تو جو خود اذان ہو، اس کا نام اذان سے خارج کردیا جائے یہ کیسا اسلام ہے؟

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ عجیب وغریب روایت ہے، سنن کبریٰ، نسائی کی پانچویں جلد طبع بیروت انہوں نے روایت لکھی کہ یاعلی اما ترضی ان تکون منّی بمنزلت ھارون من موسیٰ الّا انہ لانبی بعدی ولکن انت ولی کل مومن بعدی۔ علیؑ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ میں موسیٰؑ ہوں اور تم ہارون۔ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ لیکن تم میرے بعد پوری قوم کے مولا ہو۔ میرے بعد کسی اور کے بعد نہیں۔

سخن ہائے گفتنی تو بہت ہیں۔ محرم کی نو تاریخ ہے زیادہ زحمتِ سماعت دینا نہیں چاہ رہاں ہوں میں۔ اس لیے کہ یہ جلوس یہ تبرکات تم اپنے شانوں پہ اٹھا کے لے جاؤ گے۔

ایک جملہ تمہیں ہدیہ کروں۔ دیکھو بھئی! یہ تو رسولؐ نے خود کہا لیکن یسئلو نك پر بہت سی آیتیں قران میں ہیں۔ حبیب لوگ تم سے سوال کرتے ہیں۔ حبیب تم سے لوگ سوال کرتے ہیں۔ یہ جواب دیدو۔ یہ جواب دیدو۔ یہ جواب دیدو۔

تو سوال جاری رہے۔ رسولؐ جواب دیتے رہے۔ دو تین روز پہلے میں (مجلس میں) ایک جملہ کہہ کے گیا تھا کہ میرے نبی کی روایت ہے کہ خلفائی من بعدی اثنا عشر۔ میرے خلیفہ میرے بعد بارہ ہیں اور میں نے تم سے پوچھا بھی تھا کہ یہ خلیفہ کس کے؟ تو ایک نوجوان نے جواب دیا تھا کہ رسولؐ کے۔

تو میں نے کہا تھا: خلیفہ رسولؐ کے بنائیں گے آپ؟!

روایتیں تو تین ہیں لیکن صرف ایک تمہاری خدمت میں پیش کروں گا۔ واقعہ بیان کرنے سے پہلے حوالہ دیدوں۔ فرائد السمطین علامہ ھندوینی۔ ان کا تعلق میرے مسلک سے نہیں ہے۔

شیخ سلیمان قندوزی کی کتاب ینابیع مودۃ۔ ان بزرگ کا تعلق بھی میرے مسلک سے نہیں ہے۔اللہ ان دونوں بزرگوں پر اپنی رحمت نازل کرے۔ ان دونوں بزرگوں نے اس روایت کو بالاتفاق لکھا۔ کہ ایک بہت پڑھا لکھا یہودی پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور کہا: یا محمدؐ میں تم سے کچھ سوالات کرنے آیا ہوں۔

کہا: پوچھ کیا پوچھنا چاہتا ہے؟

(یہ سلونی سمجھ میں آیا؟ یہی تو وراثت میں آیا ہے آگے)

اس نے رِبا کے سلسلے میں کچھ سوالات کیے۔ پیغمبر اکرمؐ نے جوابات دیے۔ پوری detail ہے حدیث کی کتاب میں۔ میں detail میں نہیں جانا چاہ رہا ہوں۔ مطمئن ہوگیا۔ کہنے لگا: محمدؐ! تم نے بالکل صحیح جوابات دیے ہیں۔اب دوسرا سوال کروں؟—

کہا کہ ہاں پوچھ۔

کہا کہ یا محمدؐ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے جیسے میرے نبی موسیٰؑ کے وصی شمعون تھے، یوشع ابن نون تھے،تو آپ کا وصی کون ہوگا؟ اور کتنے ہیں۔تو کہا: میرے وصی بارہ ہیں اور پہلا علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے۔

(میرا دل رکھنے کے لیے اس روایت کو سن لو اب اس سے زیادہ زحمت نہیں دوں گا)

میرا دوسرا وصی میرا بڑا نواسہ حسنؑ ابن علیؑ ہے، میرا تیسرا وصی میرا چھوٹا نواسہ حسینؑ ہے۔ اور اس کے بعد جو اوصیاء چلیں گے وہ حسینؑ کی نسل سے چلیں گے۔

کہنے لگا: یا محمدؐ ذرا ان کے نام بھی تو گنواؤ۔

تیور بتلا رہے ہیں کہ وہ اپنی پچھلی کتابوں میں دیکھ کر آیا ہے۔ یہودی ہے نا! توریت میں وہ نام دیکھ کے آیا ہے اور Verify کرنا چاہتا ہے تو یہی تو شکایت ہوتی ہے کہ یہودی کو تو ترتیب سے بارہ نام یاد ہیں۔آپ کو ترتیب سے بارہ نام یاد ہی نہیں ہیں۔

فرمایا: چوتھا حسینؑ کا بیٹا علیؑ۔ پانچواں زین العابدین کا بیٹا محمدؑ باقر۔

چھٹا محمدؑ باقر کا بیٹا جعفرؑ صادق۔ ساتواں جعفرؑ صادق کا بیٹا موسیٰؑ کاظم۔

آٹھواں موسیٰؑ کاظم کا بیٹا علیؑ رضا۔ نواں علیؑ رضا کا بیٹا محمدؑ تقی۔ دسواں محمدؑ تقی کا بیٹا علیؑ نقی۔

گیارہواں علیؑ نقی کا بیٹا حسنؑ عسکری۔ بارہواں مہدی آخری الزمانؑ۔ (علیہم السلام)

سن لی تم نے روایت! علیؑ ابو طالبؑ کا بیٹا۔ حسنؑ و حسینؑ علیؑ کے بیٹے۔ زین العابدینؑ حسینؑ کے بیٹے۔ محمدؑ باقر زین العابدینؑ کے بیٹے۔ فلاں کا بیٹا فلاں، فلاں کا بیٹا فلاں، فلاں کا بیٹا فلاں۔ سن لیا تم نے پورا شجرہ۔ کس کی زبان سے سنا؟ — محمدؐ رسول اللہ کی زبان سے سنا۔ اب سنو اور اگر برا لگے تو آج کے دن مجھے معاف کر ہی دینا۔

دنیا کا کوئی انسان اپنا شجرہ اپنی ماں کے علاوہ بیان نہیں کر سکتا۔ بھئی کیا معلوم کہ کون کس کا بیٹا ہے، ماں نے کہا کہ اس کا بیٹا ہے اور ماں کی گواہی آدھی کہ عورت ہے۔ تو ساری دنیا کے شجرے آدھی گواہیوں پہ ٹکے ہوئے ہیں اور صرف ایک شجرہ ہے جو محمدؐ کی گواہی پہ ٹکا ہوا ہے۔

روایت پوری نہیں بیان کروں گا لیکن ایک جملہ تمہاری خدمت میں ہدیہ کرتا جاؤں، کہنے لگا کہ یا رسول اللہ —

(اب تک کہہ رہا تھا یا محمدؐ کلمہ پڑھے بغیر یکبارگی منقلب ہو گیا)

یا رسول اللہ! یہ جو دو نواسے ہیں ان کا انجام کیا ہوگا؟

کہا: ایک زہر سے شہید کیا جائے گا۔ اور چھوٹا تلوار سے شہید کیا جائے گا۔

یہودی نے رونا شروع کیا۔

حسینؑ نے اپنے لیے ایک جملہ کہا ہے۔ انا قتیل العبرۃ۔ مجھے رلا رلا کے قتل کیا گیا ہے۔

یہ جملہ مذاق نہیں ہے۔ مجھے رلا رلا کے قتل کیا گیا ہے۔ کبھی عباسؑ کے لاشے پہ روئے، کبھی علی اکبرؑ کے لاشے پہ روئے، کبھی قاسم کے جسم کے ٹکڑے اٹھاتے ہوئے روئے، کبھی مسلم ابن عوسجہؓ کے سرہانے روئے، کبھی حرؑ کے بیٹے کے لاشے پر گریہ فرمانے

لگے۔ رلا رلا کے قتل کیا گیا۔

ایک منزل آئی کہ جہاں میرا مولا اکیلا ہوا۔ استغاثہ تم نے بار بار سنا ہوگا۔

هل من ناصر ينصرنا۔ سات مرتبہ حسینؑ نے استغاثہ کی آواز بلند کی اور پہلے استغاثہ کی آواز پر حُرؑ آیا ہے۔

جب کوئی نہ بچا تو میرے مولا نے پھر آواز دی: هل من ناصر ينصرنا۔

هل من مغيثٍ يغيثنا۔ هل من ذاب يَذُبُّ عن حرم رسول الله۔

ہے کوئی ہماری مدد کرنے والا۔ ہے کوئی ہمارے استغاثہ پہ لبیک کہنے والا۔ ہے کوئی حرمِ رسولؐ کی حفاظت کرنے والا۔

فوجِ یزید کا راوی کہتا ہے کہ کوئی جواب نہ آیا لیکن میں نے دیکھا کہ سید سجادؑ ایک ٹوٹی ہوئی تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے خیمے سے باہر آیا اور مقتل کی طرف چلا۔ حسینؑ کی نگاہ پڑ گئی۔ شہزادی زینبؑ سے کہا: خذیہ۔ اسے روکو۔

جب پھوپھی روکنے لگیں تو کہا: پھوپھی اماں! آپ نے دیکھا نہیں میرا بابا مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ حسینؑ دوڑتے ہوئے آئے۔ سجادؑ کو گود میں اٹھایا، ان کے خیمے تک پہنچایا اور کہا: بیٹے تیری ذمے داری اس کے بعد کی ہے۔

اب حسینؑ پلٹے۔ دو خیموں سے حسینؑ کے استغاثہ پر لبیک کہی گئی۔ سجادؑ نکلے انہیں (واپس) پہنچا دیا۔ ایک اور خیمہ سے گریہ کی آواز بلند ہوئی یہ تھا ربابؑ کا خیمہ اصغرؑ کی ماں کا خیمہ۔

خیمے کے دروازہ پر آئے کہا: بہن کیا بات ہے؟

کہا: بھیا! کیا بتلاؤں۔ جیسے ہی آپ کی آواز بلند ہوئی۔ هل من ناصر ينصرنا۔

بچے نے اپنے آپ کو جھولے سے زمین پر گرا دیا۔

کہا: لاؤ شاید میں اسے پانی پلا کر لاؤں۔

دھوپ تیز تھی عبا کا سایہ کیا۔ فوجِ یزید سمجھی قرآن لا رہے ہیں۔ آئے میدان میں عبا

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہٹائی بچے کی صورت دکھائی اور کہا: اے قوم اس بچے کی ماں کا دودھ خشک ہو گیا ہے اور تین دن سے اس نے پانی نہیں پیا ہے اگر ایک گھونٹ پانی پلا سو تو اس بچے کی جان بچ جائے گی۔ پوری فوج خاموش تھی۔

ایک مرتبہ حسینؑ نے پھر آواز دی: اگر سمجھتے ہو کہ اس بچے کے بہانے سے میں پانی پی لوں گا تو میں بچے کو جلتی ریتی پر لٹا دیتا ہوں۔ ہٹ جاتا ہوں۔ تم آ کر اسے پانی پلا دو۔

جلتی ریتی پر لٹایا۔ کچھ دور گئے۔ فوجِ یزید سے کوئی جواب نہ آیا۔ واپس آئے بچے کو گود میں اٹھایا کہا: اصغرؑ انہیں تیری پیاس کا یقین نہیں آیا۔

بچے نے اپنی سوکھی زبان باہر نکالی، اور ادھر پسرِ سعد نے آواز دی:

حرملہ اقطع کلام الحسین حسینؑ کے کلام کو کاٹ دے۔

تیر چلا بچہ باپ کے ہاتھوں پہ منقلب ہو گیا۔

حسینؑ باپ بھی ہیں، ام ربابؑ کے شوہر بھی ہیں اور امامِ وقت بھی ہیں۔ چلے لاشہ لے کر مگر یہ سوچ رہے ہیں۔ کہ کیسے ماں کے حوالے یہ لاش کروں گا۔ سات مرتبہ آگے بڑھے، سات مرتبہ پیچھے ہٹے، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ رِضاً بِقَضَائِہٖ وَتَسلِیماً لِاَمْرِہٖ۔ یہ کہتے جاتے ہیں، کبھی آگے بڑھتے ہیں کبھی پیچھے ہٹتے ہیں۔ ایک مرتبہ حسینؑ نے دل کو مضبوط کیا۔ آئے دروازے پر۔ آواز دی: ر باب!

ربابؑ دروازے پر آئیں۔ کہا: رباب میں کون ہوں؟

کہا: آپ میرے امام ہیں۔ آپ میرے شوہر ہیں۔ آپ میرے والی ہیں۔

کہا: ایک بات کہوں گا مانو گی۔

کہا: ہاں! کیوں نہیں مانوں گی۔

تو ایک مرتبہ عبا کا دامن ہٹا دیا: رباب تیرے بچے کو پانی تو نہ پلا سکا البتہ تیرِ ظلم سے سیراب ہو کے آیا ہے۔

ربابؑ آگے بڑھیں۔ اصغرؑ کے گلے سے خون کو پونچھا اپنی زلفوں پہ لگایا اور کہا: بیٹا

مجھے نہیں معلوم تھا کہ تیرے جیسے چھوٹے بچے بھی نحر کر دیے جاتے ہیں۔

ربابؑ نے جب خون اپنے بالوں پر لگالیا تو ایک مرتبہ سکینہؑ کو خبر ہوگئی کہ بابا اصغرؑ کو لے آئے۔ دوڑتی ہوئی آئی۔ حسینؑ کے قدموں سے لپٹ گئی اور کہا: بابا! آج پتہ چل گیا کہ آپ کو اصغرؑ پیارا ہے میں پیاری نہیں۔

کہا: نہیں بیٹی تو بھی پیاری ہے۔

کہا: بابا! آپ اصغرؑ کو پانی پلا لائے۔ مجھے پانی نہیں پلایا۔

ایک مرتبہ عبا کا دامن ہٹا دیا: بیٹی یہ تیرا بھائی تیرِ ظلم سہہ کے آیا ہے پانی پی کے نہیں۔

مجلس شام غریباں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿ۙ۴۳﴾ بِالۡبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ ؕ وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ وَ لَعَلَّہُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۴۴﴾

عزیزان محترم یہ ۱۴۲۷ ہجری کی مجلس شام غریباں ہے۔ اس متبرک اور معزز مجلس کے لیے میں نے سرنامۂ کلام میں سورۂ نحل کی دو مسلسل آیتوں کی تلاوت کا شرف حاصل کیا۔ سورۂ نحل قران مجید کا سولھواں سورہ ہے اور جن آیتوں کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا ان کے نشان ۴۴ اور ۴۵ ہیں۔

ان آیات میں پروردگار عالم نے اپنے حبیب کو مخاطب کر کے ایک جملہ فرمایا۔ پھر انسانیت کو مخاطب کیا اور پھر اپنے حبیب کو مخاطب کیا۔ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا حبیب تم سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے وہ رِجال تھے یعنی مرد تھے۔ رَجُل مرد۔ رِجال اس کی جمع ہے یعنی بہت سے مرد۔ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا ہم نے تم سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سارے کے سارے رجال تھے۔ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ ہم ان پر وحی کیا کرتے تھے، ہم ان پر اپنے پیغام کو بھیجا کرتے تھے اور اب انسانیت سے کہا: فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ دیکھو اگر تم جاہل ہو تو اہل الذکر سے پوچھو۔

اگر تم جاہل ہو تو اہل الذکر سے سوال کرو بِالۡبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ اہل الذکر تمھیں واضح نشانیوں سے بھی جواب دیں گے مقدس کتابوں سے بھی جواب دیں گے۔ یہ جملہ کہا گیا

انسانیت سے اور اب پھر پروردگار مخاطب ہوا پیغمبر اکرمؐ سے اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ حبیب اس قران کو ہم نے تیرے اوپر نازل کیا۔ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ تا کہ تو اس قران کو پوری انسانیت کے سامنے بیان کرے۔ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ یہ قران نازل ہوا ہے انہی کے لئے لیکن بیان تو ہی کرے گا۔قران میرا بیان تیرا۔

لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ یہ لوگ تیرے بیان میں، میرے قران میں غور وفکر سے کام لیں۔

ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ سب رجال تھے۔ رِجال یعنی مرد۔ جتنے بھی پیغام لانے والے بھیجے انہیں لکھا ہوا کوئی خط نہیں دیا بند لفافے میں کہ وہ لفافہ تمہیں کھول کے دے دیا جائے اور تم اس میں پیغام کو پڑھو۔ پیغام زبانی ہے۔ پیغام بھیجنے والا وہ، پیغام لینے والے تم۔بھئی عجیب مرحلۂ فکر ہے۔

پیغام بھیجنے والا وہ، پیغام لینے والے تم۔ پیغام لانے والے کچھ رجال۔ اب پیغام لینے والے کو پیغام بھیجنے والے کی فکر سے اتنا قریب ہونا چاہئے کہ بعینہٖ پیغام کو Receive کرے۔ اور اتنا عادل ہو کہ بعینہٖ پیغام کو پہنچائے۔ جب لے رہا ہے پیغام کو تو کمال عقل کی منزل پر ہے، جب دے رہا ہے تو کمال دیانت کی منزل پر ہے۔ اسی کا نام عصمت ہے۔تو اب پیغام دینے والے پیغام لے کر دنیا میں آئے اور پروردگار نے آواز دی کہ ہم نے انہیں کیوں بھیجا۔ سورۂ بقرہ دوسرا سورہ قران مجید کا۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ۔ پوری انسانیت امت واحدہ کی صورت میں تھی۔ اللہ نے انبیاء بھیجے، رسول بھیجے مُبشرین خوشخبری سنانے کے لئے مُنذرین ڈرانے کے لئے۔

پوری دنیا کے مفادات دو ہی چیزوں پر ہیں یا کچھ چاہتے ہو یا کسی چیز سے بچنا چاہتے ہو۔ ہم نے نبیوں کو کیوں بھیجا؟...... مُبشرین۔خوشخبری سنائیں، فائدے کی باتیں بتلائیں۔ مُنذرین جہنم سے ڈرائیں،نقصان سے بچائیں۔

یہ سورۂ بقر اور اب سورۂ نحل، آواز دی وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ (آیت ۳۶)۔ہم نے ہر علاقے میں رسول بھیجے اور دو پیغام دے کر کہ اللہ کی عبادت کرو، نفس کی سرکشی سے پرہیز کرو۔

بشارت، نذارت، عبادت، نفس کے طاغوت سے پرہیز۔ دیکھ رہے ہونا!

اور اب سورۂ حدید میں آواز دی لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (آیت ۲۵) ہم نے رسول بھیجے انہیں نشانیاں دیں، انہیں کتاب دی، انہیں میزان دی...... کیوں؟...... تاکہ انسانیت عدل پر قائم ہو جائے۔

رسول آئے عدل پر قائم کرنے کے لیے۔تو ساری دنیا کے رسولوں کے فریضے (جتنے بھی آچکے، اب کسی کو آنا نہیں ہے) بشارت، نذارت، عبادت، اجتنابِ طاغوت اور عدل کا قیام اور اب میرے نبی کا تذکرہ کہ ہم نے اس نبی کو کیوں بھیجا۔ سورۂ جمعہ میں آواز دی:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (آیت ۲)

اللہ وہ ہے جس نے امیّین میں ایک رسول کو بھیجا۔ اس کا کام کیا ہے؟ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ آیات کی تلاوت کرے لوگوں پر وَيُزَكِّيْهِمْ انہیں پاک کرے۔قرآن سنا دے، پاک کرے۔ اگر تنہا قرآن کافی ہوتا تو پاک کرنے کی بات نہ آتی۔

کبھی میں نے کہا تھا (میری مجبوری ہے کہ جملہ درمیان میں آ گیا ہے تو سنتے جاؤ) وہ تلاوت کرنے والا تم تلاوت سننے والے، وہ تذکیہ کرنے والا تم تذکیہ کروانے والے، وہ تعلیم دینے والا تم تعلیم لینے والے، نہ وہ تم جیسا نہ تم اس جیسے۔

یہ سورۂ جمعہ اور اب سورۂ اعراف میں آواز دی ۱۵۷ویں آیت میرے رسول کے مقاصد بعثت۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ (پوری آیت نہیں پڑھوں

گا) ہم نے اس رسول کو اس لیے بھیجا کہ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ساری اچھائیوں کا حکم دے۔ یَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ ساری برائیوں سے روکے۔

وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ ساری پاکیزہ چیزوں کو حلال کردے۔

يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ساری خبیث چیزوں کو حرام کرے۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ اور تمہارے بنائے ہوئے قوانین اور دستوروں کو توڑ دے۔ اللہ کے بنائے ہوئے قانون اور دستور کو رائج کرے۔

ساری برائیوں کو جانتا ہے، ساری اچھائیاں جانتا ہے، سارے طیبات جانتا ہے، سارے خبائث جانتا ہے اور پھر امّی ہے۔

دیکھو مباحث چھڑ گئے ہیں تو پھر جملے سنتے جاؤ۔ رسول کو پہچانو وہ سورۂ جمعہ اور یہ سورۂ اعراف اور اب سورۂ نحل وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ۔ حبیب اس قران کو ہم نے اس لیے نازل کیا کہ تُو بیان کرے گا۔ تُو بیان کرے گا۔ دیکھو بیان کی بڑی اہمیت ہے اور اب میں دلیل دینے جا رہا ہوں اس دلیل کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھنا۔ بیان کی بڑی اہمیت ہے سورۂ قیامت ایک عجیب وغریب سورہ ہے اس سورہ میں آواز دی:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ (آیت ۱۷) اس کتاب کو جمع کروا دینا اور اس کتاب کو پڑھواتے رہنا نسلاً بعد نسلاً یہ ہمارا کام ہے اور حبیب جب ہم اسے پڑھ لیں تو تم اس پڑھنے کی پیروی کرو۔ اس کے بعد کی آیت پڑھنا چاہ رہا ہوں۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ اس کے بیان کی ذمہ داری ہماری ہے کسی اور کی نہیں ہے۔ کوئی مفسر اپنی رائے سے اس کے معنی معین نہ کرے۔ بیان کی ذمہ داری ہماری ہے۔ کس نے کہا؟...... اللہ نے۔

مالک یہ پوری کیسے ہوگی۔ کہا پڑھو۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

اب یہ دو مقامات کی آیتیں ہوگئیں بیان رسول کے سلسلے میں اور اب یہ آیت وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ۔ حبیب ہم نے اس قران کو نازل کیا تو اسے بیان

کرے گا کوئی اور بیان نہیں کرے گا۔

اور اسی سورے میں پھر کہا: وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿آیت ۶۴﴾ حبیب ہم نے اس کتاب کو اس لیے نازل کیا ہے کہ تو اسے بیان کرے گا۔ حق تفسیر اور حق تشریح فقط تیرے پاس ہے کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ لوگوں کے اختلاف کے فیصلے تو کرے گا بیان کی روشنی میں۔

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ یہ پہلی آیت۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿﴾ حبیب تم بیان کرو گے۔ تمہارے بیان کے بغیر یہ کتاب سمجھ میں نہیں آئے گی۔ تو جو کتاب زمانۂ رسول میں سنت کے بغیر کافی نہ ہو وہ بعد رسول کیسے کافی ہو جائے گی۔

بھئی! دیکھو اگر قران سمجھ میں آ گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ آج کی محنت سوارت ہے۔ کیا عرض کروں اپنے سننے والوں کی خدمت میں! وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (سورۂ نحل آیت ۸۹) تمہارے وسیلے سے پوری انسانیت کو پیغام ہے۔ قران کا چیلنج تو دیکھو۔ پوری انسانیت کو چیلنج ہے۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ ہم نے ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کا بیان ہے۔ اب اگر تمہیں نہ ملے تو ان کے پاس جاؤ جو کتاب کے وارث ہیں۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ اس میں ہر شے کا بیان ہے۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (سورۂ انعام آیت ۵۹) کوئی خشک اور کوئی تر دنیا کا ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔

سورۂ نبا وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا (آیت ۲۹) ہم نے ہر شے کا ذکر اس کتاب کے اندر کر دیا ہے۔ تو کتاب اتنی بڑی کہ کوئی شے نہیں چھوٹی۔

پیغام اور پیغام بر...... پیغام قران، پیغام لانے والا محمدؐ۔ کوئی شے قران سے چھوٹی نہیں ہے اور اس چیلنج کو میں قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر کوئی چیز پوچھو گے تو میں تمہاری خدمت میں پیش کروں گا، لیکن یہ اس کا موقع نہیں ہے۔ تو کتنی بڑی کتاب ہے

قران؟...... کچھ اندازہ ہوا۔ توریت بھیجی لیکن اسے معجزہ بنا کے نہیں بھیجا۔ انجیل بھیجی اللہ نے لیکن اسے معجزہ بنا کے نہیں بھیجا۔ زبور بھیجی اللہ نے لیکن اسے معجزہ بنا کے نہیں بھیجا۔ یہ اکیلی کتاب ہے جو معجزہ بن کے آئی۔ توریت قران جیسی نہیں، زبور قرآن جیسی نہیں، انجیل قران جیسی نہیں۔ یعنی پیغام قران جیسا نہیں۔ وہ پیغام جو اللہ نے بھیجا وہ قران جیسا نہیں۔ جب پچھلی کتابیں قران جیسی نہیں تو پچھلے انبیاء محمدؐ جیسے کیسے ہو جائیں گے؟

میں لفظ بدل دوں کہ توریت قرآن جیسی نہیں اور ہم محمدؐ جیسے!!

ناگزیر ہے یہ مرحلہ کہ میں آل عمران کی وہ آیت پیش کروں جو میں نے تمہارے سامنے بار بار پیش کی ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ (آیات ۸۱۔۸۲)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ جب اللہ نے سارے انبیاء سے عہد لیا۔ کس سے عہد لیا بھائی؟ نبیّین جمع ہے نبی کی اور اس پر الف لام لگا ہے النبیّین ۔ ۱۰۰ فیصد انبیاء۔ جو لوگ عربی جانتے ہیں وہ میرے اس ترجمے کو پسند کریں گے۔ ۱۰۰ فیصد انبیاء ان سے ہم نے عہد لیا۔ کس سے لیا؟ ۱۰۰ فیصد انبیاء سے۔ کیا عہد لیا؟ کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دے کر بھیجوں گا۔ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ اور پھر تمہارے پاس ایک رسول بھیجوں گا۔

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ تو تم اس پر ایمان لاؤ...... یہ ہے مقام محمدؐ۔

سارے انبیاء سے عہد لیا۔ تو ایک ساتھ یہ سارے انبیاء اللہ کو ملے کہاں؟ اس بیدار مجمع سے سوال ہے اس لیے کہ ایک کے بعد دوسرا آیا، دوسرے کے بعد تیسرا آیا، تیسرے کے بعد چوتھا آیا۔ دس بیس ایک ساتھ بھی رہے ہوں گے لیکن سارے تو ایک ساتھ کبھی بھی نہیں تھے۔ تو یہ عہد کہاں لیا؟...... عالم ارواح میں۔

عالم ارواح میں اللہ نے انبیاء سے عہد لیا۔ بھئی! کس سے لیا؟...... انبیاء سے تو نبی

چالیس برس کے بعد نبی نہیں بنتا ہے عالم ارواح میں بھی نبی ہوتا ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ: جاؤ تمہیں کتاب دوں گا، حکمت دوں گا۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ پھر آخر میں ایک رسول آئے گا۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ۔ تم پر واجب ہے کہ اس رسول پر ایمان لاؤ۔ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ اور تم پر واجب ہے کہ اس رسول کی مدد کرو۔ کس پر واجب ہے؟...... نبیوں پر واجب ہے کہ محمد کی مدد کریں۔ اب تک تو ہم یا اللہ مدد سن رہے تھے یہ یا رسول کہاں سے آ گیا۔

اچھا بھئی! تو اب سمجھ میں آ گیا مقام محمدؐ عربی؟ مقام فخر ختم نبوت سمجھ میں آیا!......

سارے نبی اس کے مومن، سارے نبی اس کے مددگار۔ بھئی مقام نبوت کو اگر سمجھنا ہے محمدؐ کی تو ایک جملہ سنو اور اس جملے کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھ لینا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ حبیب تو کہہ دے۔ آیت شروع ہو رہی ہے ''قُلْ'' سے، حبیب تو کہہ دے۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ۔ اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو فاتبعونی میری پیروی کرو، میرا اتباع کرو۔ یعنی اتباع میرا محبت اللہ کی۔ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ تو ہم پر واجب ہے کہ ہم محمدؐ رسول اللہ کا اتباع کریں۔

اور اب سورۂ یونس کی پندرہویں آیت سنو۔ پوری آیت نہیں پڑھوں گا۔ وہ لوگ جو ہم سے ملاقات کو پسند نہیں کرتے وہ حبیب تم سے کہتے ہیں:

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ہمیں کوئی دوسرا قران دے دے۔ یعنی قران لینے کو تیار ہیں (لیکن) یہ نہیں کوئی اور اَوْ بَدِّلْهُ۔ یا اسی قرآن میں تھوڑی سی تبدیلی کر دے۔

بھئی! تبدیلی کا مزاج تو ہے۔ اب اگر رسول اکیلا قران چھوڑ کر جائے تو تبدیلی کا خطرہ ہے یا نہیں؟ (اسی لیے فرمایا) اکیلا نہیں چھوڑوں گا جب تک اپنی اولاد کو ساتھ میں نہیں چھوڑ دوں۔

ہمیں کوئی دوسرا قران دے دے اس کے علاوہ ''اَوْ بَدِّلْهُ'' یا اسی قران میں تھوڑی

سی تبدیلی کر دے۔ یہ آیت بھی پیغمبر سے کہتی ہے کہ کہو (قل) اس سے پہلے جو آیت میں نے پڑھی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ۔ یہ آیت بھی کہتی ہے حبیب کہہ دو۔ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ میری کیا مجال کہ میں قران میں تھوڑی سی بھی تبدیلی کروں۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى میں تو صرف وہی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی ہوتی ہے میں وحی کی پیروی کرتا ہوں۔

تم سے کہا گیا کہ محمدؐ کی پیروی کرو۔ محمدؐ نے آواز دی کہ میں وحی کی پیروی کرتا ہوں۔

اور اب ایک عجیب وغریب مرحلہ فکر۔ سورۂ یوسف بارہواں سورہ قران مجید کا آیت نشان ۱۰۸۔ یہ آیت بھی قل سے شروع ہوتی ہے۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ۔ رسول کہہ دے کہ یہ دین میرا راستہ ہے۔ سارے انبیاء دین لے کے آئے اور محمدؐ چلتے گئے راستہ بنتا گیا۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ یہ دین میرا راستہ ہے اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ میں لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف عَلٰى بَصِيْرَةٍ پوری بصیرت کے ساتھ۔ پورا پیغام لیا ہے نا۔ ذہن میں ہے ابتدائی جملہ۔ پورا پیغام اس کے پاس ہے عَلٰى بَصِيْرَةٍ۔ پوری بصیرت کے ساتھ میں اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور اللہ کے دین کو پھیلا رہا ہوں۔

''اَنَا'' ایک میں ہوں وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ اور ایک وہ ہے جو میری مکمل پیروی کرتا ہے۔

یا رسول دعوت دے یا وہ دعوت دے جو مکمل پیروی کرتا ہو۔ (تو) کوئی ہے جو پورا اتباع کرتا ہے۔ پڑھوں سورۂ شعراء کی آیت ۲۶ واں سورہ قرآن مجید کا۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (آیت ۲۱۴) (ذوالعشیرہ کی مشہور آیت ہے۔)

حبیب اپنے قریبی رشتہ داروں تک پیغام نبوت پہنچا دو۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (آیت ۲۱۵) اور جو مومنین ہوں ان کے لیے اپنے کندھے کو جھکا دینا۔ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنین میں سے جو مکمل اتباع کریں ان کے لیے۔ سارے مومنین کے لیے نہیں۔ جو مکمل اتباع کریں ان کے لیے کندھے کو جھکا دینا۔ اب محمدؐ کا کندھا جہاں جھک جائے وہاں اتباع مکمل ہے اور نہیں ملے گا جھکتا ہوا کندھا یا حسنینؑ کے لیے ناقہ بنتے وقت جھکے گا یا علیؑ سے بت تڑواتے وقت جھکے گا۔

دو ہی موقعوں پر تو میرے نبی کا کندھا جھکا۔ یا عید کے دن ناقہ بنتے ہوئے جھکا نواسوں کے لیے یا فتح مکہ کے دن جب بتوں کے توڑنے کی باری آئی۔

تو کہا: علیؑ میرے کندھے پر چڑھ کر ان بتوں کو توڑ دو۔

کچھ یاد آیا؟...... پڑھے لکھے لوگ ہیں اور ان کے وسیلے سے ان تمام سامعین و ناظرین کو اس پیغام کو پہنچانا چاہ رہا ہوں۔

علیؑ میرے کندھے پر چڑھ کر ان بتوں کو توڑ دو۔

کیا شہر مکہ جیسے بڑے شہر میں کسی گھر میں کوئی سیڑھی نہیں تھی کہ پیغمبر سیڑھی منگواتے اور کہتے چڑھ کر بتوں کو توڑ دو۔ کہا: نہیں! یہ کام ہے بت شکنی کا کہ بُت پرست کی سیڑھی بھی استعمال نہیں ہوگی۔

اب وہ آگے بڑھے جس نے کبھی بتوں کے آگے سر نہ جھکایا ہو۔

''علیؑ میرے کندھے پر آ جاؤ''

یہ تو تاریخ ہے۔ اب علیؑ کندھے کے اوپر ہیں۔ اب میرا جی چاہتا ہے کہ آف دی ریکارڈ ایک جملہ کہہ کے جاؤں۔ دیکھو واقعات تو وہی ہیں لیکن کبھی کبھی سن لیا کرو۔

پیغمبر اکرمؐ جب اس دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے تو تاریخوں نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ پیغمبر نے مجمعِ عام کہا کہ میں اس دنیا سے جا رہا ہوں اگر کسی کا کچھ حق میرے اوپر ہے تو وہ لے لے۔ یاد ہے واقعہ؟

کسی شخص نے کہا کہ ہاں یا رسولؐ اللہ میرا ایک حق ہے۔

کہا: کیا ہے؟

کہا: حق یہ ہے کہ ایک دن آپ اپنی سواری کے ناقے کو تازیانہ مار رہے تھے اور وہ تازیانہ اتفاق سے مجھے لگ گیا تو میں اس کا قصاص لینا چاہتا ہوں۔

پہچانو گے رسولؐ کو؟...... بہت آسان جواب تھا کہ تو خود کہہ رہا ہے کہ میں مار رہا تھا اپنی سواری کے ناقہ کو۔ یہ تو غلطی سے لگ گیا...... چُوک...... تو چوک کا قصاص تو نہیں ہوتا۔

میرے نبی نے یہ نہیں کہا۔

اچھا نبی یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ میں نے زندگی میں اپنی سواری کے ناقے کو کبھی تازیانہ نہیں مارا تو غلط کہہ رہا ہے...... میرے نبی نے یہ بھی نہیں کہا۔

کہا: لاؤ تازیانہ۔

بھئی! میرا نبی جھوٹا حق دینے کو تیار ہے تم سچا حق تو دے دیا کرو۔

میرے نبیؐ کا کمال دیکھو۔ کہا: تازیانہ لاؤ...... میں واقعہ کو مختصر کر رہا ہوں جب تازیانہ آیا، پیغمبر نے قمیض ہٹائی۔ اس نے ایک situation بنائی تھی...... ایک صورت حال بنائی تھی کہ اپنے ہونٹ دوش رسولؐ پر رکھ دے...... یہ بھی محبت کا ایک طریقہ ہے۔ کہ ساتھی نے ایک صورت حال بنائی کہ میرے ہونٹ دوش محمدؐ تک پہنچ جائیں۔ اس نے چوما دوش محمدؐ کو۔ تو ساتھی وہ جس کے ہونٹ دوش محمدؐ تک پہنچیں اور علیؑ وہ جس کے پاؤں دوش محمدؐ تک آجائیں۔

علیؑ کے پاؤں دوش محمدؐ پر ہیں۔ اب جاؤ محدث دہلویؒ نے ایک جملہ لکھا ہے دیکھو ان کی کتاب میں یا علی تو کار ''حق می کنی من بار حق می کشم'' علیؑ تو حق کا کام کر رہا ہے اور میں حق کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں۔

علیؑ ہے حق...... اب اگر یہ نہ مانو تو میرے نبی کی حدیث تو مانو گے۔ الحق مع علی و علی مع الحق۔ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ تو اتنی بات تو طے ہوگئی کہ جہاں جہاں علیؑ ہوگا وہیں وہیں حق ہوگا۔

توحید حق ہے علیؑ ساتھ ہے...... نبوت حق ہے علیؑ ساتھ ہے...... قیامت حق ہے علیؑ ساتھ ہے۔ موت حق ہے علیؑ ساتھ ہے۔ میزان حق ہے علیؑ ساتھ ہے۔ صراط حق ہے علیؑ ساتھ ہے۔ جنت حق ہے علیؑ ساتھ ہے تو اگر ہم ساتھ ہو جائیں تو اعتراض کیا ہے؟

عجیب مرحلۂ فکر ہے۔ آیات اتباع تو ذہن میں رہیں گی نا! جو میں نے آپ کی خدمت میں ہدیہ کیں۔ کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ۔ محبت اللہ سے اتباع میرا۔

اَدۡعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیۡرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیۡ۔ تیسری آیت وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۱۵﴾

جھکتا ہوا شانہ یا حسنینؑ کے لیے ہے یا علیؑ کے لیے ہے۔

اب آیت کو برداشت کرو گے۔ بھئی سننا خدا کی قسم۔ اب جو مکمل اتباع کرنے والے نظر آئے علیؑ نظر آئے۔ حسنینؑ نظر آئے اور اب سورۂ طٰہٰ کی آیت پڑھوں:

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰی (آیت ۴۷) جو اتبع کرے اس پر سلام ہوگا۔ علیہ السلام کہنا اسی لیے ان کے نام کے ساتھ علیہ السلام لگتا ہے۔

یہاں تک تو آ گئے میرے ساتھ اب گفتگو تلخیص پا جائے۔

اتباع سمجھ میں آ گیا؟...... سورۂ ابراہیمؑ چودھواں سورہ قرآن مجید کا۔ ابراہیمؑ کا جملہ جاؤ دیکھو قرآن میں۔ فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّهٗ مِنِّیۡ (آیت ۳۶) جو میرا پورا اتباع کرے وہ مجھ سے ہے۔ کمال کا جملہ ہے ابراہیمؑ کہہ رہے ہیں۔ یہ مِن سمجھ میں آ گیا۔ فَاِنَّهٗ مِنِّیۡ۔ جو مکمل اتباع کرے وہی مِنِّیۡ ہے، یہی سبب ہے کہ کسی اور کے لیے مِنِّیۡ نہیں ملتا۔ علیؑ منی و انا منہ۔ فاطمةؑ بضعة منی۔ حسنؑ منی و انا منہ۔ حسینؑ منی و انا من الحسین۔

یہ منہ دیکھ رہے ہو نا! منہ اس سے۔ جاؤ سورۂ ہود گیارہواں سورہ قرآن مجید کا۔

اَفَمَنۡ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ وَ یَتۡلُوۡهُ شَاهِدٌ مِّنۡهُ (آیت ۱۷) تم ہمارے رسول کا انکار کرو گے ہم نے اسے معجزہ دے کر بھیجا ہے اور ایک ایسا گواہ دے کر بھیجا ہے جو منہ اسی سے ہے غیر نہیں ہے۔

میں کیسے اپنے سننے والوں کی خدمت میں عرض کروں۔ بڑی نازک منزل ہے جس نازک منزل پر روک رہا ہوں میں۔

سورۂ برأت کو بھیجنے کی منزل آئی۔ جبرئیلؑ پیغام لائے۔ لا یودیھا الا انت اور رجل منک حبیب یا تم لے جاؤ یا وہ رجل لے جائے جو تجھ سے ہے۔

رجل...... مرد...... یہ جو لفظ مرد استعمال ہوا ہے یہ عورت کے مقابلہ پر نہیں ہے۔

رجل۔ ہمت والا، جرأت والا، بہادری والا، شجاعت والا۔

وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا۔ جتنے بھی تم سے پہلے رسول بھیجے وہ سب رجل تھے۔تو رسالت تو ختم ہوگئی، نبوت بھی ختم ہوگئی کیا رجولیت بھی ختم ہوگئی۔

سنو گے؟ سورۂ احزاب ۳۳واں سورہ قرآن مجید کا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۔ (آیت ۲۳)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ۔ مومنین میں کچھ رجال میں سب رجال نہیں ہیں۔

صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا وہ سچا کر دکھایا۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ ان میں کوئی ایسا ہے جو گزر گیا وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ اور کوئی ایسا ہے جو انتظار کر رہا ہے۔

جب تک آیت باقی ہے ایک انتظار کرنے والے کا وجود ضروری ہے۔

اور سنو گے سورۂ اعراف کی آیت۔ (پوری آیت نہیں پڑھوں گا) وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ (آیت ۴۶) میدان حشر میں ایک بلندی پر کچھ رجال کھڑے ہوئے ہوں گے اور ایک ایک کو چہرے سے پہچان رہے ہوں گے۔

رجال سمجھ میں آ گئے؟ رجال۔ مرد۔ واحد۔ رجل۔ اب اگر رَجُل سمجھ میں آ جائے تو سارے رجال سمجھ میں آ جائیں گے۔

بھئی! اتنی ہی سی تو بات رہ گئی ہے کہ میں نے تمہیں رجال کے سلسلے میں تھوڑی سی آیتیں ہدیہ کیں۔ رجال جمع ہے رجل کی۔ رجل ایک مرد۔ رجال بہت سے مرد۔ اگر رجل سمجھ میں آ جائے تو سارا سلسلہ سمجھ میں آ جائے گا۔ بھئی! اگر رجل اب بھی سمجھ میں نہ آئے تو میں کیا کروں۔ لا عطین رایت غداً رجلاً مشہور روایت ہے۔ میں نے پوری روایت بھی تمہارے سامنے نہیں پڑھی۔ لا عطین رایت غدا رجلاً۔ کل میں جسے علم دوں گا وہ رَجُل ہوگا۔

وقت نہیں ہے بس آخری جملہ سن لو۔ کیا شائستگی ہے زبان رسالت کی۔ لا یرجع

حتی یفتح اللہ بین یدیہ وہ واپس نہیں آئے گا جب تک اللہ اس کے ہاتھوں پر خیبر کو فتح نہ کردے۔

فتح کرے گا اللہ ہاتھ استعمال کرے گا اس کے۔ اب ''ید اللہ'' کے معنی سمجھ میں آئے یا نہیں آئے۔ عجیب مرحلہ ہے۔ انہی رجال میں ایک رجل کا نام ہے حسینؑ۔

پہچانا؟ یہ وہ ہے جو منّی ہے۔ یہ وہ ہے جو راکب روشن رسولؐ ہے۔ میں کبھی کبھی حیران ہو جاتا ہوں اس شہزادے کے سلسلے میں۔

پیغمبر اکرمؐ مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کسی گھر سے کسی بچے کے رونے کی آواز آئی۔ سنو گے تو حیران ہو جاؤ گے۔ پیغمبر کھڑے ہو گئے کہا: بچے کو چپ کراؤ۔ بچے کو بہلاؤ۔ اسے خاموش کراؤ۔

بچے کا رونا رُک گیا۔ لوگوں نے کہا: یارسولؐ اللہ! اتنی اہمیت۔

کہا: میں کیا کروں اس کے رونے کی آواز میرے حسینؑ کے رونے کی آواز سے مشابہ ہے۔

سمجھ میں آیا حسینؑ؟...... رجل ہے۔ حسینؑ رجل ہے اور جب نانا کے دین پر وقت آیا تو پھر حسینؑ نہ اٹھے تو پھر کون اٹھے؟

اٹھا اور اس شان کے ساتھ اٹھا کہ ان کان دین محمد لم یستقل الا بقتل یا سیوف خذینی اگر میرے نانا کا دین میرے قتل کے بغیر بچ نہیں سکتا تو تلواروں آؤ میرے گلے کو کاٹ دو۔

میرے گلے کو کاٹ دو۔ لیکن کیا کریم ہے حسینؑ، دیکھو کریم کہتے ہیں بہت بڑے سخی کو۔ ایسا سخی جس کی سخاوت کی انتہا نہ ہو وہ ہے کریم۔ کیا کریم ہے حسینؑ کہ کہا تھا: تلوارو! آؤ میرے گلے کو کاٹ دو لیکن جب وقت آیا ہے تو اپنا گلا نہیں بہتر (۷۲) گلے (پیش کردیئے)۔

اپنے منشور کا اعلان کیا اور اعلان کرکے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ تین شعبان کو مکہ

پہنچے پھر اس دن جب بھرا ہوا مجمع تھا خانۂ کعبہ کے چاروں طرف یہ کہہ کے چلے کہ حاجیوں کے بھیس میں میرے قاتل آ گئے ہیں اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے خون کے بہنے سے خانۂ کعبہ کی حرمت زائل ہو۔

یہ کہہ کے چلے۔

جانتے ہو نا حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو۔ کہنے لگے کہ فرزند رسول آپ نے طے کرلیا ہے کہ آپ کو جانا ہے تو آپ جائیں لیکن ان بیبیوں کو تو نہ لے جائیں۔ راوی کہتا ہے کہ جیسے ہی ابن عباسؓ نے یہ کہا کہ ان بیبیوں کو یہیں چھوڑ جائیں۔ کسی محمل سے کسی بی بی کی آواز آئی کہ ابن عباسؓ بہن سے بھائی کو چھڑانا چاہ رہے ہو!

صحراؤں کو اور بیابانوں کو عبور کرتا ہوا آل محمدؐ کا یہ قافلہ ۲ محرم کو سرزمین کربلا پر وارد ہوا۔

میں نے کبھی کہا تھا۔ حسینؑ دو محرم کو پہنچے۔ خیمے لگے۔ خیمے جلے کب؟......

دس محرم کو۔ بڑی بڑی تہذیبیں مٹ گئیں لیکن آٹھ دن کے لیے جو آبادی بنی تھی نا! وہ آج تک قائم ہے۔ یہ ہے حسینؑ ابن علیؑ کا معجزہ۔

دو محرم کو خیمے لگے۔ حسینؑ کے بچے اور شدائد۔ چار محرم کو فوجیں آئیں اور شام کے وقت ان فوجوں نے اصرار کیا کہ خیمے (نہر سے) ہٹا دیئے جائیں۔

سنو گے۔ چار محرم کو حسینؑ کے لوگوں نے جو پانی ذخیرہ کرلیا تھا۔ پانچ اور چھ محرم کو وہ پانی کام آیا۔ ساتویں محرم کی صبح کو حسینؑ کے بچے تھے اور سوکھے کوزے۔

نو محرم کی شام کو حسینؑ پر پہلا حملہ ہوا اور حسینؑ نے عباسؑ سے کہا: بھیا، جاؤ اور کہو کہ حسینؑ کو عبادت بہت پسند ہے وہ ایک رات اپنے اللہ سے راز و نیاز کرنا چاہتا ہے۔

مہلت ملی۔ پوری رات خیمہ حسینی سے تسبیح و تہلیل کی آوازیں آتی رہیں۔ لھم دوی کدوی النحل۔ مقتل کے الفاظ ہیں کہ اصحاب حسینؑ اس طریقہ سے تلاوت قران کر رہے تھے جیسے شہد کی مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں۔

صبح ہوئی کہا: اکبرؑ! ذرا لہجہ محمدؐ میں انہیں اذان تو سناؤ۔

اکبرؑ نے کہا: اللہ اکبر! اور خیموں میں بی بیاں بال کھول کر کھڑی ہوگئیں کہ پروردگار اس آواز کو باقی رکھ۔ شبیہ رسولؐ ہے۔

اذان ہوئی، پانی نہیں تھا۔ فوج حسینؑ نے تیمم کیا صبح کی نماز ہوئی۔ ادھر صبح کی نماز تمام ہوئی اور ادھر ایک دفعہ پسر سعد نے کمان میں تیر جوڑا اور کہا: لشکر والو! گواہ رہنا کہ پہلا تیر حسینؑ کی طرف میں پھینک رہا ہوں تاکہ میں امیر سے انعام لے سکوں۔

لشکر والو! گواہ رہنا۔ یہ گواہی سمجھ میں آ گئی؟

دو گواہیاں ہیں کربلا کے میدان میں۔ ابن سعد نے کہا: لشکر والو! گواہ رہنا اور جب اکبرؑ جا رہے تھے تو حسینؑ نے اپنی ڈاڑھی اپنے ہاتھوں میں لی۔ ارشاد فرمایا: اللھم اشھد علی ھولاء القوم۔ مالک تو گواہ رہنا کہ اب لڑنے کے لیے اسے بھیج رہا ہوں جو رفتار میں گفتار میں، کردار میں، شکل وصورت میں تیرے رسول کے مشابہ ہے۔

جنگ شروع ہوئی۔ کیا کیا حسینؑ نے؟ شان سنو گے؟ کسی نے پکارا حسینؑ اس شان سے جاتے تھے میدان میں کہ گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے گئے اور جھک کر اس کی لاش اٹھائی اور ایک ہاتھ سے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے واپس لائے۔ یہ ہے میرے مولا کی شجاعت۔ لیکن جب جوان بیٹے نے پکارا تو گھٹنیوں کے بل چلے۔

جب جوان بیٹے نے آواز دی تو حسینؑ زانو کے بل بیٹھ گئے اور گھٹنیوں کے بل چلے اور پکارتے گئے۔ این علیؑ۔ این علیؑ۔ علی اکبرؑ کہاں ہو۔

حسینؑ پہنچے۔ دیکھا بیٹا تڑپ رہا ہے۔ تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ جب بیٹے نے قضا کی تو ایک مرتبہ بوڑھے باپ نے گھٹنے ٹیک کر دونوں ہاتھ لاش کے نیچے رکھے اور یاعلیؑ کہہ کے لاشہ اٹھایا۔ مجھے معاف کر دینا خیبر کا دروازہ اٹھانا بڑی بات تھی لیکن یہ اس سے بھی بڑی بات ہے۔

اصحاب گئے، انصار گئے، اعوان گئے۔ اولاد مسلم ابن عقیل گئی، اولاد عقیل گئی۔ سب گئے اور اب جب میرا مولا اکیلا ہوا ایک مرتبہ آواز دی۔ ھل من ناصر ینصرنا، ھل

من مغیث یغیثنا۔ ھل من ذاب یذب عن صرم رسول اللہ۔ ہے کوئی ہماری مدد کرنے والا، ہے کوئی اہل حرم کی حفاظت کرنے والا۔

راوی کہتا ہے۔ جب حسینؑ آواز دے رہے تھے۔ ھل من ناصر ینصرنا۔ ہے کوئی ہماری مدد کرنے والا۔ ھل من مغیث یغیثنا ہے کوئی میرے استغاثہ پر لبیک کہنے والا۔ ھل من ذاب یذب عن حرم رسول اللہ ہے کوئی حرم رسول کی حفاظت کرنے والا تو کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا لیکن ایک طرف سے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سید سجادؑ ایک ٹوٹا ہوا نیزہ ہاتھ میں لیے لڑکھڑاتے ہوئے چلے! پھوپھی اماں! میرا بابا مدد کے لیے پکار رہا ہے۔

حسینؑ آئے۔ تسلی دی۔ حکم دیا سجادؑ اپنے خیمے میں جاؤ۔

یہ ایک ردعمل تھا۔ ھل من ناصر ینصرنا کا اور دوسرا ردعمل سنو گے؟......

حسینؑ نے سنا کہ خیمے سے بکا کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ آئے اس خیمے کے دروازہ پر اور کہا زینبؑ سے: اس خیمہ سے یہ گریہ و بکا کی آواز کیسے؟

کہا: بھیا! کیا بتلائیں جیسے ہی آپ کی آواز بلند ہوئی ھل من ناصر ینصرنا۔ چھوٹے بچے نے اپنے آپ کو جھولے سے زمین پر گرا دیا۔

میرے دوستو! میرے عزیزو!۔ اس مجلس کو اصغرؑ اور سکینہؑ کے تذکرے پر ختم ہونا ہے نا! تو ذرا ایک جملہ سنتے جاؤ۔ اصغرؑ کربلا میں چھ مہینے کا تھا تو جب مدینہ سے چلے تھے تو کتنا بڑا ہوگا۔ آٹھ دس دن کا بچہ۔

جب قافلہ مدینہ سے باہر نکلا تو ایک مرتبہ ابوالفضل العباسؑ نے کہا کہ مولا رک جائیں۔ بیمار بیٹی آ رہی ہے۔

حسینؑ نے ایک بیمار بیٹی چھوڑی تھی نا! اب جو حسینؑ نے مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ بیمار بیٹی نانی کا ہاتھ پکڑے ہوئے آ رہی ہے اور کہہ رہی ہے محلاً محل یا ابی۔ بابا! تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاؤ۔

حسینؑ نے کہا: قافلے کو روک دیا جائے۔ بی بیاں اتریں۔ بچی آئی کہا: بابا میں اس لیے نہیں آئی کہ اصرار کروں کہ آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں۔ کہا: پھر؟......

کہا: بابا! میرے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ اپنے بھائی کو ایک نظر اور دیکھ لوں۔

سب کو سلام کیا۔ بھائی کو گود میں لیا۔ دیر تک بیمار بہن پیار کرتی رہی۔ جب بہت دیر ہوگئی تو شہزادی زینبؑ نے اصغرؑ کو لینا چاہا۔ اصغرؑ گود میں نہ آیا۔ کسی اور نے گود میں لینا چاہا بچہ گود میں نہ آیا۔ سید سجادؑ آگے بڑھے بچہ گود میں نہیں آیا۔ ایک مرتبہ حسینؑ آگے گئے اصغرؑ کے کان میں کچھ کہا۔ بچہ ہمک کے حسینؑ کی آغوش میں آ گیا۔

کسی نے کہا: مولا! آپ نے کیا کہا۔

کہا: بس اتنا کہا تھا کہ اصغرؑ کربلا نہیں چلو گے؟

چھوٹا بچہ سمجھ میں آ گیا؟

بھئی! دیکھو میرا تم سے جھگڑا ہو سکتا ہے۔ میرا تم سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن چھ مہینے کے بچے سے کیا اختلاف۔ سوچو اس بات کو پھر میں آگے بڑھوں گا۔

''بہن! یہ خیمے میں اضطراب کیسا؟......''

کہا: بھیا! بچے نے اپنے آپ کو جھولے سے گرا دیا۔

کہا: لاؤ شاید میں اس کے لیے پانی لاؤ۔

بچے کو گود میں لیا۔ عباء کا سایہ کیا، میدان میں آئے اور میدان میں آنے کے بعد کہا کہ اے قوم جفا کار اس کی ماں کا دودھ خشک ہوگیا۔ اور یہ تین دن کا بھوکا پیاسا ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ میں اس کے بہانے سے پانی پی لوں گا تو میں اسے جلتی ریتی پر لٹا دیتا ہوں۔ تم خود آ کے پانی پلاؤ۔ یہ وہ وقت تھا جب فوج یزید منہ پھیر پھیر کے رونے لگی۔ ایک مرتبہ عمر سعد نے کہا اقطع کلام الحسین۔ حرملہ حسینؑ کے کلام کو قطع کر دے۔

تیر چلا فنقلب صبی بین ید الامام بچہ باپ کے ہاتھوں پہ منقلب ہوگیا۔ واپس آئے۔ رضا بقضائه و تسلیماً لامره۔ انا للّٰه وانا الیه راجعون۔ یہ کہتے ہوئے خیمے

کے دروازہ پر آئے۔ دوڑتی ہوئی سکینہؑ آئی کہا: بابا! میں جان گئی کہ آپ مجھ سے زیادہ اصغرؑ کو چاہتے ہیں۔ اسے پانی پلا لائے۔ میں پیاسی ہوں۔

ایک مرتبہ (حسینؑ نے) عبا کا دامن الٹ دیا: بیٹی اصغرؑ پانی پی کے نہیں آیا۔

اصغرؑ کو دفن کیا۔ میدان میں آئے اور اب آواز دی: اب بھوکے کی جنگ دیکھو، اب پیاسے کی جنگ دیکھو۔ اب اس کی جنگ دیکھو جس کا جوان بھائی مارا گیا۔ اب اس کی جنگ دیکھو جس کا جوان بیٹا مارا گیا۔

یہ کہتے جاتے تھے۔ تلوار چلاتے جاتے تھے کہ تم نے میرے عباسؑ کو بھی نہیں چھوڑا، تم نے میرے اکبرؑ کو بھی نہیں چھوڑا۔ تم نے اصغرؑ کو بھی شہید کر دیا۔ حسینؑ تلوار چلاتے جاتے ہیں فوجیں بھاگتی جاتی ہیں۔ ایک مرتبہ پہلو سے آواز آئی: بیٹے! کب تک جنگ کرے گا۔

حسینؑ نے تلوار کو نیام میں رکھا۔ انالله و انا الیه راجعون۔ جم کر ذوالجناح پر بیٹھ گئے۔ ایک مرتبہ تلواریں آئیں، تیر آئے، تبر آئے، نیزے آئے۔ میرا مولا زخمی ہوتا چلا جب گھوڑے سے زمین پر آیا۔

(ایک جملہ سننا، ہم جانوروں کے احسان کو بھی فراموش نہیں کیا کرتے) حسینؑ اتنے زخمی تھے کہ خود سے گھوڑے سے اتر نہیں سکتے تھے۔ باوفا ذوالجناح نے اپنے زانو موڑ دیئے۔ حسینؑ گھوڑے سے زمین پر آئے۔ سجدے میں سر رکھا اور سر رکھنے کے بعد کہا: الٰھی وفیت بعھدی اوف بعھدك۔

مالک! میں نے اپنے عہد کو پورا کیا اب تو اپنے عہد کو پورا کر۔

آیت یاد آئی۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔ میرا مولا یہ جملہ کہہ رہا تھا کہ اتنے میں لشکر میں شادیانے بجنے لگے۔ زمین کانپنے لگی۔ سید سجادؑ کو شہزادی زینبؑ نے جگایا: بیٹے! دیکھو باہر کیا ہو رہا ہے۔

سجادؑ نے پردہ اٹھایا۔ نوک نیزہ پر نگاہ کی اور کہا: السلام علیك یا ابا عبدالله

حسینؑ شہید ہو گئے وہ قافلہ سالار شہید ہو گیا جو مدینہ سے قافلہ کو لے کے چلا تھا اور اب قافلہ سالار زینبؑ ہیں۔ پردیسیوں کی شام آ گئی۔ غریبوں کی شام آ گئی، بیواؤں کی شام آ گئی، لاوارثوں کی شام آ گئی، یتیموں کی شام آ گئی۔ اب میں کیسے اپنے سننے والوں کی خدمت میں عرض کروں کہ جس گھر سے پردے کا حکم نکلا تھا اسی گھر کی بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لی گئیں۔ خیموں میں آگ لگا دی گئی۔ شام غریباں آئی اور دونوں بہنیں چلیں۔ بچوں کو گنتی ہوئی چلیں۔

مقتل میں اختلاف ہے اٹھارہ بچے یا پندرہ بچے موجود نہیں تھے۔ مجھے ایک سوال کا جواب دے دو۔ یہ پندرہ بچے کہاں گئے؟

جب مقتل لکھنے والوں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ کچھ بچے جب خیموں میں آگ لگی تو جل کر مر گئے، اور کچھ بچے گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل گئے۔

بچے گنے جا رہے تھے۔ ایک مرتبہ دو بچوں کو دونوں بہنوں نے ایک درخت سے لپٹے ہوئے دیکھا۔ قریب گئیں۔ ہاتھ لگایا اور بے اختیار ایک بہن نے دوسری سے کہا: انا للہ و انا الیہ راجعون۔

لاشے اٹھائے بچوں کے۔ چلیں۔ ان کو خیموں کے اندر لا کے رکھا اور اب بچوں کی گنتی شروع ہوئی۔ ان بچوں میں وہ بچی موجود نہیں تھی جسے حسینؑ بہت چاہتے تھے اور جب حسینؑ جا رہے تھے تو یہ کہہ کے گئے تھے کہ سکینہؑ میں نے اپنی نماز شب کی دعاؤں میں اپنے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ مجھے ایک پیاری سی بچی دے دے جسے میں بہت چاہوں، جسے میں بہت پیار کروں اور میرے مرنے کے بعد وہ تماچے کھائے اور میں صبر کروں وہ بچی موجود نہیں تھی۔ شہزادی زینبؑ پکارتی چلیں۔ سکینہؑ! سکینہؑ! اگر میری آواز سنو تو لبیک کہو۔

فوج یزید کا ایک سپاہی کہتا ہے کہ میں نے اس بی بی کو روک کے کہا کہ نشیب سے ایک بچی کے رونے کی آواز آ رہی تھی شاید وہاں ہو گی۔

جب جناب زینبؑ پہنچیں تو دیکھا کہ بچی بابا کے لاشے کے پاس سو رہی ہے۔ اسے

اٹھایا: بیٹی اٹھو خیمے میں واپس چلو۔

جب لا رہی تھیں تو پوچھا: بیٹی تو نے بابا کو پہچانا کیسے؟

کہنے لگی: پھوپھی اماں! میں مقتل میں پھر رہی تھی اور یہ کہتی جاتی تھی میرے بابا، میرے بابا۔ مجھے نیند آرہی ہے بابا! مجھے اپنے سینے پر سلالو بابا!...... ایک کٹی ہوئی گردن سے آواز آئی: الَیَّ الَیَّ یا بُنَیَّا۔

کہا: بیٹی تیرے باپ نے تجھ سے کچھ کہا؟

کہا: ہاں پھوپھی اماں! مجھ سے یہ کہا تھا کہ میرے چاہنے والوں کو پہنچا دینا کہ کاش تم ہوتے اور یہ دیکھتے کہ میں نے کیسے چھوٹے بچے کو (فوج) کے سامنے پیش کیا اور کیسے ان لوگوں نے (اسے) تیر ظلم سے سیراب کیا۔

بچی کو لائیں۔ بچی سوگئی۔ اب کہیں سے بھی پانی آیا ہو یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن پانی آیا۔ اصغرؑ تو ذہن میں ہے نا!...... سکینہؑ بھی ذہن میں ہے۔ پانی آیا۔ شہزادی زینبؑ نے کوزۂ آب بھرا بائیں ہاتھ میں کوزہ لیا۔ داہنے ہاتھ سے شانہ ہلایا: اٹھو سکینہؑ پانی آگیا۔ بچی گھبرا کے اٹھی کہا پھوپھی اماں! کیا چچا آگئے۔

کہا: نہیں بیٹی! تیرا چچا تو مارا گیا۔

کہا: پھوپھی اماں! پہلے آپ پی لیں۔

کہا: نہیں بیٹی تو پی لے۔

کہا: نہیں پھوپھی اماں پہلے آپ پئیں۔

کہا: بیٹی جو چھوٹے ہوتے ہیں وہ پہلے پیتے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ کوزہ ہاتھ میں لیا۔ چلی مقتل کی طرف کہ پھوپھی اماں میرا بھائی مجھ سے چھوٹا ہے اور بہت پیاسا ہے۔

وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

علامہ طالب جوہری مدظلہ کی تقاریر کے مجموعے

انسان معاصر اور قرآن (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۱۹۹۷ء)

تہذیب نفس اور تہذیب حاضر (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۱۹۹۸ء)

عالمی معاشرہ اور قرآن حکیم (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۱۹۹۹ء)

حیات و کائنات کا الوہی تصور (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۲۰۰۰ء)

انسانیت کا الوہی منشور (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۲۰۰۱ء)

اساس آدمیت اور قرآن (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۲۰۰۲ء)

میراث عقل اور وحی الٰہی (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۲۰۰۳ء)

میزان ہدایت اور قرآن (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۲۰۰۴ء)

اساسِ علم اور کتابِ الٰہی (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۲۰۰۵ء)

منصب ہدایت اور قرآن (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۲۰۰۶ء)

اسلام اور مقصد حیات (مجموعہ تقاریر عشرہ محرم ۲۰۰۷ء)

★